اُوم

شری گیتا گیان امرت

چوتھا بھاگ

از

بخشی نرسنگداس لوڈپٹی کنٹرولر ڈیفنس اکونٹس ریٹائرڈ

دہرہ دون

چاہ نہ کاہو کی کرے۔ رہے پونت اُداس
سب آرنبھن کو تجے۔ رہے سو ہر کے پاس

تعداد ایکہزار

قیمت ایکروپیہ

کوہِ نُور پرنٹنگ ورکس الآباد میں چھپا

ملنے کا پتہ:- 232/B پرانا ٹالن واڑا۔ ڈیرہ دون

ارپن

بھگوان آتم دیو کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

منگل

جس سے یہ سب کچھ ہے۔ جس میں یہ سب کچھ ہے۔ جس میں
یہ سب لین ہو جاتا۔ اس بھگوان آتم دیو کو
نمسکار ہے۔

★

اوم

شری گیتا گیان امرت

چوتھا بھاگ

از

بخشی نرسنگداس ریٹائرڈ ڈپٹی کنٹرولر ڈیفنس اکونٹس
ڈیرہ دون

چاہ نہ کاہو کی کرے۔ رہے پونیت اُداس
سب آرنبھن کو تجے۔ رہے سو میرے پاس

تعداد یکہزار
قیمت ایکروپیہ

کوہ نور پرنٹنگ ورکس الہ آباد میں چھپا

ملنے کا پتہ ۲۳ B نمبر اناڈالن والا ڈیرہ دون

ارپن

بھگوان آتم دیو کو ....
....

منگل

جس سے یہ سب کچھ ہے۔ جس میں یہ سب کچھ ہے۔ جس میں یہ سب کچھ لین ہو جاتا۔ اس بھگوان آتم دیو کو نمسکار ہے۔

بندھ اور موکش

(۱) جب تک من کچھ چاہتا ہے سوچتا ہے۔ تیاگتا ہے۔ گرہن کرتا ہے۔ کسی میں پرسن اور کسی میں اپرسن ہوتا ہے تب تک بندھ ہے۔

(۲) جب من کچھ نہیں چاہتا نہ سوچتا ہے نہ تیاگتا ہے۔ نہ گرہن کرتا ہے۔ نہ پرسن ہے نہ اپرسن تب ہی موکش ہے۔

(۳) جب تک من کسی وشے میں آسکت ہے۔ تب تک بندھ ہے جب سب وشیوں سے ورکت ہو۔ تب موکش ہے۔

(۴) جب "میں" نہیں۔ تب موکش ہے۔ جب "میں" ہے تب بندھ ہے۔ ایسا سمجھ کر اُداسین ہو جا۔ نہ کچھ تیاگ کر۔ نہ گرہن کر۔

اشٹاوکر گیتا

گیان

(۱) میں آکاش کے سمان اننت ہوں۔ پراکرت جگت گھڑے کے سمان ہے یہ گیان ہے۔ جو ایسا ہو گیا۔ اس کو گرہن تیاگ اور نے کچھ بھی نہیں۔

(۲) میں بڑے سمندر کی طرح ہوں اور پرپنچ لہروں کے سمان ہے۔ یہ گیان ہے جو ایسا ہو گیا۔ اس کو گرہن تیاگ اور نے کچھ بھی نہیں۔

(۳) میں سیپ کی طرح ہوں اور جگت کی کلپنا چاندی کے سمان ہے۔ یہ گیان ہے۔ جو ایسا ہو گیا۔ اس کو گرہن تیاگ اور نے کچھ بھی نہیں۔

(۴) میں ہی سب پرانیوں میں ہوں۔ اس سے جگت مجھ میں ہی ہے۔ یہ گیان ہے۔ جو ایسا ہو گیا۔ اس کو گرہن تیاگ اور لے کچھ بھی نہیں۔

اشٹاوکر گیتا

اوم

دو شبد

پیارے آتم روپ پاٹھک گن۔ گیتا گیان امرت کا پہلا اور دوسرا بھاگ آپ کی نظر سے گذر چکا ہے۔ اس کو آپنے پسند بھی فرمایا ہے۔ جس سے میری حوصلہ افزائی ہوئی۔ تیسرا بھاگ مکمل ہوجانے پر کئی کارنوں سے چھپوایا نہیں جا سکا تھا۔ لہذا اُس کو ایڈیٹر سمتا درپن دہلی کے حوالے کیا گیا۔ اور عرصہ ۱½ سال سے مسلسل وہاں چھپ رہا ہے۔ ابھی مکمل نہیں ہوا۔ اتنے میں چوتھا اور پانچواں بھاگ تیار ہو گئے۔ اُدھر سے ان کو چھپوانے کی پریرنا بھی ہوئی۔ کچھ سجنوں نے دھن دیکر میری امداد فرمائی ہے۔ اس لیئے یہ گیتا گیان امرت چوتھا بھاگ آپ کی سیوا میں ارپن کر رہا ہوں تیسرا بھاگ جونہی فارغ ہوگا اس کو بھی چھپوانے کا بندوبست کیا جاویگا۔

(۲) اس بھاگ میں ادھیائے ۸ تا ۱۰ تک شرح کی گئی ہے۔ سرل اور سادہ زبان میں گیتا کے گوڑھ رہسیوں کو پرگٹ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس کے لگاتار مطالعہ اور وچار سے معلوم ہوگا کہ بھگوان دید ویاسی نے ارجن کے بہانے کس قدر جامع اُپدیش بھگوان کے مکھ سے کہلوایا ہے اور کیونکہ ہر پرکار کے سادھکوں کیلیئے سادھن پرم پرا کو موتیوں کی مالا کی طرح ایک جگہ پستک روپ میں پرو کر رکھ دیا ہے۔ پریمیؔ اس سے اپنی نشچے آتمک بدھی روپی گلے کو سجائیں وجیون سپھلتا روپی یشی اور کیرتی کا لابھ اُٹھاویں۔ ایشور سب کو شکتی بل اور بدھی دیں۔ اوم تت ست

آپ کا داس

نرسنگداس لو۔ $28\frac{10}{62}$

شری گیتا گیان امرت (چوتھا بھاگ)

آٹھواں ادھیائے

دوہا۔ ادھیاتم اربرہم کیا۔ کرم کیا جگدیش ......
ادھی دیوک ادھی بھوت کہو۔ جانوں بسوئے بیس (8-1)

بھاوارتھ۔ ارجن نے کہا۔ اے پرشوتم۔ ادھیاتم کیا ہے۔ برہم کیا ہے اور کرم کیا۔ و نیز ادھی بھوت کسِ کا نام ہے۔ اور ادھی دیو کس کو کہتے ہیں۔

(تشریح) ساتویں ادھیائے کے انت میں بھگوان نے ان پری بھاشک شبدوں کو استعمال کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو کوئی جرا اور مرتیو سے مخلصی پانے کیلئے کوشش کرتا ہے۔ سادھنا کرتا ہے وہ خواہ مخواہ یعنی ضرور ادھیاتم۔ برہم۔ اور کرم کو سروپ سے جان لیتا ہے۔ اسی گیان کے بل سے جب ادھی دیو۔ ادھی یگیہ۔ ادھی بھوت میں نش مجھے ہی دیکھتا جانتا اور پہچانتا ہے۔ اس کا یہ برہم الو بھو مرتے دم تک قایم رہتا ہے۔ مرتیو شیا پر بھی وہ اپنے نشچے سے وچلت نہیں ہوتا۔

ظاہر ہے کہ ارجن نے کسی گورو کل میں فلسفہ یا درشن تو پڑھا نہیں تھا۔ وہ ان شبدوں کے مفہوم کو ٹھیک ٹھیک سمجھ نہیں سکا۔ اس لئے اس نے بھگوان سے درخواست کر دی کہ وہ ان کے معنی نہیں جانتا۔ اس لئے بھگوان واضح طور پر صاف صاف بتائیں کہ برہم ادھیاتم کرم ادھی دیو۔ ادھی بھوت کا کیا مطلب ہے۔ یا ان سے

مراد کیا ہے۔ ۵

پھر ارجن نے پوچھا یہ بھگوان سے ۔ کہ پروشوتم اب مجھ سے فرمائیے
ہے برہم ادھیاتم سے کیا مُدعا ۔ ہیں کرم اور ادھی بھوت ادھی دیو کیا

دوہا۔ ادھی یگیہ کا کو کہت ۔ یا دیہی میں کون
کیسے تم کو جانئے ۔ پران کرت جب گون (2-8)

بھاوارتھ۔ ہے مدھوسُودن ۔ یہاں ادھی یگیہ کون ہے ۔ اور وہ شریر میں کیسا ہے ۔ اور آپ پریان کال میں رانت سکے میں یکت چت والوں سے کس پرکار جانے جاتے ہیں ۔
(شرح) اے بھگون ۔ اس کے علاوہ یہ بھی بتائیے کہ ادھی یگیہ کس کو کہتے ہیں ۔ اور اس شریر میں وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے ۔ مرتے وقت اکثر منش کی بری دکرت ہوتی ہے ۔ شریر کی دشا بگڑی ہوئی ہوتی ہے ۔ بُدھی بھی بے ٹھکانے ہوتی ہے ۔ پران اپنی تیاری میں ہل چل مچا رہا ہوتا ہے ۔ ظاہرا طور پر منش اکثر بے ہوش پایا جاتا ہے ۔ آنکھوں سے دیکھتا نہیں ۔ کانوں سے سنتا نہیں ۔ زبان سے بول نہیں سکتا ۔ معمولی چیتنا باقی رہتی ہے ۔ ایسی دشا میں ہے بھگون یکت چت والے پُرش آپ کو کیوں کر جانتے ہیں اور یاد رکھتے ہیں ۔ اس وقت کس قسم کا گیان ہوتا ہے ۔ اندریوں سہت یا اندریہ رہت گیان ہے ۔ یہ بات اچھی طرح سمجھا کر آپ کہیں تاکہ میری بُدھی میں بیٹھ جاوے ۔ کیونکہ میں ان کو ٹھیک ٹھیک نہیں جانتا ۔ اور آپ سے بہتر ان کو جاننے والا اور ان کا ویاکھیان کرنے بھی مجھ کو نہیں ملیگا ۔ آج آپ مجھ پر پرسن ہیں ۔ اور ویسے میرے سمبندھی اور سکھا بھی ہیں ۔ اس لئے میں

آپ بنتی کرتے یا چنا کرتا ہوں کہ میری بُدھی روپی خالی برتن میں گیان روپی بھکشا دیدیں۔ ۵

ادھی یگیہ ہے کیا چیز بتلائیے — مکیں تن میں ہے کون فرمائیے

جسے دل پہ قابو ہے مرتے سمے — مدھوکُش تمہیں کیسے پہچان لے

دوہا۔ اکھشر برہم کو کہت ہیں ادھیاتم سو سبھائے

جو اُپجاوت جگت کو۔ سوئی کرم کہلائے (3-8)

بھاوارتھ۔ پرم اکھشر برہم ہے۔ اس کے سوبھاؤ کو ادھیاتم کہتے ہیں۔ سرو بھوتوں کے بھاؤ کو اُتپن کرنیوالا تیاگ کرم کے نام سے کہا گیا ہے۔

دوہا۔ دیہہ جو ہے ادھی بھوت یہ۔ ادھی دیوک ہے جیو

سب دیہین کی دیہہ میں ہے ادھی یگیہ سو پیو (4-8)

بھاوارتھ۔ اُتپتی ناشی والے سب پدارتھ ادھی بھوت ہیں۔ اور پُرش ادھی دیو ہے۔

اور ہے ارجن۔ اس شریر میں ادھی یگیہ میں واسودیو ہوں۔

(شرح) ارجن کے دریافت کرنے پر کہ مہاراج آپ نے جو یہ کہدیا کہ جرا مرن سے موکش کا جگیاسو برہم ادھیاتم اور کرم کی حقیقت کو جان لیتا ہے۔ و نیز ادھی بھوت ادھی دیو اور ادھی یگیہ روپ مجھے ہی سمجھتا ہے۔ بھگوان۔ ان کا ارتھ میں نہیں جانتا۔ اس لئے آپ کے اس کتھن کو میں نہیں سمجھ سکا۔ آپ ان کا ٹھیک ارتھ سمجھائیے۔ بھگوان نے کہا۔ ارجن۔ سُن۔ ویسے تو میں اب تک انہی کی چرچا کرتا چلا آیا ہوں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ میدان جنگ کو پاکر آج تمہاری بُدھی چکرائی ہوئی ہے۔ اور من ڈانواڈول ہے۔ اس لئے میں پھر تم سے کہتا ہوں۔ برہم کے معنی دیا پک یا محیط کل کے

رہیں۔ اصطلاح میں وہ وستو یا ستاجو سب سے پرے اور ناش سے رہت ہے۔ (پرم اکشر) برہم ہے۔ مجموعی طور پر برہمنڈ کا آتما برہم ہے۔

ادھیاتم۔ اُسی) پرم اکشر کا سوبھاؤ جس کو چیتنا۔ سپند کلا۔ سمویدن۔ پھُرنا وغیرہ کہتے ہیں۔ ادھیاتم ہے۔ جزوی طور پر ایک شریر میں آتما ہی ادھیاتم ہے۔

کرم۔ جس سے سب بھوتوں کی اُتپتی ہوتی ہے۔ وہ کرم ہے۔ مثال کے طور پر یوں جانو کہ سورج برہم ہے۔ اس کی روشنی اور گرمی (سوبھاؤ) ادھیاتم ہے۔ سوریہ کی روشنی اور گرمی سے جانداروں کا جیون دھارن کرنا۔ بیوہار کرنا۔ کرم ہے۔

ادھی بھوت۔ شریر سمیت تمام ناشوان پدارتھ جن کو کشر بھی کہتے ہیں۔ ادھی بھوت ہیں۔ ساتویں ادھیائے میں اسی کو بھگوان نے اپنی اپرا پرکرتی بتلایا تھا۔

ادھی دیو۔ بھگوان کی پراکرتی۔ تمام شریروں میں بسنے والا جیو آتما یا پرش ادھی دیو ہے۔

ادھی یگیہ۔ لوک سنگرہ ارتھ کرم اتھوا تمام دیہوں (جسموں) میں بھوگتا۔ ادھی یگیہ کہلاتا ہے۔

ساتویں ادھیائے میں جس وحدانیت کا اُپدیش ہوا تھا۔ اسی کو یہاں دوسری شکل میں دہرایا جا رہا ہے۔ وہاں صرف پرا اور اپرا پرکرتی روپی اپنے روپ بتلا کر ساری رچنا کو اپنے میں اور اپنے کو رچنا میں بھگوان نے بتلایا تھا۔ ان کے سوا اور کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ گیانی انھیں سب سے پیارا اس لئے ہے کہ اس نے تمام بھید بھاؤ دور کر کے سب کچھ بھگوت روپ ہی دیکھ لیا۔ اور خود بھی وہی روپ ہو گیا۔ چونکہ رحیم جگیا سو کو شریر آتما۔ کرم (جنم کا کارن) ادھیاتم۔ ادھی دیو لوک۔ ادھی بھوت آدی تاپ وغیرہ کی پرتیتی ہو رہی ہے۔ اور ان کے وشئے میں بھرم آتمک وشواس رکھتا ہے۔ اس لئے اس وشئے میں بھرم کو دُور کرنے کے لئے اور رست وشواس کو درڑھ کرنے کے واسطے ان کی تفصیل بیان کرنا ضروری ہی تھا۔ جو کہ پرسنگ انوسار کر دیا۔ اگر وچار کر کے دیکھا جاوے تو ان تمام شبدوں کے مختلف معنی ہوتے ہوئے بھی درحقیقت غرض و غایت ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ کہ

برہم ادھیاتم کرم سب ہی ایک چیتن چنماترستا کی مختلف حالتوں کے نام ہیں۔ دوئی نام کو بھی نہیں۔ واجب الوجود واحد اور یکتا محض ہے۔ ادھی دیو ادھی بھوت اور ادھی یگیہ بھی اس کے سوائے دوسرا نہیں۔ اسی ساتویں ادھیائے کے آخری شلوک میں بھگوان نے کہا تھا جو اس طرح مجھے جانتا ہے۔ جس نے اپنا نشچے پکا کر لیا ہے۔ جو ساری عمر اسی وشواس کو درڑھ کرنے کی سادھنا کرتا رہا ہے۔ بوقت مرگ بھی وہ اس نشچہ پر قائم رہتا ہے۔ یعنی وحدتِ وجود کا خیال رکھتا ہے۔ جس سے اس شریر کے تیاگ کے بعد اس کے پران اُتکرمن نہیں کرتے۔ بلکہ وہیں لین ہو جاتے ہیں۔ وہ آواگون کے چکر سے آزاد ہو تلے ہونے اور پرم اکشر برہم میں لین ہو جاتا ہے۔ یا بقول بھگوان شری کرشن مجھ کو پراپت ہوتا ہے جہاں سے پھر لوٹنا نہیں ہوتا۔ یہی گیان کی انتم گتی ہے۔ سہ

ہے برہم ہستیٔ عالی و بے زوال | تو ادھیاتم اشا[illegible] فطرت کا حال
وہ قدرت ہوئی جس سے مخلوق سب | وہ ہے کرم خلق جہاں کا سبب
ادھی بھوت فانی وجودِ جہاں | پرش ہے ادھی دیو روحِ رواں
ادھی یگیہ سن اے فخرِ اہل وجود | میں خود ہوں کہ میری ہے تن من نمود

دوہا۔ انت سمے جب دیہہ تجے۔ موکو سمرے جوئی
سو پرانی موکو لے۔ تامیں سنشے نہ کوئی (5-8)

بھاوارتھ۔ جو پرانی انت سمے کو میرا سمرن کرتا ہوا شریر تیاگ کرتا ہے۔ وہ میرے سروپ کو پراپت ہوتا ہے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔

(شرح) ارجن کے سوال کا آخری حصہ "انت سمے میں بھگون آپ کو کیونکر جانا چاہئے" کا جواب اب دیا جا رہا ہے۔ اس شلوک میں ایک اصول تو یہ بتایا گیا ہے "انت متا سوگتا" جیسی انت سمے کی بدھی ہوتی ہے۔ جس پرکار کی ستھتی میں پرش ایک شریر کو تیاگ کرتا ہے۔

آئندہ اس کی گتی بھی ویسی ہی ہوتی ہے۔ دوسرے اس شلوک سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بھگوان انتر آتما یا برہم کے دھیان یا نیشٹھا میں اگر شریر تیاگ کیا جاوے تو پھر دوسرے شریر کی پراپتی نہیں ہوتی۔ دوسرے لفظوں میں جنم مرن سے مکتی پراپت ہو جاتی ہے۔ اس کے بغیر جو لوگ دوسرے تصورات کو لیکر جیون یاترا کو سماپت کرتے ہیں۔ ان کے ادھورے کاریہ سماپتی کے ارتھ ان کے واسنا انوسار پنر جنم کی پراپتی ہوتی ہے۔ لہذا موکش کے اچھک جگیاسوؤں کو بھگوت نام سمرن میں لین رہنا واجب ہے۔ درڑھ سنکلپ میں اننت شکتی ہے۔ ہمارا موجودہ شریر اور سنسار ہمارے سنکلپ کا نتیجہ ہے اور اب بھی جیسا ہم سوچتے ہیں ویسے ہی بنتے جاتے ہیں۔ جو نیک سوچتے ہیں وہ نیک بنجاتے ہیں۔ جو بد سوچتے ہیں بد ہو جاتے ہیں۔ نیکوں کو نیک ملتے ہیں۔ بدوں کو بد ہی ملتے ہیں۔ ع: کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔ منش جس قسم کی صحبت میں رہتا ہے۔ اس کا بھی اثر اس پر پڑتا ہے۔ نیک صحبت میں رہنے والا نیک اور بد صحبت میں رہنے والا بد ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ست سنگ کو گنگا سے بھی زیادہ پاون کہا گیا ہے اور بھوساگر سے پار اترنے کیلئے جہاز جب تک۔ ہم کسی خاص قسم کا کام کرنے کے لئے یا کوئی شبھ گن دھارن کرنے کے لئے جتن کر رہے ہیں تب تک وہ گن ہمارے سوبھاؤ میں شامل نہیں ہوتا۔ اور ہم کو اس وقت تک کوشش جاری رکھنی چاہیئے۔ جب تک وہ گن ہمارے سوبھاؤ میں شامل نہ ہو جائے۔ مثلاً میٹھا بولنا۔ کٹو بچن نہ کہنا۔ ایک بہت اچھا گن ہے۔ ہم اس کو سادھنے کا یتن کر رہے ہیں۔ ہم کو ہر وقت چوکس رہنا پڑتا ہے۔ اور جب کسی سے بولتے ہیں پہلے من میں بات تولتے ہیں۔ یہ بھی اُتم اوستھا ہے۔ لیکن سدھی تو اس بات میں ہے کہ آپ کو تولنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو اور سوبھاوک ہی ہر کسی سے نمر اور میٹھا وچن بول کر برتاؤ کیا جاوے۔

جو شے سوبھاو میں شامل ہو جاتی ہے۔ وہ علیحدہ نہیں ہوتی۔ جن لوگوں کو پربھو سے پریم اور بھگتی ہے۔ جو ممکشو ہیں۔ جگیاسا رکھتے ہیں۔ جنم اور مرن سے آزادی کے خواہاں ہیں

وہ سمرن۔ بھجن۔ دھیان۔ کتھا۔ کیرتن۔ اتیادی کاریوں میں مگن رہتے ہیں۔ جو جتنا زیادہ لین رہتے ہیں اتنا ہی وہ اپنے اِشٹ کے نزدیک تر ہوتے جاتے ہیں۔ انھیں خواب بھی اسی قسم کے آتے ہیں۔ جن میں اپنے اِشٹ دیوتا کے درشن کرتے ہیں وارتالاپ کرتے ان کی لیلا دیکھتے چرچا کرتے ہیں۔ جاگرت اوستھا میں بھی گاہ بگاہ ادبھت الو بھو پاتے ہیں اور جب ملاحظہ کے شکھر پر جا پہنچتے ہیں وہ دن رات اُسی میں لین رہتے ہیں۔ شریر رہے یا جائے۔ اس ان کو مطلق پرواہ نہیں۔ غم ہو یا بیماری یا مرتیو شیا وہ نت ہی اپنے پربھو کی لیلا کا سمرن کرتے ہیں۔ اس کے سوائے اور کچھ جانتے ہی نہیں۔ ان حالات میں جب ان کا شریر چھوٹ جاتا ہے۔ تو یقیناً ان کو دوبارہ شریر کی پراپتی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ شریر ز مان کے دو کھ کارن اہنکار اور کامنا۔ ان مہاپرشوں میں نفی ہو جاتے ہیں۔ جب بیج ہی جل گیا تو کھ کہاں سے ہو گا۔

بھگوان نے کہا۔ اے ارجن جو لوگ ساری عمر میرا بھجن سمرن کرتے رہتے ہیں۔ یوگ سنیم اتیادی کا سادھن کرتے ہیں۔ اور نت ہی میرے پرائن رہتے ہیں۔ ایسے یکت پرش سو بھاؤ سے ہی میرا دھیان پراپت کئے رہتے ہیں اور مرتے وقت بھی وہ سمرن کرتے ہوئے اتھوا میرے ہی خیال میں شریر چھوڑتے ہیں۔ وہ میرے سوروپ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پہلے بھی وہ مجھ میں لین رہتے تھے۔ شریر روپی چار دیواری جوان کو مجھ سے جُدا کرکے دکھاتی تھی۔ وہ مسمار ہو جاتی ہے۔ جس سے "میں" اور "وہ" کا بھید بھی دُور ہو جاتا ہے۔ "وہ" بھی "میں" ہو جاتا ہے۔ اس میں کسی پرکار کا شک کرنے کی گنجائش نہیں۔ ویدانت کی بھاشا میں وہ جیون مکت مہاشے ودیہہ مکت ہو جاتے ہیں۔ منش کا بچہ جنگلی جانوروں کی صحبت میں رہنے سے جانوروں کی طرح رہنے سہنے اور کھانے پینے لگتا ہے اور جنگلی جانور انسان کی صحبت میں رہ کر سدھایا جاکر کافی عقلمندی اور لیاقت کا ثبوت دیتا ہے۔ اگر انسان دن رات عشق حقیقی میں غرق رہے۔ پرم پوتر آتما یا برہم کے دھیان میں لین رہے یا اپنے پریتم پربھو کے گنانواد۔ کتھا

کیرتن ۔بھجن وغیرہ میں غلطاں ہو۔اسی کو دیکھے اسی کو سنے اور اسی سے بولے۔ایسی اوستھا میں کیا ایسے منشوں کا شریر سمیت او بھُت انت جیون میں داخل ہو جانا کوئی اچنبھے کی بات ہے۔ یہ تو عین قدرتی ہے۔جیسا ہم سوچتے ہیں۔ویسے ہی بن جاتے ہیں۔ سے

جب انساں جہاں سے گذرتا ہوا　　مرے کو ہی کرے یاد مرتا ہوا

تو اس میں شک کا نہیں احتمال　　اسے مر کے حاصل ہو مراوصال

دوہا۔پرانی جب دیہہ تجے۔سمرے جو ئی کاج

یا میں سنسا نہیں۔تے پاوے سوئی ساج　(8-6)

بھاوارتھ۔اے ارجن۔انت کال میں جس جس بھاؤ کو سمرن کرتا ہوا منش شریر چھوڑتا ہے اس اس بھاؤ کو ہی پراپت ہوتا ہے۔

(شرح)اے ارجن۔یوں سمجھو کہ جب کوئی پرش گھر سے چلنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے خیال کرتا ہے کہ گھر سے نکل کر کہاں کہاں جانا ہے۔کس راستے سے جانا۔اور کیا کیا کام کرنا ہے۔اور پھر چل کر جاتا ہے۔تو انہی خیالات کے مطابق کام کر کے واپس لوٹ آتا ہے۔عین اسی طرح جب منش یہاں سے شریر تیاگ کرنے والا ہوتا ہے۔اپنی ساری عمر کی کمائی کا حساب کرتا ہے۔کیا کچھ کر لیا۔ اور کیا باقی رہ گیا۔ابھیاس کر کے جو تصورات اس کی عادت میں شامل ہو چکے ہیں وہ خود بخود بغیر یتن کئے آ حاضر ہوتے ہیں۔اب جن جن ادھورے کاموں کے تخیل کا خاکہ بنا کر شریر پات ہوتا ہے اس کے مطابق ہی اگلا شریر نرمان ہونا ضروری ہے۔یہی قاعدہ ہے۔اسی لئے تو کہا ہے کہ انسان اپنی قسمت کا خود معمار ہے کیونکہ جس قسم کی صحبت میں رہتا ہے۔ویسا ہی رنگ اس پر چڑھتا ہے۔جیسا ان کھاتا ہے۔ویسی ہی بدھی ہوتی ہے۔بدھی کے انوسار ہی اسکے وچار ہوتے ہیں۔وچاروں سے تمام شریر کی رچنا ہوتی ہے اور اس سے ویسا ہی آچار پرگٹ ہوتا ہے۔آچار کے انوسار یہ بار بار سکھ دُکھ کا پھل دینے والا ہے۔یہی قسمت ہے اور یہ

صاف ظاہر ہے صحبت کا اختیار کرنا اور نردوش ان کا کھانا انسان کے بس کی بات ہے۔ اس میں کوئی مجبوری نہیں۔

اے ارجن۔ تجربہ بتاتا ہے کہ منش جاگرت اوستھا میں اپنے کچھ تصورات کو دبائے رکھتا ہے۔ انھیں ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ کیونکہ وہ اس کو اس حالت میں ناموافق معلوم ہوتے ہیں۔ یا کسی اور کارن سے ان خیالات کا وہ سوئم اظہار نہیں کر سکتا۔ لیکن جونہی وہ سوپن اوستھا میں جاتا ہے وہ ان خیالات کو دبا کر نہیں رکھ سکتا اور وہ زبردستی سطح کے اوپر آکر اپنا اظہار سوپن کے سنسار میں کر دیتے ہیں۔ اسی طرح مرتیو شیا پر لیٹے ہوئے کی حالت سوپن کی مانند جانو۔ اس لئے اس کے دبے ہوئے خیالات اور خواہشات سب پرگٹ ہو آتے ہیں۔ اور جو جو خیالات اس وقت پردھان ہوتے ہیں۔ انہی کے مطابق ہی آگے کی رچنا ہوتی ہے۔ جو ساری عمر شبھ ہی دچار کرتے رہے ہیں۔ سیوا آدی کاریہ میں سنلگن رہ کر جنتا میں جنارون کے درشن کرتے رہتے ہیں۔ دوسروں کو سکھی کر کے اپنے کو سکھی مانتے رہے ہیں۔ جن کا چت ہمیشہ پرشانت اور سماہت رہا ہے۔ پرسنتا جن کے سدا ہمدم رہتی تھی۔ جنھوں نے کسی کا اشبھ اور اہت کبھی چنتن ہی نہیں کیا۔ انھیں انت کے سمے سوائے شبھ و آنند کے اور کیا انو بھو ہو سکتا ہے۔ اور ایسی انتم اوستھا میں شریر چھوڑنے والے آنند روپ ہی تو ہو جائیں گے۔

اسی لئے اے ارجن ہمارا کہنا ہے کہ مرتے سمے انسان جن جن خیالات کو حالات کو اشیا کو یاد کرتا ہوا دیہہ کا تیاگ کرتا ہے وہ انہی کو پراپت ہوتا ہے۔ جو ایشور کو یاد کرتے ہیں۔ وہ ایشور کو اور جو مایا کو یاد کرتے ہیں وہ مایا کے بھوگوں کو پاتے ہیں۔ یہ قانون ہے۔ اسے اچھی طرح سمجھ لو۔ پھر جو تمھیں اچھا لگے۔ ویسا کرو۔ ۵

جب انساں بدن کو کہے خیرباد	کرے آخری وقت جس شے کو یاد
تو ارجن اسی شے سے واصل ہو وہ	لگائی تھی لَو جس سے حاصل ہو وہ

دوہا۔ میرو سمرن نت کرو۔ یُدھ کرو تم میت
ارپو موہیں بُدھ من۔ آوں میں تو ہے چیت (7-8)

بھاوارتھ۔ اے ارجن تو نت نرنتر میرا سمرن کر۔ اور یُدھ بھی کر۔ اس طرح میرے ارپن کی ہوئی من بُدھی سے یکت ہو کر تو بیشک مجھ کو ہی پراپت ہو گا۔

(شرح) بھگوان نے پہلے ارجن سے اس اصول کی وضاحت کی کہ جیسی انت سمے میں متی ہوتی ہے ویسی ہی گتی ہے۔ منش کا جیون سنسکار مئے ہے۔ جو جو کام اچھے یا بُرے منش سے ہوتے ہیں ان کے سنسکار اس کے اندر جمع ہوتے رہتے ہیں اور جن کاموں کا ابھیاس جیون میں زیادہ ہوتا ہے ان کے سنسکار زیادہ پربل ہوتے ہیں اور ضروری ہے کہ ایسے زور آور سنسکار ہی مرتیو کے سمے یاد آویں۔ اگر کسی منش کو اس وقت سواد دار کھانوں کا خیال آیا تو یہی سمجھا جائیگا کہ وہ ساری عمر رنگا رنگ کے ذائقہ والے کھانے والے پدارتھ ہی کھاتا رہا۔ اور جیسا کے اس کے سنسکار ہی اس نے جمع کئے تھے۔ اگر ساری عمر دھن ہی جمع کرتا رہا اور اس میں آسکتی ہوگئی تو آخری سمے میں خواہ مخواہ دھن کے سنسکار اور آسکتی تنگ کریگی۔ اسی پرکار جو لوگ سیوا کاریہ میں رت رہتے ہیں۔ نشکام کرم کرنے والے ہیں۔ اُنھیں دوسروں کے دُکھ دور کر کے سکھ دینے والے وچار ہی اُدت ہوں گے۔ جہاں بھوگ ولاس کے سنسکار والا انت سمے پچھتاتا۔ چھٹپٹاتا ہوا شریر چھوڑتا ہے وہاں کرم یوگی سکھ پوروک آنند مگن ہو کر شانتی سے شریر کا تیاگ کرتا ہے۔

اب اسی اصول کو مدِنظر رکھ کر بھگوان ارجن سے کہہ رہے ہیں کہ اے ارجن۔ اس لئے کہ تیرا جیون منگل مئے ہو اور اس کی سماپتی سکھ پوروک ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تو نت ایشور پرائن رہے۔ ایشور کا نام سمرن کرے۔ ایشور میں بھگتی والا ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تو یُدھ بھی کر۔ یعنی گرہستھ آشرم کے تمام دھرم بھی پوری طرح نبھا۔ جو کام دھرم شاستر۔ سماج

اور لوک مریادہ کے انوسار ہیں۔ ان کاموں کو بھی نت کر۔ یک طرفہ پن سے سِدھی کی پراپتی
نہیں ہوگی۔ تمہارا جیوں ست کرم تے ہو۔ اُپاسنا روپ ہو۔ ہر کام میں تم اپنے آپا سیہ
دیو کی سیوا کا ہی انوبھو کرنے والے ہو۔ تمہاری من بُدھی تمہاری نہ رہ کر بھگوت ارپن ہوجاویں
یعنی بھگوان ان کے طفیل کام کرنے والے ہوں۔ تم اپنا کرتا پن کا اہنکار بیچ سے ہٹا دو۔ سب
کچھ بھگوت آگیا میں دیکھو۔ جو ہے سو سب ٹھیک ہے۔ بھگوان کے آدیشی انوساری ہو۔ ہاں ہے
وہ گھٹ گھٹ میں براجمان بہتر جانتے ہیں۔ سب شریر انہی کی رچنا ہے اور ان میں وہی پرویش
کئے ہوئے انتریامی آتما کے روپ میں ساری کارروائی کو چلا رہے ہیں۔ "میں"، "تو"، "اور" "وہ"
یہ سارے کلمات مہمل ہیں۔ اے ارجن۔ جب اس طرح سے تم اہنکار شونیہ ہو جاؤ گے بالکل
خالی ہو جاؤ گے۔ اس وقت مجھ سے بھر جاؤ گے ایکتا کو پراپت ہو گے۔ اور کہا بھی ہے۔ وہی
مبارک ہیں۔ جو نمر اور خالی ہیں۔ کیونکہ وہ پُر کئے جائیں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ جیون میں سدا ہی لوک سیوا آدی کاریوں کو کرکے شدھ بھاؤنا کرن
سے بھگوت ارپن من اور بُدھی سے بھگوان کا نام سمرن کرتے ہیں وہ بھگوت روپ ہی ہو جاتے
ہیں۔ کوئی ہٹھ پوروک یہ کہنے کی غلطی نہ کرے کہ اجامل کی طرح وہ آخری وقت میں بھگوان کا
نام سمرن کرکے سدگتی کو پالیں گے۔ کیونکہ جیسا اوپر واضح کیا گیا ہے۔ بغیر متواتر مسلسل
ابھیاس کے ایسا ہونا کٹھن اور ناممکن ہے۔ ۵

مجھے یاد ارجن ہر رنگ کر — لئے جا مرا نام اور جنگ کر
فدا مجھ پہ کر دانش و دل مدام — مرادِ صل پائے گا تو لاکلام

دوہا۔ یوگ اور ابھیاس میں جا کو چت تھر ہوئی
موہیں راکھے چت سدا پاوے پُرکھا سوئی (8-8)

بھاوارتھ۔ ابھیاس یوگ سے یکت دوسری طرف نہ جانے والے چت سے

سدا چنتن کرتا ہوا پرش پرم پرکاش سروپ پرم پرش کو پراپت ہوتا ہے۔
(شرح) ہم جس کا لگاتار چنتن کرتے ہیں وہی روپ ہو جاتے ہیں۔ قصہ مشہور ہے کہ لیلی کے عشق میں مفتون مجنوں کو ہر طرف لیلی ہی نظر آتی تھی ۔ جتول دیکھاں یار دیاں اُسدے حُسن دی عجب بہار۔ یا جدھر دیکھتا ہوں جہاں دیکھتا ہوں۔ میں اپنا ہی جلوہ عیاں دیکھتا ہوں۔ جس ول دیکھاں توہی توں۔ تانا پیاروں ہی ڈروں۔ یہ اُپاستا کی انتم گتی ہے۔ اُپاسک اپنے اُپاسیہ دیو کو ہر جا انو بھو کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اپنا آپ بطور اُپاسک بھول جاتا ہے۔ جس طرح رام کرشن پرم ہنس دیو کالی دیوی کی اُپاسنا کرتے ہوئے اپنے سر پر بھی پھول رکھنے لگتے تھے۔ اُپاسنا کی یہ اوستھا انینہ چت سے بہت دیر تک دھیان آدی یوگ کا ابھیاس کرنے سے پراپت ہوتی ہے۔ اسلئے بھگوان بھی ارجن کو پرم پُرش پاربرہم کے پانے کی ودھی بتلا رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جنہوں نے یوگ کی یکتی کو پراپت کر لیا ہے اور اُس کی کمائی میں تت پر ہو کر جُٹے ہوئے ہیں۔ وہی یوگ ادر ابھیاس یکت ہیں۔ انہی کا چت سکون کو حاصل کرتا ہے۔ مانو شانتی ان کی سکھی ہے اور میں جو پرم پرش آتم روپ ہوں اس میں وہ نت ہی اپنا چت لگائے رکھتے ہیں۔ یعنی بلا شرکت غیرے اننیہ چت سے وہ میرے پراین ہوئے رہتے ہیں۔ میرے سوائے اُنھیں کچھ اچھا نہیں لگتا ہے۔ سوانس سوانس میں وہ میر نام سمرن کرتے ہیں۔ اُٹھتے بیٹھتے رام کرشن گوبند ہری اوم اتیادی میرے ناموں کا اُچارن کرتے ہیں۔ رچنا کے تمام روپوں میں مجھے دیکھنے کا ساہس کرتے ہیں۔ قدرت کی تمام نیرنگیوں میں مجھے ہی تلاش کرتے ہیں۔ میرے سروپ میں لین ہونے کی جن کو ہر دم چیشٹا ہے وہ ہر دم میری ہی چرچا کرتے ہیں۔ میرے ہی گن گاتے ہیں۔ ہر چہار طرف مجھے جان کر ہر جاندار اور بے جان کو دل سے نمسکار کرتے ہیں۔ اور خودی واہنکار سے بالکل رہت ہو جاتے ہیں۔ ایسے عاشق صادق

یوگ یکت اَنن چت سے سدا سمرن کرتے ہوئے بلا شبہ مجھے اتھوا پرم پرش کو پراپت ہوتے ہیں۔ برہم کا ساکشاتکار کرتے ہیں۔ یا برہم روپ ہو جاتے ہیں۔ ۵

اگر یوگ کی مشق ہو مستقل | کسی غیر کا جب ہو خواہاں نہ دل
ہو پرنور اعلےٰ پرش کا خیال | تو حاصل اسی سے ہو ارجن وصال

دوہا۔ سرب کرتا سوکھم اتی۔ سروگیہ انادی جان
ردی سمان سب تے پرے۔ سمرے جو بدھمان (۸-۹)
مرن سمے من تھر رہے۔ بھگتی یوگ بل پائے
ترکٹی مدھ پران دھرے۔ پرم پُرکھ مِل جائے (۸-۱۰)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ جو پرش سروگیہ انادی۔ سرب نینتا۔ اتی سوکشم۔ سب کو دھارن پوشن کرنیوالا۔ اچنت سروپ۔ سوریہ کے سمان پرکاشمان اودیا سے رہت شدھ سچدانند گھن پرماتما کو سمرن کرے۔ وہ بھگتی یوگ یکت پرش انت کال میں بھی یوگ بل سے بھرکٹی کے مدھ میں اپنے پرانوں کو سمیٹ کر ستھر نشچل من سے سمرن کرتا ہوا اوہ یہ سروپ پرم پرش کو پراپت ہوتا ہے۔

(شرح) ارجن نے جو سوال ادھیائے کے شروع میں کیا تھا۔ اس کا جواب یہاں آکر سماپت ہوتا ہے۔ انت کال میں بھگوان کو کیونکر سمرن کیا جا سکتا ہے اور کیونکر ان کی پراپتی ہوتی ہے۔ شلوک ۵ سے ۱۰ تک اسی کا ورتن ہوا ہے۔ پہلے یہ سدھانت قائم کیا۔ کہ انت سمے میں منش جو جو سمرن کرتا ہے اُسی روپ کو پاتا ہے۔ ''انت متی سوگتی'' اس کے انوسار جو ایشور کو سمرن کرتے ہیں۔ وہ ایشور کو پراپت ہوتے ہیں۔ چونکہ انت کال میں منش کچھ بے بس ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے وہ سنسکار جو بہت پربل ہوتے ہیں۔ جو کہ ابھیاس کے پھل رُوپ درڑھ ہو چکے ہیں۔ وہی اس وقت سامنے آتے ہیں۔ اس لئے اے ارجن تو نت ہی میرا سمرن کر اور اپنا یدھ

روپی کھشاترد ھرم کا بھی پالن کر۔ صرف اپنی بُدھی اور من مجھے دیدے۔ تاکہ تو مجھ سے واصل ہو سکے۔ اس طرح کے یوگ ابھیاس سے جن کا چت ستھر ہو جاتا ہے اور نشچل من سے پربھو کا سمرن کرتے ہیں۔ وہ اس کو پا لیتے ہیں۔ اس پرم پرش کے کچھ لکشن اب کہتے ہیں۔ اے ارجن۔ جو منش پار برھم پرمیشور کو سب کچھ جاننے والا۔ انادی اننت۔ سوکشم سے سوکشم۔ سب کا خالق رازق۔ اور رتپالک۔ جس کا چنتن نہیں کیا جا سکتا جو سوئم پرکاش سروپ ہے۔ جو اودیا اور مایا سے رہت نرنجن شدھ ست چت آنند سروپ ہے۔ ایسا جان کر نت سمرن کرتا ہے۔ اس کی بُدھی مرتے سمے ستھر رہتی ہے۔ ایسا بھگتی مان پرش یوگ کے بل سے اپنے پرانوں کو اٹھوا اپنی توجہ کو ترکٹی میں سمیٹ لیتا ہے۔ اور اپنے آپ کو فوراً شریر سے الگ کر لیتا ہے۔ اس طرح اس پرم پتا پرمیشور کا سمرن کرتا ہوا اس کی گود میں جا بیٹھتا ہے۔ یعنی اُسی میں جذب ہو جاتا ہے جیون پانی میں پانی۔ جیوتی جوت سما جاتا ہے۔

دسویں شلوک میں جو بھگوان نے ترکٹی میں چت کا نرودھ کر کے پرانوں کو ٹھہرانے کا اشارہ کیا ہے اس سے یہ ضرور گیات ہوتا ہے کہ منش جب تک جیون کال میں بھلی پرکار اس سادھن کو نہ اپنائے اور باقاعدہ ابھیاس نہ کرے تو یہ کریا اچانک یکایک تو سدھ ہونیوالی نہیں۔ اور خاص کر مرن سمے میں چت کو اکاگر کرنا۔ اور پرانوں کو ترکٹی میں لے جانا۔ یہ پرانایام آدی یوگ کی کریا کو پہلے سے ہی سادھ لینا ضروری ہے۔ مطلب یہ کہ ہم کو ہر دم موت کو اپنے سامنے حاضر اور موجود دیکھنا چاہیئے اور اُسے بھلانے یا اس سے مُنہ چھپانے کی غلط کوشش نہیں کرنی چاہیئے بلکہ ہر دم کے ساتھ موت کی تیاری میں کمربستہ رہنا چاہیئے۔ تاکہ یہ کسی وقت آکر اچانک نہ دبوچ لیوے۔ موت سے ملاقات کے لئے تیاری یہی ہے کہ ہمارا اہنکار نہ رہے۔ ہماری آسکتی کسی میں نہ ہو۔ شریر میں بھی نہ ہو۔ پرم چیتن ہی اپنا اُپاسیہ آشرہ اور سردسو ہو۔ اسی کا دھیان سمرن ہوتا ہو۔ شبھ کاریوں میں سدا سنگلن رہیں۔ لوک سیوا کو پربھو کی سیوا جان کر نرمان ہو کر اس میں رت رہیں۔ اپنے واسطے کچھ چاہ نہ رکھیں۔ ایا چک اور اچاہک برتی

ہو۔ نہ کچھ مانگیں نہ خواہش کریں۔ یتھا لابھ سنتشٹ رہیں۔ سب سے ایک جیسا پریم کریں۔ سب سے میٹھا بولیں۔ اور سکھ دیں۔ کسی کو ہم سے کشٹ نہ ہو۔ ایسی ہی پرارتھنا ہو۔ راگ دویش سے رہت ہو کر اُداسین ورتی سے جگ میں گذارہ کریں۔ اس طرح بیت راگ اور پرسن چت سے سیر کرتے ہوئے اس گلشن دار فانی سے اپنے نج سروپ پرم دھام کو واپس لوٹ جاویں۔ ایسے تیار بر تیار نش کو موت کی گھڑیاں آنند دائیک ہوتی ہیں کیونکہ وصال یار کا سندیسہ لاتی ہیں۔ اُن سے وہ گھبراتا نہیں۔ ہاں وہ گھبراتا نہیں۔ یہی بھگوان کا آشے ہے۔ ع

جو کرتا ہے یادِ خدائے علیم	پناہِ جہاں بادشاہِ قدیم
جو سورج سا پُرنور ظلمت سے دور	خفی سے خفی ماورائے شعور
جو بھگتی کرے یوگ سے مستقل	جو مرنے پہ رکھتا ہے مضبوط دل
پران اپنے دوابرُوؤں میں جمائے	تو پُرنور عالی پرش کو وہ پائے

دوہا۔ اکشر جاں کو کہت ہیں۔ بیت راگ جَیں جات
برھم چریہ کو جے کریں۔ تاں پدوی اے پات (8-11)

بھاوارتھ۔ وید کے جاننے والے جس کو اکشر (ادم) بیان کرتے ہیں اور آسکتی رہت منی لوگ یتن کر کے جس کو پراپت ہوتے و جس کو پانے کیلئے کوئی برھم چریہ روپی برت دھارن کرتے ہیں۔ میں اسی پرم پد کو تمہارے لئے اختصار سے کہونگا۔

(شرح) تمام شاستروں میں اور رشیوں اور گورو جنوں کے پروچنوں میں پرم پد ست پد پرم دھام۔ ست کھنڈ۔ برہم لوک۔ نج سروپ اتیادی کی پراپتی کا تذکرہ ہم سنتے ہیں۔ وچاروان جگیاسوؤں کے من میں شنکا ہو سکتی ہے کہ ان سے مُراد کیا ہے۔ آیا ایسا کوئی استھان وشش ہے۔ جہاں سب یوگی اور گیانی شریر چھوڑ کر جاتے ہیں۔ یا اسی سریر میں اور اسی بھومِکا میں

ہی یہ پراپتی ہو جاتی ہے۔ چونکہ ہم یہ بھی سنتے ہیں کہ اسی شریر میں منش پرم پد لو پاکر۔ آتما کا ساکشا نکار کر کے جیون مکت ہو جاتے ہیں۔ تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اوپر کے تمام شبد جس کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ وہ کوئی لوک وشیش نہیں۔ بلکہ ایک اوتم اوستھا ہے۔ جس کو پراپت کرنا ہی پرم پد پاتا ہے۔ اور وہ اسی شریر میں اور اسی پرتھوی پر ہو سکتا ہے اور جنھوں نے اس پد کو یہاں پا لیا ہے ان کیلئے شریر پات کے بعد بھلا کیا روکاوٹ ہو سکتی ہے۔ ان کی کوئی واسنا نہ ہونے سے نیا شریر نرمان نہیں ہوگا۔ لہذا شدھ سچدانند روپ سے دیاپک ہو جاویں گے۔ چھوٹائی کا ہمیشہ کے واسطے تیاگ ہو جائیگا برہت یا برہم روپ سے وہ موجود رہیں گے۔

ارجن ابھی اس قسم کی شنکا کرنے ہی والا تھا کہ بھگوان پہلے ہی سمجھ گئے اور اپنے آپ کہنے لگے۔ اے ارجن۔ تم شک نہ کرو کہ جس پرم پرش یا پرم پد کا میں بار بار تذکرہ کر رہا ہوں وہ کس بلا کا نام ہے۔ وید کے گیاتا پنڈت لوگ اُسی کو اکشر یا اوم اس نام سے یاد کرتے ہیں۔ اکشر۔ جس کا ناش نہ ہو۔ اوناشی۔ جس میں کوئی کمی نہ آوے۔ "پورن" "اوم"۔ ست سروپ۔ چت سروپ۔ گیان سروپ۔ یعنی سچدانند برہم۔ اس پد کو پانے کیلئے آسکتی کا تیاگ کر کے جگیاسو لوگ یتن کرتے ہیں اور اس میں پرویش کر جاتے ہیں۔ یعنی اس میں اپنا لین اہنکار نے یا جذب کر دیتے ہیں۔ (تو ہیں سجناں۔ میں ناہیں) فنا فی اللہ اسی کو پانے کے لئے کئی لوگ برہم چریہ کا برت دھارن کرتے ہیں۔ ایسے پرم پد یا پرم پرش کا میں مختصر سا بیان کرونگا جس سے یہ بھی تمہاری سمجھ میں بیٹھ جاوے۔ ۵

سن اب مختصر مجھ سے وہ راہ لوگ — مجرد رہیں شوق میں جس کے لوگ
جہاں بے غرض اہلِ سناس جائیں — جسے ویدداں غیر فانی بتائیں

دوہا۔ سب دوارن کو بس کرے۔ من روکے ہئے ماہیں
پران راکھے سیس میں۔ یوگ دھارنا ہائیں (12-8)

پرلوا کھر جپ کرے۔ سمرے مو کو نیت
ایہہ بدھ جو دیہہ تجے۔ لئے پرم گت میت (13-8)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ اندریوں کے سب دروازوں بند کر کے۔ من کو ہردے میں ستھر کر کے اور پران کو مستک میں ٹھیرا کر یوگ دھارنا میں قائم ہوا ہوا جو پرش اکشر اوم کا اچارن کرتا ہوا اور مجھے چنتن کرتا ہوا شریر کو تیاگ کر جاتا ہے۔ وہ پرش پرم گتی کو پراپت ہوتا ہے۔

(شرح) اے ارجن۔ پرم گتی یا پرم پد کی پراپتی کیلئے مندرجہ ذیل شرطوں کا پورا کرنا ضروری ہے۔ جو سادھک ان میں پورے اترتے ہیں۔ وہی سدھی پاتے ہیں۔ سب سے پہلے اندریہ سنیم ہے۔ اندریوں کو اپنے اپنے وشیوں سے ہٹا کر اُن کو اپنے بس میں رکھنا جس سے منش کسی بھی اندریوں کا یا وشئے بھوگوں کا غلام نہ ہو۔ کسی رس اسواد میں اُس کی آسکتی نہ رہے۔ ان کے کام کو معطل کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ان سے مناسبت سے کام لینے کی ضرورت ہے اور ہر وقت ان پر نگراں رہ کر ان پر پورا پورا قابو رکھنا ضروری ہے۔ جب اس قسم کا نینترن سادھک کو حاصل ہو۔ تبھی جب وہ چاہے اندریوں کے دواروں کو روک سکتا ہے۔ اس طرح شریر روپی پوری کے دروازوں کو بند کرنا سب سے پہلی شرط ہے۔

دوسری شرط من کو ہردے میں ستھر کرنا ہے۔ جب تک اندریاں چنچل رہتی ہیں من بھی دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ جب اندریاں شانت ہوتی ہیں اور دیہہ کا سوامی جاگروک ہوتا نگرانی کرتا ہے۔ تو من اپنے آپ شانت رہتا ہے۔ ہردے مندر میں وہ مہا پربھو چیتن کے ساتھ ایکتا کو پراپت ہو کر ہردے دلیش میں ستھر ہوتا ہے۔ واسنا اور اچھا ایک اور روگ ہے۔ جو من کو اشانت کرتا بھٹکنا لگاتا ہے۔ اس واسطے اندریہ سنیم کے ساتھ ساتھ واسنا گھٹے بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ واسنا کے گھٹنے سے ہی پورن منوناش ہو سکے گا۔ اور جب تک منوناش مکمل نہیں ہوتا۔ گیان سروپ کی پراپتی ناممکن ہے۔

تیسری شرط پران کو مستک میں ٹھہرانا۔ یہ یوگ کا ایک رنگ ہے۔ جس قدر من شانت ہوتا ہے۔ پران کی گتی اُتنی ہی سوکشم ہوتی جاتی ہے۔ جب من بالکل نے اوستھا کو پراپت ہو جاتا ہے۔ تو پران بھی رُک جاتے ہیں۔ آہستہ آہستہ سادھنا میں کبھک کرتے کرتے سوبھاوک پران رُکتے ہیں۔ ان کے رُکنے کا سمان بھی بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پران کی گتی بالکل رُک جاتی ہے۔ ناک کے راستے پران باہر نہیں آتا۔ بلکہ دماغ کے اندر ہی اس کی سوکشم گتی رہ جاتی ہے۔ نیچے کا شریر بے جان سا ہو جاتا ہے۔ ہٹھ یوگ میں پران کو یتن کر کے روکا جاتا ہے۔ جس سے من رُک جاتا ہے۔ راج یوگ میں من کو روگ کر پران کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔ من پران کا ہی پُتر ہے ان کا آپس میں گھنا سمبندھ ہے۔ اس طرح پران کا روکنا بھی ایک شرط ہے۔

چوتھی شرط یوگ دھارنا میں قائم ہونا۔ لگاتار مسلسل ایک ہی شے پر دھیان کا لگ جانا دھارنا ہے۔ چت کو سب برتیاں شانت کر کے ایک نقطہ پر لگانے کا ستت ابھیاس ہی ابھیاس ہے۔ سادھک لوگ دھارنا کو پختہ کرنے کیلئے مختلف اشیا پر طبع آزمائی کرتے ہیں اور ہر قسم کی دھارنا کے فوائد الگ الگ ہیں۔ یہاں بھگوان کا دھارنا سے مطلب یکسوئی دل سے ہے۔

پانچویں شرط۔ "اوم کا اوچارن کرنا" اوم برہم کا نام ہے۔ زبان سے اُچارن کرنے سے تو بار بار اپنے سروپ کی یاد دہانی کا فائدہ ہوتا ہے اور مانسک جپ کرنے سے چت ورتیوں کا نردوھ ہوتا ہے۔ اتھوا من اور اندریوں کو شانت کرنے میں مدد ملتی ہے۔ لگاتار جپ کرنے سے بعض اوقات شریر میں بجلی کی طرح ایک لہر سی دوڑ جاتی ہے۔ ایک انوپم رس جیسی اوستھا کا انوبھو ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سادھک پر گاہ بگاہ مستی کی حالت وارد ہوتی ہے۔ اور یہی ابھیاس پختہ ہو کر دھیان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہاں بھگوان کا مطلب اوم کا مُنھ سے اُچارن کرنا سروپ کی یاد سے ہے۔

چھٹی شرط "بھگوان کا چنتن کرنا" یہ مانسک جپ ہے اور جپ کی پرگاڑھ اوستھا۔ ہر ایک کے بس کا روگ نہیں۔ جنہوں نے ساری عمر ابھیاس کیا ہے۔ سمرن کرتے کرتے بھجن کی اوستھا کو پراپت ہوئے ہیں۔ وہ یکایک جب چاہیں اپنی اندریوں آدی کو روک کر اس قسم کا چنتن کر سکتے ہیں۔ یہ اس سلسلہ کی آخری کڑی ہے اور سب سے ضروری ہے۔ کیونکہ دھیان میں جو جو فوٹو سادھک کی دیدۂ تصور کے سامنے بن کر آئیں گے وہ انہی کے انوروپ ہو اُن کو پراپت کریگا۔ لیموں یا نارنگی کا محض خیال کرنے سے مُنہ میں پانی آجاتا ہے۔ اس طرح جو سادھن سمپن ہو کر آخری سمے بستر مرگ پر بھگوان کا سمرن بھجن کریں گے وہ انھیں ہی پائیں گے۔ اس میں کیا شک ہے۔ ~~

بدن کے اگر بند سب در کرے	جو من ہے اُسے دل کے اندر کرے
جمے اس طرح یوگ سے اس کا دھیان	کہ انسان کے سر میں رہیں اس کے پران
جسے اوم کہتے ہیں نام خدا	وہ اک رکن کا حرف جپتا ہوا
مرے دھیان میں جس کا ہو اختتام	ملے اس کو مرتے ہی اعلےٰ مقام

دوہا۔ اننیہ چت ہوئے مو کو جپے سدا نرنتر ہوئی
سو جوگی کو سلبھ ہوں اور لئے نہ کوئی (8-14)

بھاوارتھ۔ جو پرش اننیہ چت سے سدا نرنتر میرا سمرن کرتا ہے۔ اے پارتھ اس مجھ میں نت یکت یوگی کیلئے میں سُلبھ ہوں (آسانی سے مل جاتا ہوں)

دوہا۔ سدھی پائے مہا پُرکھ مو میں ہوت سُلین
دُکھ کا گھر جو جنم ہے۔ تا میں ہوت نہ دین (8-15)

بھاوارتھ۔ پرم سدھی کو پراپت کئے ہوئے مہاتما جن مجھ کو پاکر دُکھ کے استھان

پنر جنم کو پراپت نہیں ہوتے۔

دوہا۔ برھم آدی سب لوک جے تن نے پھرت سب کوئی
ارجن موکو پائے کے پنر جنم نہ ہوئی (8-16)

بھاوارتھ۔ کیونکہ برھم آدی جتنے لوک لوکانتر ہیں۔ ان سے لوٹنا پڑتا ہے لیکن اے ارجن۔ مجھے پاکر پھر پنر جنم نہیں ہوتا۔

(شرح) بھگوان پرم گتی کا سروپ اور اس کی پراپتی کے سادھن بتا رہے ہیں۔ ابھی تک تو انت سمے کی گتی کی طرف اشارہ تھا کہ اونکار کا اُچارن کرتے ہوئے اور میرے دھیان میں جو شریر تیاگ کرتے ہیں وہ مجھے ہی پاتے ہیں۔ اب ایک سادھارن نیتی بتا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ اے ارجن۔ جو پرش سچے دل سے مجھے چاہتا ہے۔ مجھے ہی اپنا سب کچھ جانتا ہے۔ اور اس لئے سدا نرنتر میرا ہی سمرن کرتا ہے اور مجھ سے یکت رہتا ہے۔ میں اس سے کبھی دور نہیں ہوتا۔ اور وہ مجھ سے غافل نہیں رہتا۔ اس لئے میں ایسے یوگی کے لئے بہت آسانی سے ملنے والا ہوں۔ جن مہاتما جنہوں نے اس شریر میں ہی مجھے پالیا ہے وہ تو سے مجھ سے ایکتا کو پراپت ہوتے ہیں۔ ان کے ودیشٹھی شریر میں بھی میں ہی بستا ہوں۔ اس لئے جب ان کا دیہہ پات ہوتا ہے تو ان کو پنر جنم کی پراپتی نہیں ہوتی۔ پہلے یہ کئی بار کہا گیا ہے کہ جنم کا کارن۔ اگیان۔ واسنا۔ اہنکار آدی ہیں۔ جن کو پرم سدھی کی پراپتی ہوجاتی ہے ان کے اہنکار واسنا اتیادی تمام دوش دور ہوجاتے ہیں۔ اسلئے کارن کے بغیر کاریہ نہیں ہوتا۔ پنر جنم ان مہاپرشوں کا نہیں ہوتا ہے۔

اس برہمنڈ کے اندر جس قدر لوک اور منڈل ہیں۔ جہاں جہاں جیو آباد

ہیں اور جن میں جیووں کا جنم ہو سکتا ہے۔ سارے کے سارے پُنر آورتی والے ہیں۔ یعنی اُن سب سے واپسی ٹکٹ لینا پڑتا ہے۔ ایسا لوک کوئی نہیں۔ جہاں مستقل رہائش نصیب ہو سکے۔ یا جہاں منش کو نت جیون کی پراپتی ہو۔ چونکہ منش کے اندر ایک فطرتی جذبہ ہے۔ جس سے وہ سدا کے لئے زندہ رہنا چاہتا ہے اور اُسی کیلئے خواہش کرتا ہے۔ کوشش کرتا ہے۔ بھومنڈل پر ہم دیکھتے ہیں کہ لمبی سے لمبی آیو بتانے کیلئے وقتاً فوقتاً کوششیں کی گئیں اور کہیں کہیں کامیابی بھی ہوئی لیکن اس سے سدا کا جیون اس جیو کو نصیب نہیں ہوا۔ اس کی یہ پیاس نہیں بجھی۔ جس طرح اس پرتھوی پر پیدا ہونے والے شریر ایک مقررہ عمر والے ہیں۔ اسی طرح دوسرے سیاروں میں بھی ہر شئے کی ایک حد مقرر ہے۔ اونچے لوکوں میں پیدا ہونا سوکشم بھوگوں کی پراپتی میں مددگار ہے۔ ورنہ زمینی زندگی سے اور کسی طرح بہتر نہیں۔ اس لئے اے ارجن۔ تمام لوک اور منڈل یہاں تک کہ برہم لوک تک بھی عارضی مقام ہیں۔ کوئی مستقل ٹھکانے نہیں۔ لیکن ان کے مقابلے میں جو پرانی مجھے پراپت ہوتے ہیں۔ آتم ساکشاتکار کر لیتے ہیں۔ نج سروپ میں نشٹھ ہو جاتے ہیں۔ ان کا پھر جنم نہیں ہوتا۔ وہ آواگون کے چکر سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ شرتی نے کہا ہے کہ برہم کے جاننے والا برہم ہی ہو جاتا ہے۔ اس لئے جنھوں نے سمرن بھجن دھیان سے کرم یوگ اتھوا گیان سے اکرم دشا کو پالیا ہے اور برہم کو جان لیا ہے۔ اُنھوں نے ہی سدھی کو پالیا ہے۔ انہی کا پنر جنم نہیں ہوتا۔ باقی سب کا ہوتا ہے۔ سکام کرم یگیہ آدی نیکیاں کرنے والے چاہے کتنے ہی اونچے لوکوں کو پراپت کر لیں۔ وہاں سے پھر لوٹنا پڑیگا۔ سچی شانتی تو تب ملے گی جب نت سروپ پرماتما میں میل ہوگا۔ شانتی کے سمندر میں غوطہ لگایا جاویگا۔ اپنے آپ کو شریر سے الگ آتما جان لیا جائے گا۔ ؎

سدا میرا ایہم جسے دھیان ہے   تو ملنا میرا اس کو آسان ہے

مجھے دل سے ارجن بھلاتا نہیں
کسی غیر سے دل لگاتا نہیں
رہا آتما مجھ سے پاکر وصال
رہیں پُرسکوں لے کے اوج کمال
حلول و تناسخ نہ دور حیات
فنا و مصیبت سے پائیں نجات
کہ برہما کی دُنیا تک اہلِ جہاں
تناسخ کے چکر میں ہیں بے گماں
مگر جس کو حاصل ہو مجھ سے وصال
بری ہے تناسخ سے کنتی کے لال

دوہا۔ سہنسر یُگن کے انت تک برہما کا دن ہوئی
رات بھی اتنی ہوت ہے گیانی کہئے سوئی (17-8)

بھاوارتھ۔ ہزار چترپگی کا برہما کا ایک دن ہوتا ہے۔ اور ہزار چترپگی کی برہما کی رات ہوتی ہے۔ ایسا گیانی جن جانتے ہیں۔

دوہا۔ برہما کا دن ہوت ہی پرگٹ ہوت سنسار
لس کے آئے جات ہے مایا میں تا ڈار (8-18)

بھاوارتھ۔ جب برہما کا دن ہوتا ہے۔ تب سارا سنسار پرگٹ ہوتا ہے اور جب برہما کی رات ہوتی ہے۔ سب بھوت پرانی پرکرتی یا اویکت میں لے ہو جاتے ہیں۔

دوہا۔ بار بار اُپجت سبھے۔ جیون سگرے میت
برہما کے دن رین میں بہے جات ہے نیت (8-19)

بھاوارتھ۔ تمام بھوت پرانی بار بار پیدا ہو کر اویکت میں لین ہو جاتے ہیں۔ جب برہما کا دن ہوتا ہے تو پھر اُتپن ہو جاتے ہیں۔

دوہا۔ برہم جو مایا تے پرے۔ اندرین گیہو نہ جائے
سب جیون کے نشٹ ہوئے سو کبھو نہ نسائے (8 - 20)

بھاوارتھ۔ اس اویکت سے پرے دوسرا سناتن برہم (اویکت بھاو) جو سب بھوتوں کے نشٹ ہونے پر بھی نشٹ نہیں ہوتا۔

دوہا۔ سوئی اکشر پرم گت۔ تاہی نہ دیکھت کوئے
پھرے نہ تا کو پائے کے۔ پرم دھام مم جوئے (8- 21)

بھاوارتھ۔ اسی اکشر نامی اویکت بھاو کو پرم گتی کہتے ہیں۔ جس سناتن اویکت بھاو کو پراپت ہو کر پرانی لوٹ کر واپس نہیں آتے۔ وہی میرا پرم دھام ہے۔

(شرح) بھگون نے ارجن سے کہا تھا کہ اس بھو منڈل سے لیکر برہما کے لوک تک تمام لوک اور منڈل عارضی فرودگاہ (جائے قیام یا سرائے) ہیں۔ اور ان کو پراپت کر کے بھی منش کی جنم مرن کی بیماری دور نہیں ہوتی۔ پرانی ان میں اپنی واسناؤں کی ڈوری سے باندھے جا کر رہٹ کوئیں کی مال کے لوٹوں کی طرح کبھی اوپر اور کبھی نیچے چکر کاٹتے ہیں۔ ان کی خلاصی نہیں ہوتی۔ جب تک وہ میری طرف رُخ نہ کریں اور مجھے پراپت نہ کریں۔ اس کے ساتھ اپنی پراپتی کے سادھن بھی بیان کئے۔

اب شلوک ۱۷ سے ۲۰ تک اپنے پہلے کتھن کی پشٹی میں کہے گئے ہیں۔ جیوتش شاستر کے حساب سے ہر سرشٹی کا ایک برہما ہوتا ہے۔ اس کی عمر ۱۰۰ سال ہوتی ہے اور اس کے دن رات ایک ہزار چتریگی کے برابر ہوتے ہیں۔ اپنی پورن آیو بتا چکنے پر وہ اپنی سرشٹی سمیت لین ہو جاتا ہے برہما کے سو سال تک ہر روز اور ہر رات سرشٹی کی اُتپتی اور پرلے ہوتی ہے۔ ہمارے زمینی کیلنڈر کے حساب سے برہما کی کتنی لمبی عمر بن جاتی ہے۔ لیکن بیچارہ سو سال کے بعد وہ بھی ناش ہو جاتا

ہے۔ جب برہما سوئم ناش ہو جاتا ہے۔ تو اس کے لوک یا منڈل کی بھی وہی دشا ہوتی ہے
ایسی دشا میں عام جیووں کی کیا وارتا ہے۔ برہما کے سرشٹی کال میں اویکت سے جیو اُتپن ہوتے
ہیں اور اسی میں لین ہوتے ہیں۔ لیکن جب برہما سمیت سب لوک لین ہوتے ہیں تو ضروری
ہے کہ اس معمولی اویکت سے کوئی بہت بڑی سناتن اویکت اوستھا ہے۔ جس میں یہ سب
کچھ لین ہوتا ہے۔ بھگوان کہتے ہیں۔ وہی سناتن پرم اویکت اوستھا برہم ہے جو سب کچھ
نشٹ ہو جائے تو بھی باقی رہ جاتا ہے۔ جس کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔ جو ایک رس ہے۔ وہی
اکشر ہے۔ اُسی کو پرم گتی کہا گیا ہے۔ وہی سناتن پرم اویکت بھاو ہی میرا پرم دھام ہے۔
جس کو ایک دفعہ پراپت ہو کر پھر وہاں سے لوٹنا نہیں ہوتا۔ یعنی برہم بھاو کو پراپت کر کے
پھر نہ تو گرنے کا ڈر ہے اور نہ جنم مرن کے چکر میں پڑنے کا بھے باقی رہتا ہے۔ یہی مکتی ہے۔
یہی ابھے پد ہے۔ یہی گولوک ست پد۔ سچ کھنڈ وغیرہ ہے۔

بھگوان نے اوپر کے پروچن سے صاف صاف ظاہر کر دیا ہے۔ شاستر کے اندر
آنا جانا اور پراپت کرنا اور لوٹ کر آنا وغیرہ سب بانی کے وکار ہیں۔ ورنہ درحقیقت
پرماتما ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔ ذرے ذرے میں پرگٹ ہیں۔ ہر گھٹ (شریر) میں دیاپک
ہیں۔ ان کا کوئی خاص لوک اور استھان نہیں۔ نہ بھوت پرانی کسی خاص استھان سے آتے
ہیں۔ اور نہ کسی خاص لوک کو واپس جاتے ہیں۔ جنم مرن روپی سنسار چکر چل رہا ہے جو لوگ
جوں جوں مرکز سے دُور محیط کی اور جاتے ہیں وہ زیادہ چکراتے ہیں۔ جوں جوں مرکز کی قربت
حاصل ہو گی چکرانا کم ہو گا۔ حتےٰ کہ مرکز پر پہنچ کر گردش بالکل بند ہو جائے گی۔ مرکز ایک
پرم برہم ہے۔ جس کے آشرے چکر چل رہا ہے۔ اس قانون کو سمجھ کر اپنے جزوی اہنکار
کو خیرباد کہہ کر برہم پرائن ہو جانا ہی پرم گتی کی پراپتی ہے۔ یا بھگوان کے پرم دھام کو پاتا ہے۔
بھگوان نے ارجن سے اقرار کیا تھا کہ میں تمہارے واسطے "پرم گتی یا پرم پد کیا ہے"
اس پر ایک مختصر سا ویاکھیان کرونگا۔ وہ اقرار انھوں نے پورا کر دیا ہے

جو ہیں واقفِ رازِ لیل و نہار ۔ کریں وقت برہما کا ایسے شمار
ہزار اپنے جُگ ہوں تو ایک اس کا دن ۔ ہزار اپنے جگ کی پھر اک رات گن
ہو برہما کے دن جب سحر کی نمود ۔ تو باطن سے ظاہر ہو برہم شہود
مگر جس گھڑی آئے برہما کی رات ۔ تو باطن میں چھپ جائے کل کائنات
یہ مخلوق پیدا جو ہو بار بار ۔ ہو گم رات پڑنے پر بے اختیار
سن ارجن جو برہما کا دن ہو عیاں ۔ ہو پھر موجِ ہستی کا دریا رواں
پرے غیب سے بھی ہے اک ذات غیب ۔ وہ ہستی فنا کا نہیں جس میں عیب
کسی کی نہ کچھ بات باقی رہے ۔ فقط اک وہی ذات باقی رہے
وہ ہستی جو باطن ہے اور بے زوال ۔ کریں اس کی منزل کو اعلےٰ خیال
پہنچ کر جہاں سے نہ لوٹیں مدام ۔ وہی ہے وہی میرا عالی مقام

دوہا۔ بھگتی کرے تے پایئے۔ پرم پورکھ سو جان
جا میں سگرے جیو ہیں۔ جگ بستار ہوئے آن (8-22)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ جس پرماتما کے انترگت سب بھوت ہیں اور جس سے تمام جگت پورن ہو رہا ہے۔ وہ چدگھن پرم پرشی بھگتی سے پراپت ہونے والا ہے۔

(شرح) اب جس غرض سے آٹھواں ادھیائے شروع ہوا تھا وہ پورن ہو چکا ہے۔ اکشر برہم کیا ہے۔ پرم گتی یا پرم دھام کیا ہے اور کیوں کر پراپت ہوتا ہے۔ اس کا ورنن ہو چکا اب اگلے ادھیائے کی تمہید یہاں سے باندھی جا رہی ہے۔ ساتویں ادھیائے میں گیان وگیان کی باتیں ہوئیں۔ وہاں پرا اور اپرا پرکرتی کا ذکر ہوا اور اُن دونوں کے سوامی پرم پرش کو ظاہر کیا گیا۔ وہی پرم پرش اکشر اور برہم نام سے وکھیات ہے۔ اس کی ویاکھیا آٹھویں ادھیائے میں ہوئی۔ اب اس پرم پُرش کی پراپتی کے جو جو سادھن بتائے

گئے ہیں۔ ان میں اب بھگتی کو جوڑنا ہے۔ اس لئے بھگوان نے ارجن سے کہا۔ کہ جس پرم پرش پرماتما کے انترگت تمام بھوت پرانی ہیں اور جس کرکے تمام سنسار (رچنا) پورن ہو رہا ہے۔ جو ذرہ ذرہ میں اوت پروت ہے وہ بھگتی سے بھی پراپت ہوتا ہے۔ وہ بھگتی کس طرح کی ہو۔ اور کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس کا ذکر آگے ہوگا۔ ؎

یہ دُنیا ہے جس کی بسائی ہوئی ہر اک شے ہے جس میں سمائی ہوئی
اگر چاہے تو اس خدا کا وصال رکھ اس کی محبت کا دل میں خیال

دوہا۔ پھر آوت جاں کال میں۔ نہیں آوت جاں کال
ارجن تو سوں کہت ہوں۔ سنئے شش وشال (8-23)

بھاوارتھ۔ جس کال میں شریر تیاگ کر یوگی پنرآورتی کو پراپت ہوتے اور جس کال میں شریر تیاگنے سے پنرآورتی کو نہیں پراپت ہوتے۔ اس کال کو میں کہوں گا۔

(شرح) مطلب صاف ہے۔ بھگوان النکارک رُوپ میں ان اوستھاؤں کا ذکر کریں گے جن کو پاکر شریر تیاگ کرنے سے منش آواگون کے چکر سے آزاد ہو جاتا ہے اور جن کو نہ پاکر وہ اسی چکر میں رواں دواں رہتا ہے۔

دوہا۔ اگن جوت دن شکل پکھ اترائن کے ماس
جات جو جو واسمے لیت برہم میں واس (8-24)

بھاوارتھ۔ جو یوگی اگنی جوتی دن شکل پکش اور اترائن میں شریر تیاگ کرتا ہے۔ وہ برہم کو پراپت ہوتا ہے۔

دوہا۔ دھوم نشا دکھائن کرشن پکھ جو ہوئی
سسی منڈل جوگی لئے۔ پھر آوت ہے ہوئی (8-25)

بھاوارتھ۔ دھواں۔ راتری۔ کرشن پکھ۔ دکھشائن میں جو شریر چھوڑتا ہے۔ وہ یوگی چندر لوک کو پراپت ہو کر واپس لوٹ آتا ہے۔

دوہا۔ شکل کرشن ایہہ گتی کہی نے سنساری ہوت
پھر آوت ہے ایک گت۔ ایک لیت ہے جوت (8-26)

جو جانے دوؤ گتین۔ تاں جوگی موہ نہ ہوئی
جوگی ہو ارجن تو۔ سب کالن میں جوئی (8-27)

بھاوارتھ۔ دیویاں اور پتریاں دو پرکار کی گتی کے مارگ کہے گئے ہیں۔ ایک سے جا کر لوٹ آتا ہے۔ ایک سے نہیں لوٹتا۔ اِن پرکار گتیوں کو جان کر کوئی بھی یوگی موہ کو پراپت نہیں ہوتا۔ اس لئے اے ارجن سب کال میں یوگ سے یکت ہو۔
(شرح) اُپنشدوں میں بھی دو مارگوں کا ذکر آیا ہے۔ وہاں دیویاں اور پتریاں مارگ نام کرکے اُپدیش ہوا ہے۔ گیتا نے بھی انہی دو مارگوں کا الیکھ کیا ہے۔ بھاشا دونو جگہ ہی النکار ہیت ہے اس لئے ان کے مفہوم میں اکثر اختلاف رائے ہوتا ہے۔ ہم ان دونوں مارگوں کا مطلب گیتا کے پہلے دئے گئے اُپدیش سے ہی تلاش کریں گے۔ گیتا میں یہ بار بار دُہرایا گیا ہے کہ نشکام کرم یوگ سے اتی اُتم اکرم اوستھا پراپت ہوتی ہے۔ جس کو یدیہہ اوستھا بھی کہتے ہیں۔ اُسی سے موکش کی پراپتی کہی گئی ہے۔ آواگون کا چکر سدا کے لئے سماپت ہو جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں سکام کرمی لوگ اچھے اچھے لوکوں کو پراپت ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو پھر لوٹنا پڑتا ہے۔ اس طرح جو بھگوان کے دویہ جنم اور کرم کو جانتے ہیں۔ وہ موکش کو پاتے ہیں جو بھگوان کا نام

سمرن کرتے ہیں۔ ان کے سروپ کا چنتن کرتے ہیں۔ یہاں بھی انہی میں لین ہوتے ہیں۔ اور شریر تیاگ کر انہی کو پراپت ہوتے ہیں۔ پھر ان کو جنم گرہن نہیں کرنا پڑتا۔ اس کے اُلٹ جو واسنا کے بندے ہیں۔ واسنا کے انوسار ہی ساری عمر دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ مرتے دم بھی وہ تصوران کے سامنے پھرتے ہیں تو انت متی سو گتی کے انوسار ان کو انہی کے مطابق پھر بار بار جنم گرہن کرنا پڑتا ہے۔ گویا بار بار لوٹ کر آتے ہیں۔

اس لئے دیویان مارگ جو روشنی والا راستہ دکھایا گیا ہے۔ اس سے مراد نشکام کرم یوگ۔ گیان اور بھگتی اتیادی سادھنوں کو اپنانے والے سادھک جنہوں نے اپنے انتہ کرن کو شدھ کیا ہوا ہے اور دوسروں کے بھلے میں لگے ہوئے ہیں۔ سیوا سادھن کو اپنائے ہوئے ہیں۔ بھگوان کو ہر جا حاضر ناظر جانتے ہیں۔ اسی کا نام سمرن کرتے ہیں۔ اسی کا دھیان کرتے ہیں۔ اسی کے لئے جیتے ہیں۔ اپنے لئے کچھ بھی نہیں چاہتے۔ ایسے لوگ روشن ضمیر ہیں۔ اور روشنی کے راستہ کے مسافر ہیں۔ وہ دن بدن زیادہ سے زیادہ روشنی کی اور جا رہے ہیں۔ اور جب شریر چھوڑیں گے تو روشنی کے مینار یا منبع کے پاس جا پہنچیں گے پھر ان کا جنم نہیں ہوگا۔

دوسرا مارگ جو اندھیرے والا ہے وہ خود غرض زندگی کو ظاہر کرتا ہے۔ جو لوگ اپنی غرض کے بندے ہیں۔ من مکھ ہیں۔ کھانا پینا موج اُڑانا ہی جن کا ایک پرکار کا دھیئے ہے۔ جن کی خواہشات کبھی کم نہیں ہوتی۔ کام کرودھ اور لوبھ جن پر ہمیشہ سوار رہتے ہیں۔ جن کو کسی وقت بھی شانتی نصیب نہیں ہوتی۔ جو دوسروں کو دُکھ دیکر اپنے کو سکھی کرنے کی چیشٹا کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اندھیرے میں ہی جا رہے ہیں۔ ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ لیکن جانتے نہیں۔ اگیان روپی گھنا اندھیرا اُنھیں کچھ دیکھنے نہیں دیتا۔ ایسی زندگی والے لوگ جب شریر تیاگ کرتے ہیں ان کو اپنے سنکلپوں کے انوسار ضرور ہی شریر کی پراپتی ہوگی۔ یعنی وہ پھر واپس لوٹیں گے۔

خلاصہ یہ کہ دیویان مارگ انترمکھی یا گورمکھ جیون کا نام ہے اور پتریان مارگ من مکھی یا باہر مکھی جیون کو کہا گیا ہے ؂

سن اے نسل بھارت کے سرتاج من
کہ کب مرکے لوٹ آئیں گے یوگی یہیں
اگر دن ہو یا ہو سمے نار و نور
ہو ششش ماہ سورج کا دورِ شمال
اندھیرا ہو یا کھو اور دھند لکا ہو خوب
کہ ہو رات کا وقت جب جان جائے
اندھیرا کبھی ہو اُجالا کبھی
اُجالے میں جب جائے واپس نہ آئے
جوان راستوں سے نہ انجان ہو
سن ارجن ہے جب تک ترے دم میں دم

بتاتا ہوں اب وقت کے تجھ کو گن
وہ کب مرکے قالب بدلتے نہیں
اُجالے کی راتیں ہوں مہ کا ظہور
مرے ان میں عارف تو پائے وصال
ہو ششش ماہ سورج کا دورِ جنوب
تو یوگی یہیں چاند سے لوٹ آئے
سدا سے جگت کے ہیں رستے یہی
اندھیرے میں جاتا ہوا لوٹ آئے
وہ یوگی پریشاں نہ حیران ہو
تو رہ پاک میں اپنے ثابت قدم

دوہا۔ ویدیگ تپ دان کو۔ پھل جو کہیو ہے میت
یوگی تاں پھل کو لئے۔ "سرو برہم" رکھ چیت (28-8)

بھاوارتھ۔ "یہ سب کچھ وہی ہے" اس پرکار جان کر یوگی وید پاٹھ۔ یگ۔ تپ اور دان سے ہونیوالے پھلوں سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ اور پرم دھام کو پراپت ہو جاتا ہے۔

(شرح) آٹھواں ادھیائے جس کا نام اکشر برہم یوگ ہے۔ یہاں سماپت ہوتا ہے۔ اکشر برہم کا بیان بھگوان نے واضح طور پر کر دیا ہے۔ اس کی پراپتی کے سادھن بھی بتائے۔ اب اس کو جاننے کا جہاں تم بیان کیا گیا۔ برہم گیان کا پھل وید پاٹھ۔ یگ۔

دان۔ اور تپ ان سب سے زیادہ ہے۔ جس نے سردم کھلودم برہم یا ونت
سردم ادم" یہ سب کچھ وہی ہے۔ کا پرتیکش انو بھو کر لیا وہ کرتیہ کرتیہ ہو گیا۔
وہ ویدیگیہ دان اور تپ کے پھلوں سے بہت اوپر اٹھ گیا۔ اس کی تمام
کامنائیں ہی شانت ہو جاتی ہیں۔ گویا اس کی ساری مرادیں پوری ہو گئیں۔
یگیہ دان تپ سے تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس طرح وہ ان کے پھلوں سے اوپر
اٹھ کر اُس پرم اوستھا کو پراپت ہوتا ہے۔ جس کو پرم پد کہتے ہیں۔ جہاں براج کر
سنسار سنسار نہیں بلکہ ایشور سروپ ہو جاتا ہے۔ تمام شریر اپنے آپ کو دیکھنے
کے ان گنت آئینہ ہو جاتے ہیں۔ اپنے انیک روپ اور مہما کو دیکھ کر پرسن ہوتا
ہے۔ تمام فرض قرض تمام ہو جاتے ہیں۔ نہ آئے کا ہرش نہ گئے کا شوک۔
سو بھاؤ ستا میں سہقت ساری کریا ہوتی ہے۔ کسی ناٹیہ مندر میں ایک چتر
کلا کار کی طرح اپنا پارٹ اپنی کلا کا پردرشن نہایت سندرتا سے کرتے ہیں۔
اپنے سروپ کو نت یاد رکھتے ہیں۔ کہیں موہت نہیں۔ بادِ نسیم کی طرح گلشن
و بیابان کی سیر کرتے ہوئے آزاد کے آزاد محو بخود رہتے ہیں۔

پیار اور محبت کے بھنڈار۔ سمپرک میں آنے والوں کو کر دیں سرشار۔ اپنی
مردو بانی سے سب کے دلوں کو موہت کر لیں۔ نظر اٹھا کر دیکھیں تو نہال کر دیں۔
دُکھیوں کے دُکھ سہن نہ کر کے اپنا سروسو لگا دیں۔ ان کو سکھی بنانے میں سائل
کا سوال پورا کرنے کے لئے اپنا تن تک بیچ دیں۔ بھگوان ہی جب سائل ہو
تو کون سی شے اس سے اچھی ہے۔ جو ارپن نہ کی جائے۔ اور در حقیقت اپنا
ہے بھی کیا۔ بھوتوں کا سنگھات روپ شریر کبھی تو اپنا نہیں۔

تم ہی ہو پیارے میں ناہیں۔ جل بھی تم ہو تھل بھی تم ہو
پون پاوک ماہیں۔ تم ہی ہو پیارے میں ناہیں

آکاش میں ہوا وکاش سرویا۔ رسوں میں ہوتم رس الوپا

بسو ہر دسے ماہیں۔ تم ہی پیارے میں ناہیں

اسی برہم گیانی کی دشا کو الو بھو کرکے بھگوان نے ارجن سے برہم کے گیان کی

یوں مہما گائی ہے:-

ملے وید کے پاٹھ کرنے سے پُن	ہیں بیشک بہت دان یگ تپ کے گُن
مگر ان سے بالا ہے یوگی کی بات	ازل سے وہ پائے مقام نجات

اکشر برہم یوگ نامی آٹھواں ادھیائے ختم ہوا۔

نئی دلی $14\frac{1}{60}$

نواں ادھیائے

دوہا۔ ارجن تو سیوں کہت ہوں ایک گپت یہ بات

سمجھ گیان بگیان کو۔ لیو مکت کی گھات (۹ - ۱)

بھاوارتھ۔ اے ارجن تم دوش درشٹی رہت ہو۔ میں تمہارے لئے پرم گو بیہ گیان کو معہ وگیان کے کہونگا جس کو جان کر تو اشبھ روپی سنسار سے مکت ہو جائیگا۔

(شرح) بھگوان نے ارجن کو جگیاسو کے روپ میں دوش درشٹی سے رہت کہا۔ یعنے جگیاسو کے لئے ضروری ہے۔ کہ دوسروں کی عیب جوئی۔ نکتہ چینی سے باز رہے۔ سب کے گن ہی دیکھنے والا ہو۔ ایسے گن گراہی شِشیہ کو گورو بھی گوپنیہ (پوشیدہ) رہسیہ

بتانے میں دیر نہیں کرتے۔ اسی لئے ادھیائے کے شروع میں بھگوان پرتگیا کر رہے ہیں۔ کہ اے ارجن اب میں تمہارے سامنے گیان وگیان کے وہ راز سربستہ رکھونگا۔ جن کو جانکر تو کرتیہ کرتیہ ہو جائیگا۔ مکت ہو جائیگا۔ اشبھ جو جنم مرن روپی آواگون کا چکر ہے اس سے چھوٹ جاویگا۔ یہ راز بہت پوشیدہ ہے۔ ہر ایک کو نہیں بتایا جاتا۔ تو میرا بہت پیارا بھکت اور سکھا ہے اور اب ادھکاری بھی ہو گیا ہے۔ اس لئے میں اس کو تمہارے سامنے پرگٹ کرونگا۔ ذرا دھیان دو۔ ؎

تو ارجن نہیں عیب جو نکتہ چیں　　کر اب مجھ سے رازِ خفی دل نشیں
ملے گا یہیں علم و عرفاں کا نور　　اسے جان جائے تو ہوں پاپ دُور

دوہا۔ اوتم وِدّیا راج ہے۔ تو اتی پوتر جان
پھل تاکو پرتکھ ہے۔ سہل سگم سکھ مان　(2-9)

بھاوارتھ۔ یہ راج ودیا بہت پوشیدہ رازوں کا راز پوتر اور اتی اوتم ہے۔ دھرم اور پرتیکش پھل سے یکت ہے۔ سادھن کرنے کو آسان اور اناشی ہے۔

(شرح) پہلے بھگوان نے پرتگیا کی کہ میں تمھیں وہ گیان بتاؤنگا جو کہ راز نہاں ہے۔ اور جس کو جان کر منش اشبھ اتھوا دُکھ یعنی جنم مرن روپی آواگون کے چکر سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اب اسی گیان کی مہما بیان کر رہے ہیں۔ کیونکہ جب تک کسی شے کے گنوں سے ہم واقف نہیں ہوتے ہم اس کو اپنانے کو تیار نہیں ہوتے۔ جب کسی شے کو اپنے واسطے فائدہ مند جانتے ہیں تو اس کو فوراً حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی آشے سے بھگوان نے کہا۔ اے ارجن۔ یہ گیان جو میں تمھیں اب بتاؤنگا تمام ودیاؤں کا راجہ ہے یہ سب سے سریشٹ ہے۔ باقی تمام گیان اس سے کم درجے کے ہیں۔ اور تمام راز جو پوشیدہ رکھے جانے کے قابل ہوتے ہیں۔ ان سب میں سے زیادہ بڑھیا قسم کا

راز ہے۔ سب کو پاون کرنے والا ہے۔ اس واسطے بہت ہی شدھ اور پوتر شے ہے۔ اور اس کا پھل تو اظہر من الشمس سورج کی طرح ظاہر ہے۔ تمام دھرموں کا بھی یہ سرتاج ہے۔ ایک دفعہ حاصل کر کے پھر یہ دُور نہیں ہوتا اور ہمیشہ ایک جیسا ہی رہتا ہے۔ یعنی یہ گیان ایک رس وِناشی ہے اور پراپت کرنے میں آسان ہے۔ کوئی ایسا مشکل بھی نہیں کہ جس کو حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ محنت کرنی پڑے۔ ایسا گیان پراپت کرنے یوگیہ ہے۔ سو

کرے پاک ہر شے سے بڑھ کر یہی ‌ ‌ یہ علم شہی ہے یہ راز شہی
فنا سے بری عین ایمان ہے یہ ‌ ‌ عیاں خود بخود ہو کہ آسان ہے یہ

دوہا۔ کرنے کو یا دھرم کے۔ جاں کے شردھا نا ہیں
تے مو کو پاوت نہیں۔ ڈولت ہیں بھو ماہیں (۹-3)

بھاوارتھ۔ اس تتو گیان روپی دھرم میں شردھا رہت پرش میرے کو پراپت نہیں ہوتے بلکہ مرتیو روپی سنسار میں بھرمن کرتے ہیں۔

(شرح) اے ارجن۔ اس میں شک نہیں کہ یہ برہم ودیا بہت آسان ہے اور پرتیکش پھل دینے والی ہے۔ لیکن اس کے لئے ایک شرط لازمی ہے کہ سادھک شردھاواں ہو۔ گیتا نے پہلے کہا ہے شردھا والے کو ہی گیان کی پراپتی ہوتی ہے۔ دوسرے کو نہیں۔ اس لئے پرش میں شردھا کا ہونا ضروری ہے۔ شردھا آستک بھاونا سے اُتپن ہوتی ہے اور آستکتا نرمانتا کی اُپج ہے۔ اس لئے جب تک جگیاسو نرمان ہو کر اپنے ہردیہ کو خالی رکھ کر اس میں شبھ اور نیکی جمع کرنیکا خواہاں نہ ہو وہ آستک بھاؤ نا والا نہیں ہوتا۔ جب آستک بھاؤ رکھتا ہوا اچھائی کو گرہن کرنے والا خواہشمند بنتا ہے۔ تو شردھا ضرور پیدا ہوتی ہے۔ شردھا رکھ کر جس طرف جاتا ہے کامیابی ہوتی ہے۔

اے بھارت۔ یہ تتو گیان روپی مہا دھرم ہے۔ اس کی پراپتی کے لئے شردھا کی

ضرورت ہے جن لوگوں میں شردھا نہیں ہے وہ اس دھرم کو پاکر بھی مجھ سے بے بہرہ رہتے ہیں انھیں میری ملاقات نصیب نہیں ہوتی۔ اپنی اشردھا کے کارن وہ آواگون کے چکر میں پڑے چکراتے ہیں۔ مرتیو لوک میں بار بار جنم لیتے اور مرتیو کو پراپت ہوتے ہیں۔ اسلئے تو میرے وچنوں میں شردھا والا ہو ۵

جو اس دھرم پر دل لگاتے نہیں	وہ ارجن کبھی مجھ کو پاتے نہیں
نہ واصل ہوں مجھ سے وہ مجھ تک آئیں	جہاں فنا کی طرف لوٹ جائیں

دوہا۔ بستاریوں سب جگت میں۔ مو ہے نہ دیکھے کوئے
سبھے جیو مو میں بسیں۔ مو نہ تاں میں ہوئے (۹-۴)

بھاوارتھ۔ مجھ اویکت مورتی سے یہ سارا جگت پری پورن ہو رہا ہے۔ سب بھوت پرانی میرے اندر میرے آشرے ستھت ہیں۔ اور میں ان میں ستھت نہیں ہوں۔

(شرح) اے ارجن۔ میں اویکت کا مورتی مان سروپ ہی ہوں۔ پھر بھی میرا وستار اس قدر ہے کہ یہ سب کچھ جتنا جگت پرپنچ ہے وہ مجھ سے اوت پروت ہے۔ کوئی شے ایسی نہیں جس میں میری ستا نہیں۔ اور کوئی استھان ایسا نہیں جو مجھ سے باہر ہو۔ سب بھوت پرانی میرے آشرے ستھت ہیں۔ اُن کا ادہشٹان میں ہوں۔ پھر بھی میں ان میں قید نہیں ہوں۔ بھگوان کا ایسا نرگن۔ نرا کار اور نردیو سروپ ہے۔ مثال کے طور پر آپ یوں جانیں کہ جس طرح انسانی جسم میں کتنے انگ ہیں اور ہڈیاں انتڑیاں وغیرہ وخون ہے۔ خون میں بے حساب کیڑے ہیں۔ ان تمام جاندار جرموں کی زندگی ہمارے شریر کے اندر ہے۔ ہمارا خون گوشت وغیرہ ان کا آشرہ ادہشٹان ہے۔ وہ ۱۵،۳ شریر کے آشرے ستھت ہیں۔ شریر اُن کے آشرے نہیں۔ کیونکہ وہ تو نشٹ ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح تمام بھوت پرانی پرماتما کے شریر کے انترگت ستھت ہیں۔ پرماتما ہمارے انترگت نہیں۔ یہی گیتا کا یہاں آشے ہے۔ ۵

خفی سے خفی ہے مری ہست وبُود | مگر ہے مجھی سے جہاں کی نمود
مجھی میں ہے مخلوق ساری مکیں | مگر میں مکیں خود کسی میں نہیں

دوہا۔ یوگ ایشور یہ مم دیکھیو۔ مجھ میں جیو نہ کوئے
اُپجاوت پالت جو مم آتما۔ تن میں نہیں بسوئے (۹-5)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ یہ بھُوت پرانی مجھ میں ستھت نہیں ہیں۔ میری یوگ مایا کو دیکھو کہ میرا آتما جو ان بھوت سمود ائے کی اُتپتی پالن میں کارن ہے۔ وہ بھی ان میں ستھت نہیں ہے۔

(شرح) اے ارجن۔ ابھی ابھی میں نے کہا تھا کہ سب بھوت پرانی میرے آشرے اور میرے اندر ستھت ہیں۔ لیکن میں کسی میں نہیں ہوں۔ جس طرح آکاش کے اندر اور آکاش کے آشرے سارا برہمنڈ اور تمام بھوت پرانی ذی روح اور غیر ذی روح قائم ہیں اور آکاش ان تمام میں پری پورن ہے۔ لیکن یہ بات تو سادھارن بُدھی سے ہم جان سکتے ہیں کہ آکاش جس کے اندر سب سمائے ہوئے ہیں۔ وہ سوئم کسی شے کے اندر نہیں سما سکتا۔ اسی طرح تمام برہمنڈ اور اس میں رہنے والے بھوت پرانی چد آکاش سروپ پر برہم پرماتما کے اندر ہیں۔ وہ تمام بھوتوں میں اوت پروت ہے یعنی کہنے کو اندر باہر رہی ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ان میں کسی کے اندر سمایا ہوا ہے۔ یا یُوں خیال کریں کہ ایک جہان جل آشے میں رہنے والے جیو جنتو جس طرح جل کے اندر اور جل کے آشرے ہیں۔ جل اُن کے اندر باہر اوت پروت ہے۔ لیکن جل سمشٹی روپ سے کسی ایک یا زیادہ جنتوؤں کے اندر نہیں سما سکتا۔

لیکن اے ارجن۔ یہ بھی پورن ست نہیں ہے۔ کیونکہ درحقیقت اس سارے سنسار میں میرے سوائے کوئی دوسرا ہے ہی نہیں۔ یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو یہ سب میری یوگ مایا یوگ شکتی کا کام ہے۔ جس طرح جیو اپنے ہی سنکلپ سے سوپن اوستھا میں ایک سنسار رچ لیتا ہے۔

جس کا آد ہوتا ہے اور نہ انت معلوم پڑتا ہے صرف بیچ بیچ میں دکھائی دیتا ہے۔ اور جاگ آجانے پر وہ سانت (انت والا) ہوتا ہے۔ اسی طرح میری یوگ مایا نے ہی اس سنسار کو رچا ہے اور جیو اس میں بھرم کو پراپت ہو رہے ہیں۔ اس رچنا کا نہ آد ہے نہ انت۔ ہاں میری یوگ مایا کا گیان ہو جانے سے یہ سانت ہو جاتا ہے۔ جس طرح چینی مٹی کے ایک بہت بڑے کارخانے میں سوائے چینی مٹی کے اور کچھ بھی نہیں ملتا۔ پھر بھی اس کے انیک نام اور روپوں کا ایک سنسار وہاں موجود دکھائی دیتا ہے۔ کوئی نہیں کہتا یہ مٹی ہے۔ سب یہی کہتے ہیں یہ پیالی ہے۔ پلیٹ ہے۔ چائے دانی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مٹی ہی اُن کا آشرہ وادھشٹان ہے۔ وہ سب مٹی کے اندر کلپت اور مفروض ہیں۔ دراصل نہیں ہیں ویوہار میں مٹی آتی ہے۔ ہم جس کو چھوتے اور پکڑتے ہیں وہ مٹی ہوتی ہے۔ پیالا اور پلیٹ نہیں ہوتا کہنے کو یہ سب مٹی سے اُتپن ہوتے ہیں۔ اس کے آشرے رہتے ہیں۔ لیکن مٹی اُن میں کہیں قید نہیں ہو جاتی ہے۔ وہ پہلے ہی وہاں موجود ہے اندر باہر رہی ہے۔ سب میں پری پورن ہے اس واسطے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ برتن مٹی میں ہیں اور مٹی برتنوں میں ہے۔ یہ سب بانی کا ہی وکار کہنے ماتر ہی ہے۔ صرف مٹی ہی ست ہے۔

اس لئے اے سکھے۔ یہ جو میرا چدا کاش سروپ ہے۔ یہی ایک الو بھوستا ہی انیک روپ ہو کر سشھت ہو رہی ہے۔ اُپتی کوئی ہوئی نہیں اور ناش کسی کا ہوگا نہیں۔ میرا چدا کاش جوں کا توں موجود ہے۔ کہنے کو یہ کہا جائے کہ سب بھوت پرانی مجھ سے ہیں اور مجھ میں ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہاں میں ہی میں ہوں۔ بندے اور سرکار کا کچھ کام نہیں۔ اس لئے بھوت پرانی کچھ بھی مجھ میں قائم نہیں ہے۔ یہی میری یوگ مایا ہے اور میری پراپر کرتی جس سے یہ ساری رونق ہو رہی ہے۔ وہ بھی ان میں قائم نہیں ہے۔ صرف میں اپنے آپ میں قائم ہوں۔ یہی گیان ہے۔ یہی بگیان ہے۔ یہی راج یوگ راج گوہیہ (بھید) ہے۔ اے ارجن اس کو اچھی طرح ذہن نشیں کر لو۔

نہ لوگوں میں ہوں میں نہ مجھ میں ہیں لوگ　　ذرا دیکھنا یہ مرا راج یوگ
مری آتما باعثِ خاص و عام　　نہیں میرا لیکن کسی میں قیام

دوہا۔ جیسے پون آکاش میں پھرت ہے سب بار
تیوں ہی مو میں جیو سب پھرت جان نردھار (۹-۶)

بھاوارتھ۔ جیسے آکاش سے اُتپن ہوا سب طرف وچرنے والا مہان وایو آکاش میں ستھت ہے۔ اسی طرح میری یوگ مایا سے اُتپنا ہوئے سمپورن بھوت مجھ میں ستھت ہیں۔ تو ایسا جان۔

(شرح) وایو آکاش کا کاریہ آکاش رُوپ ہے۔ آکاش کے اندر ہی ہر طرف پھرنے والا ہے اور آکاش میں ہی قائم ہے۔ آکاش سے باہر کہیں نہیں جا سکتا۔ آکاش ہی اس کی روح رواں گتی متی ہے۔ جہاں آکاش نہیں وہاں وایو بھی نہیں رہ سکتا۔ اس لئے وایو کی جان آکاش ہے۔ یا آکاش اور وایو ایک ہی روپ ہیں۔ ایک ہی شے کے نام ہیں۔ جب یہ دونو ایک ہی سِدھ ہوئے تو کون کس میں قائم ہے۔ کہاں گھومتا پھرتا ہے۔ یہ بھی کہنا نہیں بنتا۔ یہی حال بھوت پرانیوں کے سموائے کا ہے۔ اے ارجن یہ بھوت پرانی میری یوگ مایا سے اتپن ہو کر میرے اندر ہی قائم رہتے ہیں۔ اور مجھ سے ابھنّ ہونے کے کارن ایسا کہنا بھی ٹھیک معلوم نہیں ہوتا کہ وہ مجھ میں ستھت ہیں۔ لیکن پھر بھی جب تک تم کو دویت درشٹی آ رہا ہے تم یہی سمجھو کہ سب بھوت پرانی مجھ سے اُتپن ہوتے ہیں۔ میرے آشرے قائم رہتے ہیں۔ اور پھر مجھی میں لین ہو جاتے ہیں۔ جس طرح جل سے پیدا ہونے بُدبُدے لہر۔ جھاگ وغیرہ جل سے پیدا ہوتے ہیں جل میں ستھت ہوتے ہیں۔ اور جل میں لین ہوتے ہیں۔ بُلبُلوں کی سرشٹی ستھتی اور پرلے جس طرح جل کے اندر نام ماتر ہے کھیل تماشا ہے۔ دراصل جل درشٹی سے کچھ ہوتا ہی نہیں۔ جل اپنے آپ میں قائم رہتا ہے اس میں کوئی کمی بیشی

نہیں ہوتی یہی دشا اے ارجن۔ مجھ چیتن کی ہے۔ چیتن روپی سمندر میں انیک لہریں اُٹھتی ہیں۔ کھیلتی ہیں۔ ٹکراتی ہیں اور پھر بیٹھ جاتی ہیں۔ لیکن سمندر جوں کا توں قائم ہے۔ سمپورن بھوت پرانی میرے برہم سروپ میں اُتپن ہوتے ہیں۔ لیلا کرتے ہیں اور گم ہوجاتے ہیں۔ لیکن میں جوں کا توں رہتا ہوں۔ اے ارجن۔ میرے اندر بھوتوں کی استھتی اسی قسم کی ہے سے

ہوا گو چلے زور سے سربسر | اِدھر سے اُدھر یا اُدھر سے اِدھر
وہ آکاش سے جائے باہر کہاں | سمجھ لو یونہی میرے اندر جہاں

دوہا۔ میری مایا میں رہیں۔ پرلے بھئے سب جنت
کلپ آد سرجن کروں۔ ممتا پنکی تنت (7-9)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ کلپ کے انت میں سب بھوت میری پرکرتی کو پراپت ہوتے ہیں اور کلپ کے آد میں ان کو میں پھر رچتا ہوں۔

(شرح) جیوتشی شاستر کے انوسار سرشٹی کی آیو ایک کلپ ہوتی ہے۔ اسی شاستر کے انوسار کلجگ دواپر ترتیا اور ست جگ ان چاروں کو ملا کر ایک چترجگی ہوتی ہے اور ایک ہزار چترجگی کا ایک کلپ ہوتا ہے۔ برہما کا ایک دن ایک کلپ کا کہا گیا ہے۔ برہما کے دن میں سرشٹی کا کاریہ ہوتا ہے اور اتنی ہی لمبی برہما کی رات ہوتی ہے۔ جب سرشٹی لے کو پراپت ہوتی ہے۔ اس اوستھا کو پرلے کہتے ہیں۔ رچنا کے اسی اُتپتی اور پرلے کی طرف اشارہ کر کے بھگوان ارجن سے کہہ رہے ہیں کہ جب ایک کلپ کا انت ہوتا ہے۔ سارے بھوت پرانی اپنے آدی کارن مول پرکرتی میں لے ہو جاتے ہیں۔ اور جب دوسرا کلپ شروع ہوتا ہے تو پھر اُن کو میں نئے سرے سے رچتا ہوں۔ اس شلوک میں صرف یاد رکھنے کی بات اتنی ہے کہ گو تمام بھوت پرانی پرکرتی (پرا اور اپرا) سے پیدا ہوتے اور اسی میں لین ہوتے ہیں۔

لیکن اس میں برہم کی ستا ہی اصلی کارن ہے۔ بھگوان کے ارادے سے ہی پرکرتی میں تحریک ہوتی ہے۔ گویا اُتپتی اور وناش جو دکھائی دیتا ہے۔ وہ بھگوان کی اِچھّا انوساری ہے ٥

جب اک دور ہو ختم کنتی کے لال — تو ہو میری مایا میں سب کا وصال
نئے دور کی ہو جو پھر سے نمود — کروں میں ہی پیدا سب اہلِ وجود

دوہا۔ اپنی مایا تے میں جو سرجت بارم بار
مایا ہی کے بسی پڑے یہ سدا رہت سنسار (۹-8)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ میں اپنی مایا کے ذریعہ سوبھاؤ کے وش ہوئے تمام جیو سموداۓ کو بار بار رچتا ہوں۔

(شرح) ہر کلپ کے آد وانت میں رچنا کے ولاس وناش کا جو ورنن ہوا ہے وہ کیوں کر ہوتا ہے۔ اُسے یہاں بتلا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا ارجن۔ دراصل مہان کرتا میں ہی ہوں میری ستا سپھرتی سے میری دو پرکار کی پرکرتی بار بار بھوت پرانیوں کا سرجن کرتی ہے۔ سنسار کے تمام بھوت پرانی اپنے اپنے سوبھاؤ کے بس میں رہتے ہیں اور اُن کی اُتپتی میں ان کے پرار بدھ کرم ہی کارن ہوتے ہیں۔ ہر ایک جیو کچھ نہ کچھ کامنا رکھتا ہے۔ اس کی پورتی کے واسطے کوشش کرتا ہے۔ کچھ پورن ہوتی ہیں۔ کچھ اپورن رہتی ہیں۔ اپورن واسنائیں اپنی پورتی کے واسطے نیا شریر رچتی ہیں۔ یہی قانون قدرت ہے۔ بھگوان کی پرکرتی کا نیم ہے۔ یہی نیتی ہے۔ سدا سے اسی طرح سے ہوتا آیا ہے۔ اس طرح سارا سنسار کرم کے چکر میں گرفتار ہے۔ جب تک اپنی ساری واسناؤں کا شمن منش نہیں کر لیتا۔ اور پوری طرح نشکام نہیں ہو جاتا پنر جنم سے بچ نہیں سکتا۔ اس لئے واجب ہے کہ منش واجب گیان حاصل کر کے جلد از جلد مکتی لابھ کے واسطے کوشش کریں جس سے بھگوان سے ایکتا پراپت ہو سکے اور آواگون کے چکر سے چھٹکارہ مل سکے ٥

اسی اپنی مایا سے لیتا ہوں کام — میں کرتا ہوں جاندار پیدا تمام
چلیں جوق در جوق سب بار بار — کہ مایا کے ہاتھوں ہیں بے اختیار

دوہا۔ ارجن موکو کرم کوئی۔ کبھوں باندھت ناہیں
سدا اُداس رہت ہوں۔ آسکت نہ تن ماہیں (۹-۹)
ہوں پریرت مایا جب۔ اُپجت تب سنسار
پارتھ یا ہی ہیت سے۔ پھرت جو بارم بار (۹-۱۰)

بھاؤارتھ۔ اے ارجن۔ ان کرموں میں آسکتی رہت اور اُداسین رہتے ہوئے مجھ پرماتما کو وہ کرم نہیں باندھتے ہیں اور میری ادھیکشتا میں میری مایا چراچر سب جگت کو رچتی ہے۔ اس ہیتو سے سارا سنسار چکر میں گھومتا ہے۔
(شرح) رچنا کے کام کی تمام تر ذمہ داری بھگوان نے اپنے ذمہ دکھا دی۔ اگرچہ تمام کارروائی پرکرتی کرتی ہے۔ لیکن اس میں تحریک بھگوان کی طرف سے ہوتی ہے۔ ارادہ۔ ستا تو بھگوان کی ہے۔ اُتپتی اور وناش کے اس قدر جہان کرور کرموں کے کرتا کو ان کا پابند ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جو کرتا ہے وہی بھوگتا ہے۔ یہی قانون ہے جیووں کو خواہ مخواہ کرتا بھوگتا کیوں بنایا جاوے۔ جب سب کچھ بھگوان کے آشرے اور اشارے ہو رہا ہے یہ شک اٹھنا قدرتی ہے۔ اس لئے بھگوان نے ارجن سے کہا۔ اے متر۔ اس میں شک نہیں کہ میں سرشٹی کی اُتپتی کا سارا کام کرتا ہوں اور اس کا سنگھار بھی کرتا ہوں۔ لیکن میں ان کرموں کا پابند نہیں ہوں کیونکہ اول تو اس سارے کاریہ میں بے غرض اور بے نیاز ہوں۔ دوسرے مجھے کسی میں کوئی آسکتی نہیں۔ موہ نہیں۔ کوئی اپنی خواہش نہیں۔ جو کچھ ہو رہا اس کو سو بھاوک ہوتا ہوا دیکھتا ہوں۔ اس میں راگ دویش سے رہت

اُداسین رہتا ہوں۔ اس لئے یہ کرم مجھ پہ اثر انداز نہیں ہوتے۔ پھر اس سارے رچنا کے کام میں پرکرتی کام کرتی ہے اور میں اس کی نگرانی کرتا ہوں۔ میں ساکشی رہتا ہوں۔ میری روشنی اور رشا سے کام کرتی ہے۔ تمام مخلوقات اسی مایا سے ظہور میں آئی ہیں۔ میں اس سے بے نیاز رہتا ہوں۔ اس طرح یہ ساری دُنیا آواگون کے چکر میں ہے اور میں بری الذمہ ہوں۔

اس شلوک میں بھگوان نے کرم سے مکت ہونے کا طریقہ بتایا ہے کہ آسکتی سے رہت اور اُداسین ورتی سے اگر کام کیا جاوے تو وہ کام کرتا پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ یہی بات پہلے نشکام کرم یوگ کے باب میں بہ تفصیل بتا چکے ہیں۔ لہذا ان تمام باتوں کا پھر یہاں دہرانا واجب نہیں ہے۔

سن اے ارجن اے صاحب سیم و زر — نہیں ایسے کرموں کا مجھ پر اثر
کہ رہتا ہوں میں بے غرض سرفراز — ان افعال و اعمال سے بے نیاز
میں ناظر ہوں اس کا یہ کرتی ہے کام — ہوں مایا سے پیدا وثابت تمام
سمجھ لے اسی طور کنتی کے لال — ہے چکر ہی چکر میں دُنیا کا حال

دوہا۔ مجھ کو مانش جان۔ آدر کرت نہ کوئی
مورکھ یوں جانت نہیں۔ ہم بھونیشور ہوئی (۹-۱۱)

بھاوارتھ۔ سمپورن بھوتوں کے ایشور روپ میرے پرم بھاؤ نہ جانکہ مورکھ لوگ مجھ پرماتما کو تچھ سمجھتے ہیں۔ اتھوا مجھے سادھارن منش جانتے ہیں۔

(شرح) آٹھویں ادھیائے میں اکشر پر برہم کا سروپ بیان ہوا اور اب تک اس ادھیائے میں بھگوان نے اپنا نج سروپ کیا ہے۔ اس کا ورنن کیا۔ انھوں نے اپنے کو پرم گتی۔ انتم لکش تمام بھوت پرانیوں کا آشرہ اور ادھشٹان بنایا۔ سب بھوت

اُن میں سنتھت ہیں۔ لیکن وہ سوئم کسی میں محدود نہیں۔ بلکہ اپنے شدھ سروپ کا دِگ درشن کراتے ہوئے انھوں نے فرمایا کہ یہ بھوت وغیرہ بھی مجھ میں سنتھت نہیں ہیں۔ میں اکیلا ہی ہوں۔ دوسرا مجھے بھاتا ہی نہیں۔ میری ہی پرکرتی نے یہ سارے روپ دھارن کر رکھے ہیں۔ پھر یہ بھی بتایا کہ گو پرکرتی کام کرتی ہے۔ تمام رچنا کار یہ اسی کا کھیل ہے۔ مگر وہ میری ستا کو لیکر کام کرتی ہے۔ لیکن پھر بھی میں آسکتی سے رہت اور اُداسین رہنے کے کارن ان تمام کریاؤں میں بے نیاز رہتا ہوں۔ ان کرموں کا مجھ پہ کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں پرکاشک شکتی ہوں اور ساکشی بنا رہتا ہوں۔

اپنا ایسا سروپ بتا چکنے پر اب منشوں کے دو پرکار بتائیں گے۔ جو اپنے اپنے سوبھاؤ کے انوسار برتتے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو اگیانی ہیں۔ اہنکار یکت ہیں۔ شریر سے پرے جن کی درشٹی نہیں جاتی۔ اندریوں کے وشئے بھوگوں تک ہی جن کا گیان محدود ہے وہ بھگوان کو منش شریر میں دیکھ کر اُن کو بھگوان بھوتوں کا ایشور رچتا نہیں جانتے بلکہ ایک سادھارن منش سمجھتے ہیں اور اُنھیں جو آدر اور مان دینا چاہیئے نہیں دیتے۔ اس میں ان کا کوئی قصور نہیں۔ ان کی بدھی ہی اتنی ہے۔ ان کا سوبھاؤ ہی اس قسم کا ہے۔ جس طرح کمہار کے چاک پر مٹی کا بے ڈول پنڈ کمہار کے ہاتھ لگتے ہی گوناگوں دل پسند صورتیں اختیار کرتا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ بھی آواگون کے چکر میں پرکرتی کی بھٹی میں تپائے جا رہے ہیں۔ وقت پاکر ان کی بُدھی صاف ہوگی تو ان کو بھی سمیک گیان کی پراپتی ہوگی۔ فی الحال وہ گیان سے رہت اگیانی ہیں ؎

جب آتا ہوں انساں کا پہنے لباس — نہیں کرتے پروا میری ناشناس
مری شان عالی نہیں جانتے — شہنشاہ مجھ کو نہیں مانتے

دوہا۔ اُن کی آشا سپھل نہیں گیان کرم نا بھائے
پرکرت آسری تجھ سی۔ تاں میں ڈوبے جائے

(12-9)

بھاوارتھ۔ وہ برتھا آشا کرم اور گیان والے اگیانی منش اسروں جیسے موہت کرنیوالی پرکرتی کو دھارن کئے ہوئے ہیں۔

(شرح) وہ اگیانی لوگ اس سنساری جیون میں اپنے شریر کی نشورتا کو نہ جان کر بڑی بڑی آشائیں کرتے ہیں اور اُن کو پورا کرنے کیلئے بڑے بڑے تین پرتپن کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی آشائیں پوری نہیں ہوتی اور نہ ان کی کوشش اور محنت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ ساری عمر اسی دوڑ دھوپ میں گذار دیتے ہیں۔ سکھ چین حاصل نہیں ہوتا۔ یا تو ناشوان بھوگ پراپت ہو کر دوبارہ سماپت ہو جاتے ہیں۔ یا یہ شریر ہی سماپت ہو جاتا ہے جس سے یہ جیو عاجز کا عاجز ہی رہتا ہے۔ اور اس کا گیان بھی ادھورہ ہی ہوتا ہے۔ اس طرح سے یہ اگیانی لوگ برتھا آشا والے برتھا کرم والے برتھا گیان والے ہوتے ہیں اور اُن کا سوبھاؤ بھی راکھشوں اور اسروں کی طرح ہوتا ہے۔ یعنی چھل کپٹ اور فریب ان کے انگ سنگ رہتے ہیں۔ حیوانیت کے تاثرات اُن سے ظاہر ہوئے ہیں۔ دوسروں کو دکھ دیکر وہ خوش ہوتے ہیں۔ دوسروں کا دھن اور سکھ چھین کر خود دھنی اور سکھی ہونے کی اچھا کرتے ہیں۔ قصہ مختصر وہ انسانوں کی شکل میں حیوان ہی ہوتے ہیں۔ حیوانی خواہشات کو لیکر ہی ان کی پورتی میں ساری عمر ضائع کر دیتے ہیں۔ یہی دُنیا ہی سب کچھ ہے اس سے پرے کچھ نہیں۔ کھاؤ پیو موج اُڑاؤ۔ یہ اُن کا مقولہ ہے ایسے لوگوں کو اے ارجن وچار کرنے کی فرصت ہی کہاں ہے۔ مجھے وہ ٹھیک کیونکر جان سکتے ہیں سہ

عبث ہیں اُمیدیں عبث ہیں عمل — عبث علم اُن کا سمجھ میں خلل

طبیعت میں دھوکا بھی وحشت بھی ہے — بھری شیطنیت خباثت بھی ہے

دوہا۔ دیو پرکرت میں جو بھلے۔ کام کرودھ کو تیاگ
تے جانت مم روپ کو بھجت سہت انوراگ (13-9)

بھاوارتھ۔ اے کنتی پتر۔ دیوی پرکرتی والے مہاتما جن مجھے سب بھوتوں کا آدی کارن

انباشی اور اکشر روپ جان کر انن بھاؤ سے میرا بھجن کرتے ہیں۔

(شرح) اے ارجن۔ اسی سنسار میں ایک دوسرے پرکار کے پرانی بھی موجود ہیں۔ جن کا سوبھاؤ سرل شدھ پریم سے گرنا ہوا اور متر تاوالا ہوتا ہے۔ تمام دیوتاؤں کے گن اُن میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے وشال ہردے والے مہان آتماؤں کو میرا سروپ گیان پراپت ہوتا ہے۔ وہ شردھاوان پرش مجھے جوں کا توں جیسا میں ہوں آج انباشی اور بھوتوں کا آدی سناتن کارن جانتے ہیں۔

ایسا جان کر وہ سدا میرا بھجن کرتے ہیں اور کسی غیر کا آشرہ نہیں لیتے۔ وہی میرے اننہ بھگت ہیں اور میں ہمیشہ ان کی حاضری میں رہتا ہوں۔ نہ وہ مجھ سے اوجھل ہوتے ہیں۔ نہ میں ان سے دور ہوتا ہوں۔ اس قسم کا میرا اُن سے پریم کا اٹوٹ سمبندھ ہو جاتا ہے۔

اے ارجن۔ میری بھگتی اور میرا بھجن صرف میرے شریر (وگرہ) کی پوجا ارچن تک ہی محدود نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ میں ان میں محدود نہیں ہوں بلکہ ہر رنگ میں جلوہ کناں ہوں اور جا دو ئے لا بیاں ہوں۔ سب بھوت پرانی میرے روپانتر ہیں۔ ان کی سیوا میری سیوا ہے۔ جو ان سے پیار کرتے ہیں وہ مجھے بھی پریہ ہیں۔ جو مہاتما مجھے ہر جائی سرو ویاپک دیکھ سب کام میرے واسطے کرتے ہیں وہی میرے سچے بھگت ہیں۔ جس طرح میں اننت ہوں۔ میرے بھگت بھی اننت پرکار کے ہیں۔ میں تمھیں "مشتے نمونہ از خروارے" کچھ پرکار دکھاؤں گا۔ جو جس طرح میرا بھجن کرتا ہے۔ اسی رنگ میں مجھے پالیتا ہے۔ سارے روپ اور سارے نام میرے ہیں۔ میری ہر صفت بنتی ہے۔ میرا ہر نام شایاں ہے ؎

وہ انساں جو خصلت میں ہیں دیوتا — جو ہیں نیک فطرت مہا آتما
کریں قلب یکسو سے پوجا مری — میں ہوں لا فنا منبعِ زندگی

دوہا۔ میر دہی کیرتن کرے۔ جتن سو برت راکھ
بھگتی سہت موکو نوے۔ میر دہی گن بھاکھ (۹-۱۴)

بھاوارتھ۔ وہ درڑھ نشچے والے پرش ہمیشہ میرے نام و گنوں کا کیرتن کرتے ہیں۔ اور میری پراپتی کا یتن کرتے ہوئے بار بار پرنام کرتے ہیں اور اننیہ بھگتی سے میری اُپاسنا کرتے ہیں۔

(شرح) اے ارجن۔ کچھ میرے عاشق ایسے ہیں جو میرے نام کے دیوانے ہیں اور میری شمع لازوال کے پروانے ہیں۔ وہ نت ہی میری پراپتی میرے درشن کی پہیلی اچھار کھتے ہیں۔ ہردم میرا ہی دھیان کرتے ہیں۔ سوتے جاگتے کھاتے پیتے چلتے پھرتے ہردم میرے سروپ میں محو رہتے ہیں۔ ہر سمے میرے نام و لیلا کا کیرتن کرتے ہیں۔ کتھا میری کہتے اور سنتے ہیں۔ میرا نام لیتے ہی اُنھیں سرور آجاتا ہے اور خود مستی سے ناچنے لگتے ہیں۔ چاروں طرف مجھے جان کر ہر جیو اجیو کو نمسکار کرتے ہیں۔ نمرتا اُن میں کوٹ کوٹ کر بھر جاتی ہے۔ مجھے بار بار پرنام کرتے ہیں۔ میرے کئی روپ بناتے ہیں۔ ان کو مندر میں استھاپن کرتے ہیں۔ اُنہی کو سجاتے ہیں۔ انہی کو دھوپ دیپ نئی ویدھ سے ارچن آرتی دیتے ہیں۔ انہی کے آگے ناچتے ہیں۔ انہی سے پرشاد لیتے ہیں۔ انہی کا چرن امرت گرہن کرتے ہیں۔ اے ارجن۔ یہ سب میری انن اُپاسنا کرنے والے ہیں۔ یہ میرے بھگتوں کا ایک پرکار ہے۔ جو میں نے تمھیں بتایا ہے ؂

ہمیشہ وہ گن میرے گاتے رہیں — وہ عہد اپنا جی سے نبھاتے رہیں

عبادت کریں محنت اور شوق سے — کریں مجھ کو سجدے دلی ذوق سے

دوہا۔ گیان یگیہ کو دُیجت۔ موکو سیوت میت
کوئی مانے ایک کر۔ کوئی بہت پنیت (9-15)

بھاوارتھ۔ کوئی تو مجھ کو گیان یگیہ دوارہ پوجن کرتے ہوئے ایکتو بھاؤ سے (واسدیو سروم اتی) اُپاستے ہیں۔ اور کچھ دویت (سوامی۔ سیوک آدمی) بھاؤ سے

اور کئی بہت پرکار سے بھی اُپاستے ہیں۔

(شرح) بھگوان نے منتروں میں دو پرکرتی کے لوگوں کا ذکر کیا۔ اول آسری پرکرتی والے جو دیہہ کو ہی سب کچھ جانتے ہیں اور بھوگ ولاس اور اندریوں کے وشیوں میں ہی دن رات غرق رہتے ہیں۔ ان کو اسی موجودہ جیون اور جگت کے علاوہ دیگر کسی لوک پرلوک یا پنر جنم اتیادی میں شک ہوتا ہے۔ اور وچار وویک تو ان کے حصہ میں آتا نہیں۔ ساری عمر اگیان کے اندھیرے میں وشے واسناؤں کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے بھوگ ولاس کے گڑھے میں گر کر زیادہ سے زیادہ سکھ حاصل کرنے کا یتن کرتے ہیں۔ نہ بھوگوں سے ترپتی ہوتی ہے۔ نہ واسناؤں کی پورتی۔ اودھیرتا ویسی ہی بنی رہتی ہے۔ بلکہ بڑھتی جاتی ہے۔ جوں جوں شریر بوڑھا ہوتا ہے ترشنا جوان ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ مرتیو اس دیہہ کو ہڑپ کر جاتی ہے۔ یہ آسری پرکرتی والوں کا جیون برتانت ہے۔ دوسرے دیو پرکرتی کے لوگ ہیں۔ جو شبھ گنوں والے شدھ ہردے اور پربھو کے درشن کے پیاسے رہتے ہیں۔ جو وچار اور بھگتی کا آسرہ لیکر پربھو کی گن مٹی لیلا اور نام کا کرتن کرتے ہیں اور ایشور درشن کے لئے سر توڑ کوشش کرتے ہیں۔ پرماتما کو ہی وہ اپنا سب کچھ اس سارے برہمنڈ کا ناٹک۔ خالق رازق اور مالک جانتے ہیں۔

یہی دیو پرکرتی کے لوگ جن جن طریقوں سے ایشور کی اُپاسنا کرتے ہیں۔ ان کا تھوڑا تھوڑا ورنن ہو رہا ہے۔ بھگوان نے کہا۔ اے ارجن۔ کچھ بھکت مجھے گیان کے ذریعہ پراپت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے لئے وہ گیان روپی یگیہ کی رچنا کرتے ہیں۔ وچار روپی ہون کنڈ میں ویراگ روپی لکڑیاں وویک کی اگنی سے جلاتے ہیں۔ ان میں واسناؤں کی آہوتیاں چھوڑتے ہیں۔ اور دیہہ ابھمان روپی ناریل کی پورن آہوتی اس میں ڈال دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ ان کے ہردے کے اندر بھگوان سے ایکتا کا بھاؤ جاگرت ہو آتا ہے۔ پہلے تو وہ بھگوان واسودیو ہی سب کچھ ہیں۔ اس انوپم

انو بھو کو پراپت کرتے ہیں۔ لیکن ایکتا کے اندر جب شرابور ہو جاتے ہیں تو پھر "اہم برہم اسمی" میں برہم ہوں کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ اس طرح اے ارجن۔ یہ لوگ مجھے ایکتو بھاؤ سے پوجنے والے ہیں۔

اسی مارگ پر جانے والے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو اپنے کو انش یا جزو اور مجھ کو انشی یا کل جانتے ہیں اور اس طرح جانتے ہوئے وہ مجھے مالک اور سوامی مانتے ہیں اور خود بندہ یا داس بنتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے آپ کو میری آگیا میں رکھنے کا یتن کرتے ہیں۔ جو کچھ کرتے ہیں میرے واسطے کرتے ہیں۔ اور دُنیا کے سارے کاموں کو میری آگیا کے اندر دیکھتے ہیں۔ چونکہ وہ اپنے آپ کو جیو اور الپگیہ مانتے ہیں۔ اور مجھے سروگیہ سروشکتیمان جانتے ہیں۔ اس لئے اپنی تمام ضروریات کو میرے سامنے پیش کر دیتے ہیں اور جو کچھ پراپت ہو جائے۔ اسی کو پاکر خوش رہتے ہیں اور ہر حال میں سنتشٹ رہتے ہیں۔ میرے کئی پرکار کے روپوں کی کلپنا کرتے ہیں۔ اور اُن کی پوجا کرتے ہیں۔ اس طرح وہ مجھے ہی پیار کرتے ہیں۔ اور میں انھیں پیار کرتا ہوں۔ ان کی پوجا کے ڈھنگ بھی انیک پرکار کے ہیں سے

کئی روپ دیکھیں مرے بے شمار — وہ ہوں گیان یگیہ سے عبادت گذار
ہو وحدت کہ کثرت ہر آہنگ میں — مجھے پوجتے ہیں وہ ہر رنگ میں

دوہا۔ ہُوں ہی کرت اور یگیہ ہوں۔ اوشدھی شدھ جان
میں پاوک اور ہوم ہوں۔ منتر مجھ کو مان (۹ - 16)

بھاوارتھ۔ میں ہی کرتو (شروت کرم) میں ہی یگیہ (سمارت کرم) ہوں۔ میں ہی سودھا اور اوشدھی ہوں میں ہی منتر گھی اگنی اور ہون روپی کریا بھی میں ہی ہوں۔

دوہا۔ مات پتا یا جگت کو۔ میں ہی ہوں کرتار
رگ یجر سام پوتر ہوں اور ویدن اونکار (۹ - 17)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ میں ہی اس جگت کا دھارن کرتا پتا ماتا اور پتامہ ہوں۔ اور جاننے یوگیہ پوتر اونکار تھا رگ سام اور یجر وید بھی میں ہوں۔

(شرح) اے ارجن۔ کچھ میانسک لوگ مجھے کرم کانڈ میں تلاش کرتے ہیں۔ وہ ودھی پوروک اگنی ہوتر ہون یگیہ وغیرہ کرتے ہیں۔ ہر پرکار کی شدھی کا وچار کرتے ہیں۔ اشنان سے شریر کو شدھ کرتے ہیں۔ صاف ستھرے شدھ وستر دھارن کرتے ہیں۔ ترکال سندھیا وندن ارچن ترپن وغیرہ ساری کریائیں شردھا سہت کرتے ہیں۔ ہون آدی کیلئے سامگری ان گھی ناریل خوشبودار وستوئیں پریم سے جمع کرتے ہیں۔ منتروں سے اگنی کو پرگٹ کرتے ہیں۔ پھر اگنی کو دیو کھ جان کر اُسی میں آہوتیاں چھوڑتے ہیں۔ انیک پرکار کے پکوان تیار کرتے ہیں جن کو یگیہ کے روپ میں شردھا سے سنکلپ کر کے اگنی دیو کے ارپن کرتے ہیں۔ بھوکوں کو ان۔ پیاسوں کو جل اور ننگوں کو وستر دیکر اُن کا ہردیہ پرسن ہوتا ہے۔ اور میں ان کے اس یگیہ کو قبول کرتا ہوں۔ اے سکھے حقیقت تو یہ ہے کہ تمام ہون اور یگیہ کریا ہون کی ساری سامگری پتروں کے نمت دیا جانے والا ان وغیرہ ساری بناسپتیاں منتر گھی اور اگنی الغرض سب کچھ میں ہوں۔ میرے سوائے دوسرا کچھ بھی نہیں ہے۔ اس سارے برہمنڈ کو میں ہی دھارن کر رہا ہوں۔ اس کا ماتا پتا اور پتامہ بھی میں ہوں کارن میں ہوں۔ کاریہ میں ہوں۔ رگ سام یجر وید اور ویدوں کا سار اوم سب میں ہی ہوں۔ یعنی میں گیان سروپ ہوں ؎

تو یگ اور یہ جا مجھی کو سمجھ	شرادھوں کا غلہ مجھی کو سمجھ
میں بوٹی ہوں منتر ہوں اگنی ہوں گھی	میں یگ بھی ہوں اور انکے اعمال بھی
میں سارے جہاں کا ہوں ماتا پتا	میں دادا ہوں سب کا ہوں آسرا
سزاوار عرفاں ہوں پاکیزہ بھید	میں ہوں اوم میں رگ یجر سام وید

دوہا۔ گتی نواس بھرتا شرن ساکھی پربھو ار بندھو
پربھے استھان ندھان ار بیج سبھاسے اربندھو (۹-18)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ پانے کے قابل۔ پالن کرتا۔ مالک کل۔ شاہد ساکشی۔ سب کا نواس استھان اور شرن لینے یوگیہ۔ ہت کرنیوالا بندھو۔ سب کا آدھار۔ اناشی کارن میں ہی ہوں۔

دوہا۔ سورج ہوئے تپت ہوں۔ برکھا موہے جان
امرت مرت کرن اکرن۔ ہوں ہی ارجن مان (۹-19)

بھاوارتھ۔ میں ہی سورج ہو کر تپتا ہوں اور مینہ برساتا ہوں۔ اور ہے ارجن میں ہی امرت اور مرتیو اتھواست اور است سب کچھ ہوں۔
(شرح) گیتا بھگوان کے مکھار بند سے ان کے نج ست سروپ کا وچن کرا رہی ہے۔ وہ منش ماتر کو اس بلندی پر لے جانا چاہتی ہے۔ جہاں کوئی غیر نہیں رہتا ہے۔ دوئی کا انت ہو جاتا ہے۔ بھے کا وہاں کام نہیں۔ دکھ سکھ سے پرے ہے۔ جہاں سے پھر واپس پھرنا نہیں ہوتا۔ آواگون سے مکتی حاصل ہو جاتی ہے۔ جگت جگت نہیں رہتا ہے۔ برہم کا وورت ہو جاتا ہے۔ یا پھول میں خوشبو کی طرح اس کا سوبھاو کرن ہو جاتا ہے۔ وید جس کا گائن کرتے کرتے چپ سادھ لیتے ہیں۔ بانی جہاں مُوک ہو جاتی ہے ایسی اوستھا کو گیتا بار بار ہمارے سامنے لا رہی ہے تاکہ ہم اپنے آدرش کو پہچان کر اس کی پراپتی کی کوشش کریں۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ سوئم لیلا مے اپنی لیلا میں مست ہیں۔ انمت بھولا جیو خواہ مخواہ اپنے آپ کو کچھ اور کا اور مان کر خود اپنے لیے دکھ اور تکلیف پیدا کر لیتا ہے۔ لیلا دھاری۔ بانکے بہاری

کی لیلا تو ویسے ہی جاری رہتی ہے۔ لیکن جو مفت میں ہی دُکھ سکھ کی ضربیں کھانے لگتا ہے۔ اگر یہ سمجھ آجائے کہ سب بھگوان کی لیلا ہے اور ہم سب اس لیلا کے انگ ہیں۔ سارے ہی اپنے ہیں کوئی پرایا نہیں صرف تماشے کی خاطر الگ الگ پارٹ ادا کر رہے ہیں۔ درحقیقت ہم میں کوئی بھید نہیں۔ ایک ہی باپ کے پتر ہیں یا ایک مٹی کے کھلونے ہیں۔ یا ایک ہی پرمیشور کے انش ہیں۔ جس طرح آگ کی سب چنگاریاں اگنی روپ ہیں۔ ہم بھی وہی روپ ہیں۔ اس لئے ہرش کا مقام ہے ڈر کا نہیں۔ اپنے آپ کو کچھ اور۔ غیر ماننا ہی پاپ ہے۔ اتنا سا گیان ہو جانے پر منش کے تمام بوجھ ہلکے ہو جاتے ہیں۔ تمام وہموں سے خلاصی پا جاتا ہے۔ تب وہ بھی بھگوان کی طرح لیلا کا ساکشی بن جاتا ہے۔

پہلے اپنے آپ کو بھگوان نے یگیہ کرم سروپ۔ ہوی۔ اگنی۔ منتر اتیادی بنایا۔ پھر کہا میں اس جگت کا ماتا پتا اور دادا ہوں۔ اس کو دھارن کر رہا ہوں۔ اور سرشٹی کا تمام گیان بھنڈار (ویدآدی) میں ہی ہوں۔ اونکار میرا ہی نام ہے۔ اب کہتے ہیں۔ حاصل کرنے کے قابل پد۔ سب کا بھرن پوشن کرنیوالا میں ہوں۔ سب کا نواس استھان بھی میں ہی ہوں۔ یہاں آپ قیاس کریں کہ سارا برہمنڈ ایک جیتا جاگتا بہت بڑا (وراٹ) جسم ہے جس کے اننت سر۔ دھڑ۔ بھجا۔ آنکھ۔ ناک کان۔ ہاتھ پاؤں وغیرہ ہیں۔ گویا وہ بہت بڑا آکاش میں بھی نہ سمانے والا اور آکاش کی طرح سب پرانیوں کو اپنے اندر سما لینے والا اننت شریر ہے۔ ایسا برہم یا چیتن ہے جس کے اندر ہی سب جیو نواس کر رہے ہیں۔ وہ سب کا آشرہ ادھشٹان ہے۔ سب اُسی کی شرن جاتے ہیں۔ وہ سب کا مالک ہے۔ ساکشی ہے۔ کیول دیکھتا ہے کچھ کرتا نہیں۔ ہمیشہ رہنے والا کبھی ناش کو پراپت نہ ہونیوالا ست اور سروہت چاہنے والا (وشوامتر) ہے۔ سب کا آدانت اور مقام میں ہی ہوں۔ میں ہی وہ

بیج ہوں جو نت رہنے والا ہے۔ جس سے نت نئی ہر شئی کی رچنا ہوتی ہے۔

اسی طرح میں سورج ہوں۔ میری تپش سے پانی کھچا ہوا بادل کے روپ میں اوپر اُٹھتا ہے میں ہی اُسے برشا کے روپ میں پرتھوی پر گرا دیتا ہوں۔ فنا بھی میں ہوں اور بقا بھی میں ہوں۔ اور ست است بھی میں ہی ہوں۔ مجھ سے باہر کچھ بھی نہیں ہے۔ ۵

میں آقا میں والی سجن میں گواہ	میں منزل میں مسکن میں جائے پناہ
میں آغاز و انجام و گنج و مقام	میں وہ بیج ہوں جو رہے گا مدام
مجھی سے تپش بھی کنتی کے لال	کبھی خشک سالی۔ کبھی برشگال
فنا اور بقا کی مجھی سے نمود	مجھی سے ہے ست اور است کا وجود

دوہا۔ جگ کرے نشپاپ ہوئے۔ چاہت سورگے واس
اندر لوک کے بھوگ جو۔ دیو بھوگ کر بلاس (۹۔ 20)

بھاوارتھ۔ جو تینوں ویدوں میں بتلائے ہوئے سکام کرم کرنے والے نشپاپ ہو کر یگ کرتے ہیں اور سورگ کو پراپت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے پنوں کے پھل سروپ اندر لوک کو پراپت ہو کر دویہ بھوگوں کو بھوگتے ہیں۔

دوہا۔ پھر آوت بھولوک تے۔ کھین پُن جب ہوئی
آواگون سو کرت ہے۔ کام ونت جو کوئی (۹۔ 21)

بھاوارتھ۔ وہ سورگ لوک کو بھوگ کر پنہ کرموں کے ختم ہونے پر مرتیہ لوک کو پراپت ہوتے ہیں۔ اس طرح بھوگوں کی کامنا والے تینوں ویدوں میں کہے ہوئے سکام کرموں کو کرنے والے پُرش بار بار آواگون کے چکر کو پراپت ہوتے ہیں۔

(شرح) اے ارجن۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو تو نہ بالکل موڑھ ہیں۔ نہ پورن گیانواں ہی

ہیں۔ وہ کامنا یکت ہیں۔ پرنتو دھرم میں شردھا وان ہیں۔ وہی نشید کا وہ خیال کرنیوالے ہیں۔ منش کی کامنا کو پورن کرنے والے جو یگیہ اتیادی ویدمیں بتلائے ہیں۔ ان تمام سکام کرموں کو وہ لوگ بڑے چاؤ سے کرتے ہیں۔ تاکہ انھیں اپنی من چاہی مراد جلد از جلد مل جاوے۔ وہ دراصل اپنی اچھاؤں کے ناتے تھا میری سکام پوجا کرتے ہیں۔ اور سکام کرموں کی سب سے ادتم گتی سوَرگ کو چاہتے ہیں۔ میں جہاں ان کی کامنا کو پورا کرتا ہوں وہاں انھیں سورگ اتھوا اندر لوک کی پراپتی کرا دیتا ہوں۔ جہاں وہ دیوتاؤں کے بھوگ بھوگتے ہیں۔

ہندو دھرم شاستروں نے دیوتاؤں کو ایک یونی مانا ہے۔ جس طرح جیو ادنیٰ جونیوں سے ترقی کرتا ہوا انسان کی جونی میں جنم لیتا ہے۔ اسی طرح بہت زیادہ شبھ کرموں سے وہ دیوتاؤں کے لوک میں جنم لیتا ہے اور دیوتا ہو جاتا ہے۔ جہاں تمام بھوگ صرف سنکلپ سے پراپت ہوتے ہیں۔ محنت نہیں کرنی پڑتی۔ جس شئے کا خیال کرتا ہے وہی سامنے آموجود ہوتی ہے۔ اس قسم کے سورگ کا ذکر اکثر اُپنشدوں اور پرانوں میں ملتا ہے۔ سکام کرموں کی سب سے اونچی گتی سورگ لوک کی پراپتی ہے لیکن یہ سورگ لوک بھی کوئی پکا مقام نہیں۔ بلکہ سفر کا پڑاؤ ہی ہے۔ کیونکہ یہاں بھی دیو شریر اتنی دیر تک ہی رہتا ہے۔ جب تک شبھ کرم پوری طرح پھل نہیں دے چکتے۔ جب پنہ کرم ختم ہو جاتے ہیں تو دیو شریر گر جاتا ہے اور جیو کو پھر مرتیو لوک میں جنم لینا پڑتا ہے۔

سکام کرم کرنے والوں کی اس گتی کی طرف اشارہ کر کے بھگوان کہہ رہے۔ کہ اے ارجن۔ جو لوگ وید کے اندر کہی ہوئی پنہ لوک کو لے جانیوالی کریاؤں کو کرتے ہیں ان کا معراج اندر لوک تک ہوتا ہے۔ اور پھر وہاں سے وہ واپس لوٹ آتے ہیں۔ اور جب تک وہ بھوگ بلاس کی کامناؤں میں گرفتار رہتے ہیں۔ اُن کا اوپر نیچے آنا جانا یعنی آواگون کے چکر میں پڑے رہنا ضروری ہوتا ہے۔ انھیں شانت پرمانند۔ چرستھائی جیون کی پراپتی نہیں ہوتی۔

چونکہ جیو انادی کال سے نتہ سکھ کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ جو اس کا اپنا آپ یا واستو سروپ ہے۔ لیکن اس کی تلاش باہر دیگر وستوؤں میں کرتا پھرتا ہے۔ ان وستوؤں کی پراپتی سے صرف تھوڑی دیر ٹکنے والا سکھ کی مانند کچھ آرام سا ملتا ہے اور وہ پھر دُور ہو جاتا ہے۔ اسلئے نفس کی یہ دوڑ دھوپ خاتمہ پہ نہیں پہنچتی۔ جب تک اپنے آپ کی اور منہ نہیں موڑتا اور باہر سکھ کی بجائے انتر سکھ نہیں ہوتا۔ اسی واسطے دانایان زمانہ قدیم نے خود شناسی کو ہی صرف ایک ذریعہ حصول تسکین دائمی بتایا۔ ورنہ آواگون کے چکر سے خلاصی ناممکن ہے ؎

جنہیں تینوں ویدوں میں ہے دسترس	وہ جنت کے طالب ہیں سوم رس
پرستار میرے یہ معصوم لوگ	لے ان کو جنت میں دیوؤں کا بھوگ
فضاؤں میں جنت کی خوشیاں منائیں	مگر ہو کے خالی یہیں لوٹ آئیں
مراد اپنی ویدوں سے پاتے رہیں	وہ آتے رہیں اور جاتے رہیں

دوہا۔ بھگتی کرے اننیہ ہو۔ موہی میں چت راکھ
یوگ کھشیم تن کا کروں۔ نج جن کو ابھلاکھ (22-9)

بھاوارتھ۔ جو اُن بھاؤ سے مجھ میں قائم ہو کر مجھ کو چنتن کرتے ہوئے نشکام بھاؤ سے بھجتے ہیں۔ ان نت یکت ایکی بھاؤ میں سخت پرشوں کا یوگ کھشیم میں پراپت کرا دیتا ہوں۔

(شرح) کامنا یکت بھگتوں کے مقابلے میں اب نشکام بھگتوں کی گتی اور متی کا ورنن کرتے ہیں سکام بھگت شرع کی کافی پابندیوں میں رہ کر ویدوکت کرم کانڈ کے عملوں کے ذریعہ یگیہ کرتا ہے۔ اور بڑی سے بڑی قربانی کرتا ہے تو اسے سب سے اونچا پھل سورگ ملتا ہے۔ جہاں دیو بھوگوں کو بھوگ پھر پنیہ کرموں کے انت میں مرتیو لوک میں آ جنم ہوتا ہے۔ جب تک اپورن واسناؤں کا

سلسلہ جاری ہے۔ آواگون کا چکر بھی جاری رہتا ہے۔ لیکن اے ارجن۔ جو پرش بلا شرکت غیرے صرف میرا ہی آشرہ گرہن کر لیتا ہے۔ میں جو برہم سروپ ہوں اور سب کا آتما ہوں۔ ایسے مجھ میں سستھت ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ اپنے آپ کو آتم سروپ جاننے لگتا ہے اور اس نیشٹھا میں قائم ہوتا ہے۔ سوانسی سوانسی میں میرا نام جپ کرتا ہے۔ میرا دھیان کرتا ہے اور نرنتر میرا چنتن کرتا ہے اپنی کوئی اچھا نہ رکھتے ہوئے نشکامتا سے میرا بھجن کرتا ہے۔ اس لئے میرا بھجن نہیں کرتا۔ کہ اس کو دنیا کے سامان ست دارا اور لکشمی کی پراپتی ہو جائیگی۔ یا اس کا شریر تندرست رہیگا۔ یا اس کی عمر لمبی ہوگی۔ یا اس کے دشمنوں کا ناش ہو جاویگا۔ بلکہ اس واسطے کہ اس نے بھگوان کو اپنا آتما جان لیا ہے۔ اپنے آپ کو کوئی بھلا نہیں سکتا اور نہ دُور رکھ سکتا ہے اور اپنا آپ سب سے پیاری دستو ہے۔ تمام دنیا کے مال خزانے تو اپنے شریر پر قربان کر دئے جاتے ہیں اور اپنے آپ کی خاطر اس شریر کو بھی قربان کر دیتا ہے۔ اس لئے اپنا آپ سب سے عزیز ہے۔ جو ہمیں پریہ ہے۔ وہ سندر ہے۔ وہ شبھ ہے اس کا بھجن کرنا۔ اس کو بار بار سمرن کرنا۔ اس کا چنتن کرنا سو بھاوک ہی ہے۔ جہاں پیار اور محبت حد درجے کا ہوتا ہے۔ وہاں دوئی نہیں رہ سکتی یک جان دو قالب والا معاملہ ہو جاتا ہے۔ اسی کو یوگ (جوڑنا) کہتے ہیں اور پھر ایسا پریمی کہیں گمراہ نہیں ہو سکتا۔ ان کا عشق حقیقی ان کی رہبری کرتا ہے۔ چنانچہ وہ شاہراہ عشق پر درڑھ ہو کر آگے بڑھتے جاتے ہیں اور چلائمان نہیں ہوتے۔ یہی ان کی رکشا ہے۔ اس طرح سے جو پرش اپنے نج سروپ میں نت یکت اور سستھت رہتے ہیں اور ایکی بھاؤ کو پراپت ہوتے ہیں۔ بھگوان کہتے ہیں ان کا یوگ کھشیم میں سوئم برداشت کرتا ہوں یا ان کی تمام ضرورتوں کو پورا کرتا رہتا ہوں۔

یہاں وچار کرنے یوگ بات یہ ہے کہ جیو کا ادھیکار تو صرف کام کرنے میں ہے اور بس اس کے علاوہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھگوان کی لیلا میں نشچت روپ سے انہی کے آشرے سب کے لئے یکساں ہو رہا ہے۔ کچھ موڑھ لوگ اہنکار دش اپنے کو کرتا مان کر فضول سر دردی مول

لیتے ہیں۔ جو بھگوان کا آشرہ گرہن کرتے ہیں۔ کام اُن کے بھی ہو جاتے ہیں وہ سر دردی سے
بچ جاتے ہیں۔ لہذا چاہیئے کہ منش اپنا فرض پوری تندہی سے کرتا جاوے اور باقی نشنک رہے
جو بن جاوے اسی میں خوش رہے ۔

جو کرتے ہیں خالص عبادت مری | جو یکدل ہوں جی میں نہ رکھیں دوئی
کروں حاجتیں ان کی پوری تمام | وہ میری حفاظت میں ہوں صبح و شام

دوہا۔ اور دیو کی بھگت جے۔ سیوت سردھاونت
بدھ چھوڑے مو کو یجت۔ لئے تہ میرد تنت (9-23)

بھاوارتھ۔ اگرچہ سکامی بھگت شردھا سہت دوسرے دیوتاؤں کو پوجتے ہیں۔ وہ
بھی میری ہی پوجا کرتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ پوجا ودھی سے رہت اگیان پوروک ہے۔
(شرح) اے ارجن۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ سنسار میں پرانی انیک واسناؤں سے یکت ہیں اور ہر پرکار
کی واسنا کو پورن کرنے کیلئے جیووں نے انیک دیوی دیوتاؤں کی کلپنا کر لی ہے۔ پتر حاصل کرنا
ہو تو فلاں دیوتا منائیے۔ اگر دھن کی اچھا ہو تو لکشمی کو پرسن کریئے۔ آیو اور صحت کیلئے اشونی
کماروں کی پوجا ہونی چاہیئے۔ ودیا میں کمال حاصل کرنا ہو تو سرسوتی دیوی کی پوجا کیجاوے
وغیرہ وغیرہ۔ اب جیو اپنی خواہشات کا قیدی ہو کر پوری شردھا کے ساتھ ان دیوی دیوتاؤں
کی پوجا کرتے ہیں اور اپنی منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ یہ دیو پوجا بھی دراصل
آڑے ٹیڑھے راستے سے میری ہی پوجا ہے۔ کیونکہ دیوتاؤں کی انترگتی میں ہوں۔ ان کا آشرہ
اور ادھشٹان میں ہوں۔ سب کا آتما روپ ہوں۔ اور سب کا پھل داتا ہوں۔ لیکن ان کی۔ پوجا
ودھی پوروک نہیں کہی جا سکتی کیونکہ یہ اگیان پوروک ہے وہ یہ نہیں جانتے کہ میں آتما چیتن ہی
سارے سنسار میں چھایا ہوا ہوں۔ مجھ سے باہر نہ کچھ ہے اور نہ ہوگا۔ ہر پوجا کا ادھکاری میں
ہوں اور تمام پھل بھی دینے والا ہوں۔ پرانیوں کے ہردے میں آتما روپ ہو کر ستھت ہوں۔

اسی اگیان کی وجہ سے وہ اپنے آتما (ایشور) میں بھروسہ نہ رکھ کر اپنے سے باہر دیو کی کلپنا کرتے ہیں۔ اور پوجا کرتے ہیں۔ وہ گویا اپنی کلپنا (تصور) کی آپ پوجا کرتے ہیں۔ اور اپنی شردھا کے بل سے پھل پاتے ہیں۔ ایسے اگیانی مجھ ادھی یگیہ کو نہیں جانتے اور ساری عمر ٹھوکریں کھاتے ہیں ۔

صنم دوسرے جو مناتے رہیں | دل ان پہ یقیں سے لگاتے رہیں
کریں وہ نہ گو حسب دستور کام | پرستار وہ بھی ہیں میرے تمام

دوہا۔ سب جگن کو بھوگتا۔ اور سبھن کو ایس
تت مرو جانت نہیں ڈارت تن کو گیس (۹ - 24)

بھاوارتھ۔ سمپورن یگیوں کا بھوگتا اور سوامی میں ہی ہوں۔ لیکن وہ مجھ ادھی یگیہ پرمیشور کو تتو سے نہیں جانتے۔ اس لئے وہ گرتے ہیں۔

(شرح) اے ارجن۔ آٹھویں ادھیائے میں بتا چکا ہوں کہ تمام شریروں کے اندر بھوگتا میں ہوں اسی طرح لوک سنگرہ ارتھ تمام یگیہ کا دیوں کا بھوگتا بھی میں ہی ہوں۔ یہی میرا ادھی یگیہ سروپ ہے۔ سکام پرش جتنے یگیہ کرم اور دیگر شبھ کرم کامنا پورتی کیلئے کرتے ہیں۔ یا دوسرے دیوتاؤں کے نام قربانیاں دیتے ہیں ان سب کا بھوگ لینے والا میں ہی ہوں۔ کیونکہ ایک ادویت روپ چیتن میں ہوں۔ دوسرا کوئی ہے نہیں اور میں ہی سب کا سوامی۔ مالک ایشور ہوں۔ وہ لوگ میری پوجا کرتے ہوئے بھی مجھے تتو سے نہ جان کر بار بار جنم مرن کے چکر میں گرتے ہیں۔ اگر یہی یگیہ کرم بھگوان کو تتو سے جان کر کئے جاویں یعنی انہی کے ارپن کئے جاویں تو وہ مکتی کا کارن ہو جاویں۔ ایک ہی کام کا گیان اور اگیان کی وجہ سے پھل مختلف ہو جاتا ہے۔ گیان سہت ہونے سے وہ آزاد کرنے والا ہے۔ پرماتما کی پراپتی کرا دیتا ہے۔ آنند کا دینے والا ہے۔ لیکن اگیان کے ساتھ کرنے سے وہی کرم بھوگ ولاس کی پراپتی کراتا ہے۔ جو ناشوان ہیں اور اُن کے ناش

سے دُکھ کی پراپتی ہوتی ہے ہر سکھ کا انت دُکھ ہے۔ اور اونچے لوگوں کو پراپت کر کے پھر نیچے گرنا پڑتا ہے۔ جس سے جنم مرن روپی آواگون کا چکر جاری رہتا ہے اور منش کو پرم شانتی نہیں ملتی۔

۲۵ کہ یگ جتنے دُنیا میں کرتے ہیں لوگ ۔ میں ہوں اُن کا مالک میں کھاتا ہوں بھوگ
نہ جانیں وہ میری حقیقت کا حال ۔ اسی واسطے پائیں آخر زوال

دوہا۔ دیو بھگت دیون لئے۔ مو پوجے بھگوان
بھوت یجے بھوتن لئے۔ پتر پوج تا تھان (۹ - 25)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ دیوتاؤں کو پوجنے والے دیوتاؤں کو پراپت ہوتے ہیں۔ پتروں کو پوجنے والے پتروں کو اور بھوتوں کو پوجنے والے بھوتوں کو پراپت ہوتے ہیں۔ لیکن میری پوجا کرنے والے میرے شدھ سروپ کو پراپت ہوتے ہیں۔

(شرح) یہاں ایک قاعدہ کلیہ بیان ہوا ہے۔ سچا اُپاسک نرنتر اُپاسنا اور ابھیاس کے پھل سروپ اپنے اُپاسیہ دیو کا ہی سروپ ہو جاتا ہے۔ جیسے آدمی جیسا سوچتا ہے۔ ویسا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو جس بھاؤ کی اُپاسنا کرتا ہے اسی کے انوروپ ہی وہ ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو وہ سچی اُپاسنا ہی نہیں۔ بھگوان آتم دیو کو چھوڑ کر جو دیگر دیوی دیوتاؤں کو پوجتے ہیں وہ ان دیوتاؤں کے روپ کو ہی حاصل کرتے ہیں۔ چونکہ وہ دیوتا سو تنتر نہیں ہیں۔ ان اُپاسکوں کی دیو اُپاسنا بھی انت پھل کو پراپت کرانے والی ہوتی ہے۔ اسی لئے ان سے دیو لوک وقت پاکر چھین جاتا ہے اور وہ آواگون کے چکر سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ یہی حال پتروں اور بھوت پریت اتیادی کے پوجکوں کا ہے۔ وہ بھی پتروں اور بھوت پریت آدمی کے بھوگوں کو پاکر پھر اس بھومنڈل پر شریر گرہن کرتے ہیں۔ ان کی یاترا سماپت نہیں ہوتی۔ لیکن جو اُپاسک پرم چیتن دیو کی اُپاسنا کرتے ہیں۔ اسی سے پریم کرتے ہیں۔ اسی کے پانے کا یتن کرتے ہیں وہ چیتن میں ایکتا کو حاصل کر کے چیتن سروپ ہی ہو جاتے ہیں۔ جہاں سے واپسی کا ٹکٹ نہیں ملتا۔ یہی بھگوان کا پرم دھام

اور مکتی پد ہے جس کو پاکر کوئی لوٹتا نہیں۔ اور نشکرتیہ کرنیہ ہو جاتا ہے ؎

منائیں جو پتروں کو پتر دل تک آئیں — جو بھوتوں کو پوجیں وہ بھوتوں کو پائیں
صنم کے پوجاری صنم سے ملیں — ہمارے پرستار ہم سے ملیں

دوہا۔ پات پھول ار نیر کو۔ دوپے جو کر پریت
سوئیں دیا بھگت کا۔ چاکھوں پریم کی ریت (9-26)

بھاوارتھ۔ اے ارجن جو کوئی بھگت پتر پشپ پھل اور جل پریم سے مجھے
ارپن کرتا ہے۔ اس نشکام پریمی بھگت کا پریم پوروک ارپن کیا ہوا وہ پتر
پشپ آدی میں پریتی سے کھاتا ہوں (گرہن کرتا ہوں)

(شرح) دیوتاؤں کو پرسن کرنے کیلئے انیک ودھی نشید ہیں۔ ان کے انوسار ہی
پوجن کیا جاوے تو سپھلتا ہوتی ہے۔ ورنہ نہیں ہوتی۔ ہر ایک مراد کو حاصل کرنے کیلئے
یگیہ بھی علیحدہ علیحدہ بنائے گئے ہیں۔ ان کی سامگری اور ودھی بھی مختلف ہے۔ اس میں
ذرا کسر رہ جائے تو یگیہ پھل نہیں دیتا۔ اس کے مقابلے پر بھگوان واسودیو کی پوجا
اتنی آسان ہے کہ اُنھیں اگر پریم بھاؤ سے صرف ایک پتہ پھول پھل یا جل ہی ارپن کیا
جاوے تو وہ اس کو ہی قبول کر کے پرسن ہو جاتے ہیں۔ اور بھگوان واسودیو کی پرسنتا
کیا ہے۔ وہ اپنے اُپاسک کو فوراً اپنا پرم دھام دیدیتے ہیں۔ اپنے سروپ میں لین
کر لیتے ہیں۔ النکار سے کام لیا جا رہا ہے ورنہ سادھارن بولی میں یوں کہنا چاہیے
کہ جو لوگ اپنے آتما کی کھوج نہ کر کے اپنے سے باہر کسی غیر دیوتا وغیرہ کی پوجا کرتے
ہیں ان کو نت سکھ اتھوا مکتی کی پراپتی نہیں ہوتی۔ وہ اپنے شبھ گنوں کرموں کا پھل بھوگ
کر بار بار اس پرتھوی لوک پہ جنم لیتے ہیں۔ لیکن جو آتم پرائن ہو جاتے ہیں آتما کی کھوج
کرتے ہیں۔ آتما کا ہی شردن۔ منن اور ندھیاسن کرتے ہیں۔ وہ آتم سروپ کو پا جاتے

ہیں۔ اور مکت ہوتے ہیں۔ یہی پریم کا قانون ہے کہ

سری نذر دیتا ہے جو شوق سے	دل پاک سے چاہ سے ذوق سے
میں نذر اسکی کرتا ہوں بیشک قبول	وہ پھل ہو کہ پانی کہ پتی کہ پھول

دوہا۔ جو کچھ کرت جو کھات ہے۔ جو ہومت جو دیت
ارجن جو تو تپ کرے۔ مو ہے رکھ کر ہیت (9- 27)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ تو جو کچھ کرتا ہے جو کھاتا ہے۔ جو ہون کرتا ہے۔ جو دان دیتا ہے اور جو کچھ تپ کرتا ہے۔ وہ سب میرے ارپن کر۔

دوہا۔ بھلے برے جو کرم ہیں۔ تن تے چھوٹے میت
جوگ جگت سنیاس کر۔ مو کو ملے نشچیت (9- 28)

بھاوارتھ۔ اس طرح تو شبھ اشبھ پھل روپی کرم بندھن سے مکت ہو جائیگا اور اس طرح سنیاس یوگ سے یکت و مکت ہوا تو مجھکو ہی پراپت ہو گا۔
(شرح) بھگوان نے اپنے سروپ کا ودیچن کیا۔ میں یگیہ ہوں ساگری ہوں اوشدھیاں ہوں اگنی ہوں ہوم ہوں اور منتر بھی ہوں۔ جگت کا ماتا پتا ادھر کرتا ہوں۔ اونکار بھی میں ہوں۔ ویدا اور گیان ہوں۔ سب کی گتی نواس ستھان مالک پربھو ساکھشی اور بیج روپ ہوں۔ سوریہ میں ہوں۔ درشا بھی میرا روپ ہے۔ جنم مرن ست است سب کچھ میں ہوں۔ اس طرح انھوں نے ارجن کے تئیں اپنی سروڈرو بتا جتلائی۔ پھر انھوں نے منشوں کے دبھاگ کرکے بتلایا۔ کہ ایک موڑھ لوگ ہیں جو نہ مجھے جان سکتے ہیں اور وہ ایسی ضرورت ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ شریر اور اس کے سکھوں کی کامنا میں ہی سنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔

اور اسی دوڑ دھوپ میں ان کا جیون ختم ہو جاتا ہے۔ ان کو میرا نام تک بھی سنائی نہیں دیتا۔ دوسرے ورگ کے سکام کرمی لوگ ہیں۔ جو اپنی واسناؤں کی پورتی کے واسطے میری پوجا کرتے ہیں۔ گویا وہ درحقیقت اپنی کامناؤں کی ہی پوجا کرتے ہیں پھر بھی وہ پہلی قسم کے لوگوں سے اچھے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے میری طرف رجوع تو کیا ہے۔ ان کی کمی صرف یہ ہے کہ وہ سیدھے ہی میری پوجا نہیں کرتے بلکہ اپنی کلپنا وار دوسرے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ تمام دیوی اور دیوتا مجھ سے شکتی اُدھار لیکر ہی شکتیمان ہوتے ہیں۔ اور دیوتاؤں کی پوجا کرنیوالوں کو پھل میں ہی دیتا ہوں۔ لیکن وہ یہ بات نہیں جانتے۔ اسی لئے وہ اپنے شبھ کرموں کو پھل اونچے لوکوں میں بھوگ کر پھر بار بار پرتھوی پر جنم لیتے ہیں۔ لیکن موکش کو نہیں پراپت ہوتے۔

اے ارجن تیسرے ورگ کے وہ لوگ ہیں۔ جو میرا ہی کیرتن کرتے ہیں۔ میرا ہی نام سمرن کرتے ہیں۔ جن کو میں پرانوں سے بھی ادھک پیارا ہوں۔ جو میرے آشرے پر جیون کو دھارن کر رہے ہیں۔ جو اس مدھر گھڑی کی انتظار میں رہتے ہیں۔ کہ کب پربھو درشن ہوں گے۔ وہ دیو پرکرتی کے لوگ جنھوں نے کام وکرودھ کا بالکل تیاگ کر دیا ہے۔ جو شانت مورتی مستوگن سروپ ہی ہیں۔ جن کی بانی امرت کے سمان مدھر اور کنول سے بھی کومل۔ جن کا ہردہ چندرما سے زیادہ شیتل۔ جن کی درشٹی میں سوریہ کا تیج ہے اور مکھ پر سدا مسکان کھیلتی ہے۔ اور جو سدا مجھے ہی ہر چہار طرف نہارتے ہیں۔ وہی میرے نشکام بھگت اور سچے عاشق ہیں۔ وہ مجھ میں رم جاتے ہیں۔ مجھی کو پراپت ہوتے ہیں۔ جہاں سے پھر لوٹنا نہیں ہوتا۔

اے ارجن دیوتاؤں پتروں اتھوا بھوتوں کے پوجاری اپنے اپنے اشٹ دیوؤں کو ہی پاتے ہیں اور میرے اُپاسک مجھے پراپت ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ

آواگون سے خلاصی نہیں پاسکتے۔ جبکہ میرے عاشق بالکل مکت ہو جاتے ہیں۔ بطرّہ یہ کہ میری پوجا اتنی آسان ہے کہ اگر کوئی پریم سے مجھے ایک پتہ۔ پھول۔ پھل یا صرف جل کی چند بوند ہی ارپن کردے تو میں اس کے بھاؤ کی قدر کرتا ہوا اُنھیں ہی سر ماتھے پر قبول کر لیتا ہوں اور پرسن ہو کر ان کو اپنا پرم دھام بخش دیتا ہوں۔ اس پر بھی جو لوگ میری طرف مکھ نہیں موڑتے ان کو مند بھاگ ہی جاننا چاہیئے۔

اے ارجن۔ تو میرا پریہ سکھا ہے۔ اور بہن کے ناطے رشتہ دار سمبندھی بھی ہے۔ اس لئے میں تیرے بھلے کی کہتا ہوں۔ سن میں تجھے بالکل سرل مارگ بتلا دیتا ہوں۔ تو اپنی تمام کریاؤں کو بھگوت ارپن بُدھی سے کر۔ جو کچھ بھی تیری کرم اندریوں سے ہو رہا ہے جو کچھ تو کھاتا ہے۔ ہون کرتا ہے۔ یا دان کرتا ہے۔ یا جو تو تپ کرتا ہے۔ سب میرے ارپن کر۔ ایسا کرنے سے تو ان کرموں کے پھل دوندوں سے مکت ہو جائیگا اور اس طرح کرم یوگی ہو کر میرے سروپ کو پراپت ہوگا۔

بیشتر ازیں کہ ارجن کچھ شنک پرگٹ کرتا۔ بھگوان نے خود ہی کتھن کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ارجن تو شنک نہ کر۔ میں ساری بات کھول کر وضاحت سے تیرے لئے بیان کر رہا ہوں جس سے تیرے من میں کوئی شنکا ہی نہ رہے گی اور تیرے لئے یہ میرا مارگ سُلبھ ہو جائیگا۔ تو سیدھا مجھے حاصل کر لیگا۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ۔ کہ میں نہ شریر ہوں اور نہ مجھے کبھی شریر ہی پراپت ہوا ہے۔ میں اشریری دِبھو ویاپک پرم چیتن ہوں۔ جس کو وید اور پُران پرات پر برہم کہتے ہیں۔ اگر شریر کر کے ملنے اور مجھے پانے سے میری غرض ہوتی تو میں تمھیں بار بار طرح طرح کے راستے اپنے ملنے کے کیوں دکھاتا۔ شریر سے تو میں ہر وقت تجھے پراپت ہی ہوں۔ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہتا ہوں۔ اسلئے جب میں اپنی پراپتی اور نج دھام یا پرم دھام کی بات کرتا ہوں تو اس سے میرا برہم سروپ ہی جان لینا چاہیئے۔

اس کے بعد اے ارجن۔ تو یہ بھی اچھی طرح جان لے کہ مدارپن کرم کرنے کے دو تین طریقے

ہیں۔ ایک تو یہ کہ تو مجھے تمام شریروں میں ویاپک دیکھے۔ میں ہی ان سب گھٹوں کے اندر باہر اوت پروت ہوں۔ میری شکتی سے یہ سارے شریر جیوت ہیں۔ چونکہ سارے سنسار اور بہوت پرانیوں کا ماتا پتا اور کرتار میں ہوں۔ میری ستا سے سارے ستا والے ہیں۔ میری شکتی کے سوا دوسری کوئی ستا نہیں۔ اس لئے شریروں کے جتنے کاریہ ہیں۔ وہ سب میری ستا سے ہوتے ہیں۔ ان کا کرتا میں ہوں۔ اس طرح میں ہی کھاتا ہوں ارجن نہیں کھاتا۔ جب تم ہون کرتے ہو یا دان دیتے ہو تو دراصل میں ہی ہون کرتا ہوں۔ میں ہی دان دیتا ہوں۔ اے ارجن۔ اگر تو جیون بھر میں ایسی درشٹی رکھ سکے کہ اس شریر میں جس کو ارجن نام کرتے ہیں۔ تیرا کچھ بھی نہیں اور ارجن محض ایک فرضی نام ہے۔ اور پرم چیتن ہی اس کے اندر باہر لیلا کر رہا ہے تو اس سریر سے ہونیوالی ساری کریائیں اپنے آپ ہی میرے ارپن ہو جاتی ہیں۔ اور اسی گھڑی اے پیارے تو مجھ سے واصل ہو جائیگا۔ یعنی اپنے شدھ چیتن سروپ میں نشٹھ ہو جاویگا۔ تیرا جھوٹا اہنکار لین ہو جاویگا۔

اگر تجھے یہ ودھی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ اور تو اپنے ارجن پنے کو گم نہیں کر سکتا تو میں تجھے ایک اور طریقہ بتلاتا ہوں۔ اے ارجن۔ تو اپنے آپ کو الپ شکتی والا جیو مانتا ہے اور ایشور کو سرو شکیتمان جانتا ہے۔ جیو ایشور کا انش اور تتر ہے کبھی اس سے علیحدہ اور دور نہیں ہوتا ہے۔ جہاں جیو رہتا ہے۔ وہاں ساتھ ہی ساتھ اس کا پتا ایشور بھی اس کی رکشا کے نمت واس کرتا ہے۔ جیو کرتا بھوگتا ہے۔ وہ صرف دیکھتا ہے اور وقت بوقت جیو کی رہبری کرتا ہے۔ اسی ایشور کا چلایا ہوا جیو چلتا ہے۔ اس کے سارے کام ایشور کی ستا کو ہی لیکر ہوتے ہیں۔ جیو کو جو سادھن جیون پالن کے لئے ملے ہوئے ہیں۔ وہ ایشور کی پریرنا اور اچھا سے ہی ملے ہیں اور ایشور اچھا کے بغیر تو اس سارے سنسار میں کچھ ہو نہیں سکتا۔ کیا جاندار اور کیا بے جان ساری سرشٹی ان کے اشارے پر ناچ رہی ہے۔ اس طرح سے سارے کام تو ان پربھو کی آگیا کے اندر دیکھ۔ انہی لیلادھاری کا کھیل ماتر جان۔ ایسا کرنے سے بھی ساری کریائیں میرے ارپن ہو جاویں گی۔

اگر تو یہ بھی نہیں کر سکتا۔ جیو اور ایشور کی دھارنا کو قائم نہیں رکھ سکتا تو سب سے آسان ڈھنگ کام کرنے کا یہ ہے کہ تو ہمیشہ یہی سمجھ کہ تو اپنا فرض یا دھرم کر رہا ہے جو کچھ تجھ سے ہو رہا ہے وہ تیرا سوبھاؤ ہے۔ دھرم اور فرض ہے جس کی تکمیل لازمی ہے۔ اس سے زائد تیرا ان سے کوئی علاقہ نہیں۔ ان کا پھل اچھا ہوتا ہے یا نہیں۔ کسی کو فائدہ ملتا ہے یا نہیں۔ اس بات کی مطلق چِنتا نہ کر۔ اپنے ورن آشرم کے تمام دھرم جو کہ شاستروں میں بتائے گئے ہیں۔ ان کو تو ویسا ہی آچرن میں لا۔ اس طرح کام کرنے سے تو کاموں کے پھل نیک و بد سے آزاد رہیگا۔ اور انت میں مجھے ہی آکر مل جاویگا یعنی مکت ہو جاویگا۔ آواگون سے آزاد ہوگا ۵

فقط میری خاطر تو ہر کام کر	ہون دان دے سب مرے نام پر
تیرا کھانا پینا ہو میرے لئے	تیرا تپ سے جینا ہو میرے لئے
کٹیں گے یہ کرموں کے بندھن تمام	نہ ہوگا بُرے یا بھلے پھل سے کام
جو تو پاک دل ہو کے سنیاس پائے	تو آزاد ہو کر مرے پاس آئے

دوہا۔ سب بھوتن میں سمان ہوں۔ میرے پریہ نہ دروہی
موکو سیوت بھگتی سے۔ تن میں ہوں پرگٹو ہی (۹ - 29)

بھاوارتھ۔ سب بھوتوں میں سمان روپ سے ویاپک ہوں۔ میرا کوئی پریہ اتھوا اپریہ نہیں ہے۔ جو پریم سے مجھے بھجتے ہیں وہ مجھ میں اور میں ان میں پرتیکش پرگٹ ہوتا ہوں۔

(شرح) اے ارجن۔ میرا وبھو سروپ تمام اشیا میں چھایا ہوا ہے (ور سب میں برابر اوت پروت ہے۔ کسی میں کم زیادہ نہیں۔ جس طرح شیشے کی بہت سی ٹکڑیوں میں ایک ہی شے کا عکس پڑتا ہو۔ ٹکڑوں کے سائز کے لحاظ سے عکسوں میں بھید پرتیت ہوتا ہو۔ لیکن صاحب عکس

اپنے تمام پرتی بمبوں (عکسوں) میں سمان روپ سے سمایا ہوا ہے۔ کہیں کم اور کہیں زیادہ ہیں۔ ظاہری بھید دھوکا محض ہے۔ اسی طرح اس ساری سرشٹی میں تمام شریر بمانند آئینہ ہیں۔ اور پار برہم پرمیشور کا ان میں پرتی بمب پڑ رہا ہے۔ بمب (برہم ستا) ایک ہے اور ایک جیسی سمان روپ سے سب میں ویاپک ہے۔ کم و بیش ہرگز نہیں۔ ظاہر بین نظر میں جو تفرقہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ است ہے۔ دھوکا ہے۔ اب یوں جانو کہ چیتن ستا جو سب میں برابر ہے۔ سب جس کا او پانتر محض ہیں۔ جس سے سب ہیں۔ جس میں سب ہیں۔ اس کا اپریہ اور پریہ کہاں سے ہوگا۔ اس لئے اے ارجن۔ میرا نہ کوئی پیارا ہے۔ اور نہ کوئی غیر نہ کوئی اپنا ہے۔ نہ بیگانہ۔ لیکن ایک دلکشن بات ضرور ہے کہ جہاں میرے بھگت پریم سے میرا نام سمرن کرتے ہیں۔ میرا کیرتن اور بھجن کرتے ہیں وہ مجھ میں رم جاتے ہیں اور میں ان میں وشیش روپ میں پرگٹ ہوتا ہوں۔ اے ارجن۔ اس سے بھی مجھ پر طرفداری کا الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس قسم کا برتن ہوتا ہے۔ اس میں اتنی ہی شے سما سکتی ہے۔ جس سائیز کا آئینہ ہوگا اس میں ویسا ہی عکس پڑیگا۔ زیادہ شفاف اور بڑے شیشے میں عکس بھی زیادہ صاف اور بڑا ہوتا ہے اس میں صاحب عکس پر طرفدار ہونے کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ چونکہ بھگت لوگ اپنے انتہ کرن کو پریم کے پوتر جل سے اور کیرتن سمرن کے صابن سے شفاف کرتے ہیں۔ اپنے اہنکار کو جو چھوٹا بنانے والا ہے۔ بیچ سے ہٹا دیتے۔ تو اُن کا اپنا آپ بہت بڑا ویاپک روپ دھارن کر لیتا ہے جس سے ان کے انتہ کرن میں میرا پرتی بمب بہت صاف اور بڑا پڑتا ہے۔ یہی میرا ان میں وشیش روپ سے پرگٹ ہونا ہے ٥

مرے واسطے خلق یکساں ہے سب	نہ اس سے محبت نہ اس سے غضب
جو پوجیں مجھی کو بہ صدق و یقیں	میں ان میں ہوں اور وہ مجھ میں مکیں

دوہا۔ دُر آچار مجھ کو بھجے ۔ ہو اننیہ کے بھائے
تا کو تم سادھو گنو ۔ شبھ نشچے کے دائے (۹ - 30)

بھاوارتھ۔ اگر کوئی دُر آچاری بھی اننیہ بھاؤ سے مجھ کو نرنتر بھجتا ہے وہ سادھو ہی ماننے یوگیہ ہے۔ کیونکہ وہ یتھارتھ نشچے والا ہے۔

دوہا۔ بیگ ہوئے دھرماتما ۔ شانت لئے بہو بھائے
ارجن نشچے جان تو ۔ نہیں مو بھگت نسائے (۹- 31)

بھاوارتھ۔ اس لئے وہ جلدی ہی دھرماتما ہو جاہے اور شاشوت شانتی کو پاتا ہے۔ اے ارجن۔ تو نشچے پوروک ست جان کہ میرا بھگت نشٹ نہیں ہوتا۔
(شرح) اے ارجن۔ اس میں شک نہیں کہ جو پریمی بھگت میرا بھجن کرتے ہیں وہ مجھے پاکر نت آنند کو حاصل کرتے ہیں اور دوسرے دیوتاؤں کو پوجنے والے اور موڑھ لوگ بار بار جنم مرن روپی آواگون میں چکر کاٹتے ہیں۔ یہی میرا قانون ہے۔ اس میں کوئی طرفداری کی بات نہیں۔ بلکہ میری بھگتی کا پربھاؤ تم یہاں تک دیکھ لو کہ اگر کوئی منش دُر آچاری گرا ہوا نیچ بُدھی والا میری طرف مُکھ موڑلے اور اننیہ بھاؤ سے سچے دل سے میرا بھجن کرنا شروع کردے تو سمجھ لو اب اس کے تبدیل ہونے میں دیر نہیں لگ سکتی۔ کیونکہ وہ شبھ نشچے والا ہے اور اپنی بات کا دھنی ہے۔ جو ارادہ اس نے کیا ہے۔ اس کو ضرور پورا کرلیگا۔ تم اُسے سادھو ہی سمجھو وہ دُر آچاری نہیں رہ سکتا وہ بہت جلدی ترقی کرنے والا ہے۔ یہاں تک کہ معمولی جگیاسو سے پہلے وہ کامیابی کی منزل پر جا پہنچیگا۔ کیونکہ وہ پکے ارادہ والا ہے۔ وہ بہت جلدی دھرماتما ہو جاتا ہے اور کبھی ناش کو پراپت نہ ہونے والی شانتی اور خوشی کو حاصل کرتا ہے۔ اے ارجن۔ تو میرے کہے پر یقین کر میں سچ کہتا ہوں کہ میرے بھگت کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ سچے جگیاسو بھگت راستے سے بھٹک سکتے ہیں لیکن گمراہ ہو کر گر نہیں سکتے۔ کیونکہ سدا

روشنی کی طرف مُنہ کر کے چلنے والے کو اندھیرا کبھی دکھائی ہی نہیں دے سکتا۔ پگ ڈنڈی اور کچے راستہ والے مسافر تو راستہ بھول سکتے ہیں۔ ایک بڑی پکی شاہراہ پہ جانے والے کیونکر گمراہ ہو سکتے یعنی وہ گمراہ نہیں ہوتے

کوئی آدمی گرچہ بدکار ہے — مگر میرا دل سے پرستار ہے
اسے بھی سمجھ لے کہ سادھو ہے وہ — ارادے میں نیکی کے یکسو ہے وہ
وہ دھرماتما جلد ہو جائے گا — قرار و سکوں دائمی پائے گا
سمجھ لے مرا بھگت کنتی کے لال — نہ ہو گا فنا اور نہ پائے زوال

دوہا۔ ارجن سیوت مو ہے جو۔ پاپ جون جے ہوئی
تریا شودر ویش چھن۔ لہے پرم گت سوئی (32-9)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ استری ویش شودر اور پاپ یونی والے جو کوئی بھی میری شرن ہو جاتے ہیں وہ پرم گتی کو پا جاتے ہیں۔

دوہا۔ دوج پنیت ار بھگت ور۔ راج رکھ سُکھ بجائے
سکھ انتیہ یا لوک کو۔ مو کو بھج چت لائے (33-9)

بھاوارتھ۔ پھر پنہ شیل براہمن اور راج رشی بھگت جن پرم گتی کو پراپت ہوتے ہیں۔ اس میں کہنا کیا ہے۔ اسلئے تو سکھ رہت کھشن بھنگر شریر کو پا کر نت میرا ہی بھجن کر۔

(شرح) اے ارجن۔ میری بھگتی کی اور مہما سنو۔ ویدوں کے پٹھن پاٹھن میں ادھکار دیکھا جاتا ہے۔ یگیوں میں سب کو ایک جیسا حق حاصل نہیں۔ دُنیا کے تمام کاموں میں بھید رہتا ہے۔ لیکن بھگتی روپی گنگا میں اشنان کرنے کا سب کو ادھکار ہے۔

استری ہو۔ ویش ہو۔ شودر یا پاپ جونی والا منش ہو۔ جو میرا سیون کریگا۔ بھگتی کا آسرا لےگا۔ وہ ضرور ہی پرم گتی کو پراپت ہو گا۔ اس میں سندیہہ نہیں۔ جب یہ حال ہے تو پھر اگر دوجنما پنہ کرم کرنے والے برہمن اور کھشتری گھرانے کے راج رشی لوگ اگر پرم گتی کو پراپت ہوں تو اس میں اشچریہ کی کونسی بات ہے یا یہ کوئی اتی کتی (مبالغہ) نہیں ہو سکتا۔ تم بھی او تم کل کے کھشتری ہو۔ پنہ شیل ہو اور بُدھمان اور ودوان ہو۔ اس ناشوان شریر کے انتیہ سکھوں کو دیکھتے ہوئے تمھیں چاہیئے کہ تم نت نرنتر میرا بھجن کرو۔ میرا چنتن کرو۔ میرا سمرن کرو۔ میری چرچا کرو۔ میری سیوا کرو۔ پوجا کرو۔ مجھے پیار کرو۔ ہر جا ہر شے میں ہر وقت میرے درشن کرو مجھی سے ملنے کی چاہ کرو۔ تم ضرور مجھے پالو گے اور پرم گتی کو پاکر آنندت ہو گے۔

بشر پاپ کے پیٹ سے ہو کوئی	وہ ہو شودر یا ویش یا استری
تجھے آسرہ جب بنائے گا وہ	تو اعلےٰ منازل پر جائے گا وہ
مقدس برہمن کا رتبہ نہ پوچھ	رشی راج بھگتوں کا درجہ نہ پوچھ
تجھے دُکھ کی دُنیائے فانی ملی	تو کر سچے دل سے پرستش مری

دوہا۔ ہے گو بھج تج نمر ہوئی۔ موہی میں من راکھ
ایہی جگت تو موہے مل۔ ہہ پرسن ابھلاکھ (9-34)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ تو مجھ میں من والا ہو۔ میرا بھگت ہو۔ میرا بھجن کرنیوالا ہو اور مجھ کو نمسکار کر۔ اپنی آتما کو مجھ میں ایکی بھاؤ کر کے میرے پرائن ہوا تو یقیناً مجھے پراپت کر لیگا۔

(شرح) ست پرشوں نے اکثر وچنوں دوارا ایسا بیان کیا ہے کہ جب تک منش کو دیہہ میں آتم ابھمان ہو۔ اور اودیت پد میں نشچہ پختہ نہ ہو اس وقت تک اپنے آپ کو جیو

اور شریر کے اندر جو پر کاشک گیان اور چیتن شکتی ہے اس کو ایشور پرماتما کر کے جانے سب کام اسی شکتی کے حکم کے اندر دیکھے۔ اپنے آپ کو ناچیز جانے۔ اور عاجزی سے ایشور کی بھگتی میں تت پر رہے۔ نام کا سمرن کرے۔ سروپ کا چنتن اور دھیان کرے۔ بھگوان شری کرشن نے ادویت تتو کا گیان اُپدیش کر چکنے پر ارجن کو اترپت پایا تو ان کو یقین ہو گیا تھا کہ ارجن کے نشچے میں ادویت کی بات جمی نہیں۔ اسی لئے وہ اس سے آنندت نہیں ہوا۔ اس کے سارے شک دُور نہیں ہوئے۔ اسی لئے انھوں نے بھی آہستہ آہستہ دویت کا اُپدیش دینا شروع کیا۔ اپنے شدھ برہم سروپ کی دیا کھیا کرتے کرتے اُنھوں نے مایا اُپہت ایشور سروپ کا ورنن کرنا آرنبھ کر دیا۔ اور جیوں سے کیجانے والی پوجا کے انیک پرکار کا ورنن کیا اور اُن کا آپس میں بھید بھی بتایا۔ اپنے پوجاریوں کو دیوی دیوتاؤں کے اُپاسکوں سے بہت بہتر بتایا۔ کیونکہ وہی مکتی آنند کا لابھ کر پاتے ہیں۔ دوسرے نہیں۔ اس کے ساتھ ہی اپنی بھگتی کی مہما بیان کرتے ہوئے اس کو اتنا سُلبھ بنایا کہ اول تو اس میں کوئی ادھکار بھید نہیں۔ استری ویش شودر اور پاپی جو بھی بھگتی کا آسرہ لیتا ہے۔ پرم گتی کو پاجاتا ہے۔ برہمنوں اور راج رشی بھگتوں کا کہنا ہی کیا ہے۔ ان کیلئے بھگتی کے ذریعہ مکتی لابھ کرنا بالکل آسان ہے۔ اس لئے انھوں نے کہا اے ارجن۔ تو کشتری ہے۔ دوجنما ہے۔ یہ سنسار ناشوان ہے۔ اس کے بھوگ انتیہ ہیں۔ یہ شریر جو تم کو ملا ہے۔ نا مکمل ہے اور گھڑی گھڑی ناش کی طرف جارہا ہے۔ مرتیو کس وقت اسے لقمہ بنالے۔ اس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اس لئے تو سچے دل سے میری اُپاسنا میں لگ جا۔ تاکہ تو شوک اور موہ سے پار ہو جائے۔

نویں ادھیائے کے اس آخری شلوک میں بھگوان نے انتیہ بھگتی کا نچوڑ نکال کر رکھ دیا ہے۔ انھوں نے کہا۔ اے ارجن۔ تو اس پرکار یتن کرتا کہ تیرے تمام سنکلپوں کا کیندر میں بن جاؤں۔ تیرا من ہر وقت میرے تصوّر میں رہے۔ وہ دوسری طرف جانے نہ پاوے۔ تو مجھ سے اس قدر اٹوٹ گہرا پریم کر۔ کہ تیرے من کو میرے سمرن اور چنتن بغیر چین نہ آوے۔ اس طرح سے تو نت میرا بھجن کرنے والا ہو۔ اپنے آپ کو تچھ عاجز جان۔ مجھ کو سب کچھ کرتا ہرتا خالق مالک سمجھ۔ ایسا جان کر میری بھگتی کر میرا بھجن کر اور ہر طرف مجھے نمسکار کر۔ اس طرح تو جب میرے پرائن ہو گا تو ضرور ہی مجھے پراپت ہو گا ؎

جما دھیان مجھ میں ہو مجھ پر فدا — تو کر یگ تو میرے لئے سر جُھکا
اگر یوگ میں دل لگائے گا تو — میں مقصود ہوں مجھ کو پائے گا تو

راج ودیا راج گوہیہ نامی نواں ادھیائے سماپت ہوا۔

دہلی: $3\frac{2}{60}$

دسواں ادھیائے

بھگوان نے کہا۔ اے سکھے۔ ساڑھے تین ہاتھ کا شریر دھارن کر کے پرانی موہ کو پراپت ہو جاتے ہیں۔ اس موہ کی وجہ سے ان کی درشٹی الٹی اور گیان وپریہ ہو جاتے ہیں۔ جس سے وہ اپنے آپ کو شدھ آتما نہ جان کر انا تما دیہہ ہی سمجھنے لگتے ہیں۔ دیہہ کے دکھوں سکھوں سے دُکھی سکھی ہوتے ہیں۔ اسی دیہہ کو نت بنائے رکھنے کا یتن کرتے ہیں۔ لیکن ان کو نراشا ہوتی ہے۔ جب ہر روز اپنی آنکھوں کے سامنے بے شمار شریروں کو شانت ہوا دیکھتے ہیں۔ جس سے اُن کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی شوک نت ہی وہاں آ کر ڈیرہ لگا لیتا ہے۔ اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ منش کے جیون میں موہ (اگیان) کے کارن ہی شوک اُتپن ہوتا ہے۔

وچار کی درشٹی سے شوک کی نورتی کے لئے اگیان کا دُور ہونا ضروری ہے۔ اگیان کیا ہے۔ یہ اوپر کہا گیا ہے کہ اپنے آپ کو جُوں کا توں نہ جاننا۔ بلکہ اَور کا اَور جاننا آتما کو نہ جان کر اپنے کو شریر ماننا یہی اگیان ہے۔ چونکہ اگیان کا درودھی گیان ہے۔ جس طرح اندھیرے کا درودھی پرکاش ہے۔ جہاں پرکاش آتا ہے اندھیرا سوئم ہی بھاگ جاتا ہے۔ اسی طرح جہاں گیان آیا۔ اگیان دُور ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ یہاں گیان سے مراد برہم گیان یا آتم ودیا سے ہے۔ میں ست چت آنند روپ برہم ہوں۔ شریر جو کہ است جڑ اور دُکھ روپ ہے اس سے میرا کوئی سمبندھ نہیں۔ میں آتما ہوں نہ میں شریر ہوں نہ میرا شریر ہے۔ میں سدا اپنے آپ میں قائم نت شدھ بودھ سروپ ہوں۔ دُکھ سکھ، جنم مرن۔ اتیادی تمام دوندوں سے آزاد ہوں۔ مجھ میں بندھن کوئی نہیں۔ نہ موکش ہی چاہتا ہوں۔ یہ گیان ہے۔

اے ارجن۔ اس گیان کو اپنانا ہر یک کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اکثر لوگوں کو اس گیان

کا شرون (سُننا) بھی میسر نہیں ہوتا۔ بہت سے سُن کر اسے سمجھ نہیں پاتے۔ لہذا اُن کا سُنا بھی اَن سنا ہوتا ہے۔ بہت اس کو سُنکر اس کے قائل ہو جاتے ہیں۔ لیکن پورا منن نہ کرنے پر اُن کا یقین یا نشچے درڑھ نہیں ہو سکتا جو محنت کر کے اس گیان کو یقین میں تبدیل نہیں کر لیتے ہیں۔ وہ سب اس کو اپنے جیون میں ڈھالنے سے محروم رہتے ہیں۔ انہی اصولوں کو اپنی زندگی میں سچے ہردے سے اپنانا ذرا کٹھن معلوم ہوتا ہے۔ مشکلات کے ڈر سے وہ اکثر اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ اس لیے یہ راستہ چھُرے کی دھار کی طرح تیز کہا گیا ہے اور بہت تھوڑے لوگ اس پر کامیابی سے چل پاتے ہیں۔ جن کے ہردے شدھ ہیں۔ انتہ کرن صاف ہیں۔ انہی کے واسطے یہ راستہ مخصوص ہے۔

اے ارجن۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جن کے انتہ کرن شدھ نہیں ہوئے۔ جن کے من میں اچھّا اور واسنا نے گھر کر رکھا ہے۔ جو نت ہی موہ مایا کے جال میں گرفتار رہ کر نڈھال سے ہوئے رہتے ہیں۔ مگر ان کو دُکھ کا احساس ہے۔ بندھن کو دُور کر نیکی اور نت سکھ کو پراپت کرنے کی ان کو درڑھ اِچھّا رہتی ہے۔ ان کیلئے ہمارے رشیوں نے اُپاسنا کا مارگ بتلایا ہے۔ اسلئے جو لوگ میرے گیان کے ادھکاری نہیں وہ میری اُپاسنا میں لگ جائیں تو مجھے جو سگُن کا ساگر ہوں پراپت کر سکتے ہیں۔ میں نے تمھیں سب سے پہلے گیان کا ہی اپدیش دیا تھا اور گیانوان کی استھتی بتلائی تھی۔ اس گیان کے آدھار پر سنسار میں وچرنے اور کرم کرنے کی بنتی کا بھی ورنن کیا تھا جس سے تمہارے شک بڑھ گئے۔ تم نے گیان اور کرم کو دو بھِن مارگ سمجھ کر پرشن کئے۔ میں نے مثالیں دیکر تم کو سمجھانے کی کوشش کی کہ سنیاسی (گیان) اور کرم پنڈت لوگ ایک ہی سمجھتے ہیں۔ نیز انتم لکش یا پھل دونوں کا ایک ہی ہے۔ مگر تمہارا ہردے اتنے سے شانت نہ ہوا جان کر میں نے چھٹے ادھیائے سے اُپاسنا کا اُپدیش شروع کر دیا تھا جو کہ اب تک چل رہا ہے۔

اُپاسنا بلحاظ لفظی معنی نزدیک بیٹھنے کو کہتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں اپنے اِشٹ

دیوتا کے زیادہ سے زیادہ قریب ہونے کا مارگ اُپاسنا کہلاتا ہے۔ اسی کے انتر گت یوگ از ہر قسم بھگتی۔ کرم اور گیان کا ایک انگ شامل ہیں۔ ویدوں کے جانکار دو پرکار کی اُپاسنا بتلاتے ہیں۔ ایک اہنگرہ اُپاسنا۔ دوسری پرتیک اُپاسنا۔ پہلی قسم کی اُپاسنا گیان کا انگ ہے۔ سروپ گیان کو پستک اتھواست سنگ یا گوروجنوں سے جان کر۔ نشچہ کو درڑھ کرنیکی خاطر جو سادھک ندھیاسن میں لگ جاتا ہے۔ نت ہی اہم برہم اسمی۔ ایم آتما برہم۔ سروم کھلودم برہم۔ وغیرہ ان مہاواکیوں کے غرض ومعنی پر گہرا وچار کرتا ہے۔ بار بار اپنے برہم سروپ کو یاد کرتا ہے۔ اور شووہم کا نعرہ بلند کرتا ہے۔ وہ سادھک اہنگرہ اُپاسنا کرنے والا کہا جاتا ہے۔ اس اُپاسنا کا ادھکار پانے کیلئے پرش کا ویراگیہ وان۔ دویکی۔ وچار شکتی سمپن اور شبھ گنوں کو دھارن کرنا ضروری ہے۔ اس کا ہردے سرل من شانت اندریہ سنیم میں اور شریر سوستھ ہو۔ کھانے پینے کی چنتا نہ ہو۔ جینے کی لالسا نہ ہو اور مرتیو سے بھے نہ ہو۔ خود اعتباری اُسے حاصل ہو اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی اس میں شکتی ہو۔ دوسروں کا آشرہ ڈھونڈھنے والا نہ ہو۔ دُکھ سکھ مان اپمان بھوک پیاس کو برداشت کرنیکی طاقت رکھتا ہو۔ علم دوست ہو۔ حلیم اور نرم ہو۔ نیم کا پالن کرنیوالا ہو۔ آلسی بالکل نہ ہو۔ عالموں پنڈتوں مہاتماؤں و دیگر بزرگوں کو مان اور ستکار دینے والا ہو۔ ایسا پرش ہے ارجن۔ اُدتم ادھکاری ہوتا ہے۔ وہی گیان کے وچار مارگ پر چل سکتا ہے۔ اسی کیلئے اہنگرہ اُپاسنا پھلدائیک ہوتی ہے۔

بھگوان نے کہا۔ ارجن۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ عام لوگ جو اہنگرہ اُپاسنا کے ادھکاری نہیں۔ انہی کیلئے اُپاسنا کا دوسرا ڈھنگ یعنی "پرتیک اُپاسنا" مقرر کیا گیا ہے پرتیک دراصل نشان کو کہتے ہیں۔ ایشور کا کوئی نشان یا چِن مقرر کرکے اگر اُپاسنا کی جاوے تو وہ پرتیک اُپاسنا کہلاتی ہے۔ پرتیک اُپاسنا کا بہت بڑا کھشیتر ہے اور اب تم کو اسی کھلے میدان کی پُر سرور فضا کی سیر ہم کرائیں گے۔ اس اُپاسنا کے بھی دو بڑے انگ ہیں۔ ایک کو نرگن اور دوسری کو سگن اُپاسنا کہتے ہیں۔ ہم منش ۵ گیان اندریاں رکھتے ہیں جن کے ذریعہ باہر کا

گیان ہم کو ملتا ہے اور وہ گیان شبد سپرش روپ رس اور گندھ ان ۵ شکلوں میں ہی ہو سکتا ہے۔ جب اُپاسنا کیلئے ہم کسی دستو کو مقرر کرتے ہیں جو گنوں کی حد کے اندر ہے اور ہماری گیان اندریوں میں سے کسی ایک کا وشئے ہو سکتی ہے۔ اس اُپاسنا کو سگن کہتے ہیں۔ جب کسی وستو وشیش کا آشرہ نہیں لیتے اور پرمیشور کے محض گنوں کا ہی تصوّر کرتے ہیں تو وہ اُپاسنا نرگن کہلاتی ہے۔

اے بھائی۔ خالص نرگن اُپاسنا تو بہت مشکل بلکہ عام درجہ کے انسان کیلئے ناممکن ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ سگن اُپاسنا کے ذریعہ نرگن میں ادھکار مل جاتا ہے۔ مثال کے طور آپ یوں جانیں کہ تمام یوگ از قسم راجیہ یوگ۔ ہٹھ یوگ۔ منتر یوگ۔ شبد یوگ یا نادیوگ وغیرہ تمام نرگن اُپاسنا کے انترگت ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ ان میں بھی سادھک کو کہیں روپ کا اور کہیں شبد کا یا کہیں گندھ کا اور کہیں رس کا آشرہ لینا ہوتا ہے جو اونکار (اوم) کا جپ یا دھیان کرتے ہیں۔ یا کسی دیگر منتر کی سادھنا کرتے ہیں۔ ان کے لئے اوم یا منتر ہی ایشور کا پرتیک ہے۔ کیونکہ ایسے سادھکوں کو یہی سکھلایا جاتا ہے کہ اوم ہی پرماتما کا مکھ نام ہے۔ اوم ہی سوئم پرماتما ہے نام اور نامی میں بھید نہیں ہوتا۔ اس لئے جب تک اوم یا منتر کا آشرہ ہے۔ منش سگن اُپاسنا کرتا ہے۔ جب ان شبدوں اور منتروں سے بے نیاز ہوتا ہے تبھی وہ نرگن اُپاسک ہو سکتا ہے سچ پوچھو تو اے ارجن۔ نرگن میں کوئی اُپاسنا بن نہیں آتی۔ اُپاسنا دویت میں ہو سکتی ہے۔ جب تک اُپاسیہ اور اُپاسک کا بھید قائم ہے اور یہ گنوں کی حد کے اندر ہی ہے۔ جونہی منش گنوں سے اوپر اٹھا کہ تمام بھید بھاؤ سماپت ہو جاتے ہیں۔ نرگن کے بھویہ مندر میں سوائے آکاش (چدآکاش) کے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ وہاں خموشی طاری ہو جاتی ہے۔ دویت نام کو بھی نہیں ملتی۔ کون پوجیہ اور کہاں کا پوجاری۔ اس کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ ایسی الوہیم دشا میں بھلا اُپاسنا کیسی ہو سکتی ہے۔ اس لئے نرگن اُپاسنا کا تو محض ایک ہٹھ ہی ہے۔ یا یوں کہئے کہ سگن اُپاسنا کا پھل نرگن اُپاسنا ہے اور نرگن اُپاسنا وہ اوستھا ہے جس میں منش پرم برہم جو کہ تمام گنوں سے پرے یعنی اوپر ہے اس کے نزدیک تر ہو جاتا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اپنی خودی کو اس میں

گم کر دیتا ہے جس کو موکش کہتے ہیں۔

اے ارجن۔ سگن اُپاسکوں کے بھی انیک ڈھنگ ہیں۔ جو جو روپ ہمیں اس اپار سرشٹی میں نظر آتے ہیں۔ ان میں کسی روپ میں بھگوان کی کلپنا کر کے اس کی پوجا ارچن ہی ایک پرکار ہے جس کا رواج آجکل زیادہ تر مندروں گرجا گھروں وغیرہ میں دیکھا جاتا ہے۔ ہماری کلپنا میں بھگوان وہ منش روپ میں ہو سکتا ہے جو عام انسانوں سے شکتی گتی میں بڑھ چڑھ کر ہو۔ اسی لئے وقتاً فوقتاً اس پرتھوی پر جب جب ادبھُت شکتی والے مہاپرش ہوئے ہیں۔ دُنیا نے ان کو بھگوان کہہ کر ان کی پوجا اور سیوا کی ہے اور آج ان کے نام کے مندر اور مورتیاں موجود ہیں۔ اور ان کی اُپاسنا کا پھل ہی موکش بتلایا گیا ہے۔ اس مارگ کو بھگتی کہتے ہیں۔ جو کئی پرکار کی ہے۔ لیکن ان میں سے پریم بھگتی کا مارگ اُتم ہے۔ اے سکھے۔ تو میرا پریمی ہے۔ اس لئے میں یہ سارے گپت راز تمہارے اوپر کھول رہا ہوں۔ کیا تم نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگ مورتی کو پوجتے ہیں اور کچھ کتاب کو پوجتے ہیں۔ دوسرے پیپل تُلسی آدی پیڑوں کو پوجتے ہیں تو کچھ گائے وغیرہ جانوروں کو اور کچھ ایسے بھی لوگ دیکھنے میں آتے ہیں جو سانپوں کی بھی پوجا کرتے ہیں۔ کیا تم نے اس پر کبھی وچار کیا ہے کہ ان سب کا آخری منتوّیہ کیا ہے۔ کیا تو نے کسی ست پرش کے پاس بیٹھ کر یہ سوال کیا ہے۔ یہ (سرشٹی) کیا ہے۔ میں کون ہوں۔ میرا اس سے کیا سمبندھ ہے۔ اور میرا کرتویہ کیا ہے۔

پیارے۔ میں نے حال ہی میں تم کو "کرم" اور "وکرم" کا حال کھول کر بتایا تھا اور پھر ان کے طفیل اکرم دشا کیسی ہے اور کیونکر پراپت ہوتی ہے۔ یہ بھی بتلایا تھا۔ دھیان یوگ جپ یوگ بھگتی ابھیاس ویراگ اور سمرپن روپی سادھن بھی تم سے کہے تھے۔ کیا یہ سب تم کو یاد ہیں۔ میں نے تم کو کہا تھا۔ کہ مجھ میں من والا ہو میرا بھگت ہو۔ میرا یجن کر اور مجھ کو نمسکار کر میرے پرائن ہو تو مجھے ہی پراپت ہو گا۔ کیا تو نے اس کا بھاو بھلی پرکار سے جان لیا ہے اے پریمی میں تیرے ہت کیلئے بار بار کہتا ہوں۔ دھیان سے سنو۔ میں تمہارے پریم سے پرسن

ہوں۔ تمہاری ہر خواہش کو پوری کرنا چاہتا ہوں۔ تم کو میں اپنے سروپ کا گیان دیکر اسی
رنگ میں رنگ دینا چاہتا ہوں۔ تو مجھ میں داخل ہو کر ایک ہو جا۔ ہم پہلے سے بھی ایک ہیں۔
لیکن درمیان میں ارجن کرشن روپی ناموں کی دیوار جو حائل ہو گئی ہے۔ میں اس کو ہی ہٹانے کا
پریتن کر رہا ہوں تاکہ تو بھی وہی انوبھو کر سکے جو میں کر رہا ہوں۔ میں اپنے سروپ کو واضح کر کے
بیان کرنے والا ہوں۔ اس لئے بار بار کہتا ہوں کہ تم سادھان ہو جاؤ اور سمادھانتا پورک
شروع کرو۔

پریم پونیت جگیاسو راج ارجن نے دونوں ہاتھ جوڑ لئے اور نمر ہو کر سر کو جھکا لیا۔
اس کی دونوں آنکھیں پریم اشروں سے بھرپور تھیں۔ ہردے گدگد ہو رہا تھا۔ شریر میں پلکاولی
سے تھرتھراہٹ دکھائی دے رہی تھی۔ شری چرنوں پر لوٹ پوٹ ہونا ہی چاہتا تھا کہ اس
پریم ساگر پتیت پاون پرم یوگیشور نے جھٹ سے اٹھا لیا اور بغلگیر کر کے گدگد پریم بانی سے
یوں گویا ہوئے۔ اے ارجن میں جانتا ہوں۔ پریم آنند کی باڑھ کے کارن تم بول نہیں پاتے۔
لیکن تمہارے ہردے کے بھاؤ میرے اندر بھی موجزن ہو رہے ہیں۔ ہمارا دل بھی اسی باڑھ میں
بہا جا رہا ہے۔ ہم نہیں جانتے ہم کہاں ہیں اور کیا کہنے جا رہے تھے۔ اس میں کسی کا دوش نہیں
ارجن۔ پریم کی دھارنا ہی ایسی ہے۔ اس جادوگر پریم کو دویت مطلق برداشت نہیں ہو سکتی۔
آج پریا بھگتی میں استغراق کی وہ دشا ہو رہی ہے جس کی مثال اس سمست سرشٹی میں کم ہی
مل سکتی ہے۔ جس طرح گائے شام کو گھر واپس آ کر بچھڑے کو نہایت پریم سے بے سدھ ہو کر ادھر
ادھر سے چاٹتی ہے۔ جس طرح ایک ماں پیار بھری درشٹی سے اپنے بچے کو بار بار چھاتی سے
لگاتی ہے اور بالکل گائے کی طرح اس کو چومتی ہے اور اس کی بلائیں لیتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے
ماحول سے بھی بے خبر ہو جاتی ہے۔ بعینہ یہی حال آج بھگت اور بھگوان کے ملن کا ہو رہا ہے
ارجن کی ادھ کھلی ادھ ملی آنکھیں۔ درشٹی اوپر کی اور چڑھی ہوئی بے سدھی میں سر بھگوان
کے کندھے کا آسرے لئے ہوئے اور شریر بھگوان ترلوکی ناتھ کے آلنگن میں۔ پرکرتی ماتا دھنیہ

دھنیہ شبد کرنے لگی۔ دیولوک سے پھولوں کی ورشا ہونے لگی۔ جس سے بھگوان کی آنکھ کھل گئی ان کی پریم سمادھی ٹوٹ گئی۔ دونو پریمی دومنٹ کیلئے خاموش کھڑے رہے۔ ارجن نے پھر ہاتھ جوڑ کر نمسکار کیا اور سر جھکایا۔ مُنہ سے وہ کچھ بول نہیں سکا۔ لیکن اس کا مطلب بھگوان سمجھ گئے کہ اُپدیش جاری رکھا جاوے۔ اس لئے بھگوان نے فوراً ہی اپنے آپ کو سترک کر کے یوں کہنا شروع کیا۔

دوہا۔ پرم وچن میں کہوں سن ارجن چت لائے
ہو پرسن تو سو کہوں تیرو چت کے بھائے (۱۵- ۱)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ تو میرے رہسیہ یکت وچن شرون کر۔ میں تجھ اننیہ پریمی کے ہت کی اِچھا سے کہونگا۔

دوہا۔ دیو رِکھ نہیں جانے ہیں۔ مو اُتپتی میت
دیو رکھن کی آدہوں۔ نت ہی ہت پونیت (۱۵ - 2)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ دیوتا اور رشی لوگ بھی میری اُتپتی کے رہسیہ کو نہیں جانتے کیونکہ میں سر دپرکار سے دیوتاؤں اور رِشوں کا آدی کارن ہوں۔

(شرح) بھگوان نے کہا۔ ارجن۔ تم میرے اننیہ بھگت ہو اور میرے پریم کے پاتر ہو۔ میں تم پر پرسن ہوں اور تمہارا ہت ہی لکھ رکھ کر کہتا ہوں۔ میرے وچن سنو۔ یہ پرم پاون۔ سُکھ کر اور شانتی پردان کرنے والے ہیں۔ میں نے جو تم کو سمرپن بُدھی کا اپدیش کیا تھا۔ مجھ میں من والا۔ میرا بجن کرنیوالا اور مجھے نمسکار کرنیوالا ہو ایسا کہا تھا۔ اس سے خواہ مخواہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ میں کون ہوں۔ کیسا ہوں۔ میرا ست سر دپ کیا ہے۔ جب تک تم میرے سردپ کو نہ سمجھو گے میرے اپدیشن پر عمل کیونکر کر سکتے ہو اس لئے میں خود ہی

تمہاری شنکا نوارن ارتھ اپنا واستوک سروپ تمہارے سامنے ورنن کر رہا ہوں اے ارجن۔ تمھیں یہ تو مان لینا چاہیئے کہ میں سب کا آدی کارن ہوں۔ میرا کوئی کارن نہیں۔ میں سب سے پہلے ہوں۔ مجھ سے پہلے نہ کوئی ہوا نہ ہے اور نہ ہوگا۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ میں سارے سنسار کا ماتا پتا اور دادا ہوں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ میں ہی سبُ کا مہا کارن یعنی نمت کارن اُپادرن کارن یا سمواے کارن ہوں۔ یہ سب کچھ مجھ سے ہیں۔ مجھ میں قائم ہیں۔ اور مجھی میں لین ہوتے رہتے ہیں۔ جس طرح چمٹا (سنڈسی) جس ہاتھ میں پکڑا ہوتا ہے اسی ہاتھ کو پکڑ نہیں سکتا۔ اسی طرح مجھ آدی کارن کو سنسار کا کوئی پرانی خواہ وہ کتنا ہی بُدھیمان ہو مجھے بھلی پرکار نہیں جان سکتا۔ تمام بھوت پرانیوں میں دیوتا اور رشی منی بہت اونچا درجہ رکھتے ہیں لیکن یہ بھی مجھے اور میری اُتپتی یعنی پرگٹ ہونے کے راز کو نہیں جان سکتے۔ میں سوئم ہی اپنے کو جان سکتا ہوں اور جانتا ہوں۔ دوسرے کی یہاں گم نہیں۔

اے دوست۔ کہیں یہ غلطی نہ کر بیٹھنا کہ ہمیں شریر ماتر ہی سمجھنے لگ جاؤ میں جو شدھ ایک، اودیت اننت دیش کال وستو کی حد سے پرے ہوں۔ اُسے تم ساڑھے تین ہاتھ کے مٹی کے پنجرے میں محدود اور قید مان لو۔ ہم بڑے سے بڑے ہیں اور چھوٹے سے چھوٹے بھی ہیں۔ لیکن ہم یہ ہیں۔ اس طرح "ادم" (یہ) کرکے تم ہمیں محدود نہیں کر سکتے۔ ہم سب طرف مکھ والے سرب روپ ہیں۔ تمام شریروں میں جیون شکتی سب پرانیوں میں گیان شکتی۔ تمام چراچر میں جیتا اور ستا ہم ہی تو ہیں۔ جس طرح سارے درخت میں رس اوت پروت ہے اور وہی اس کے انیک روپوں میں پرگٹ ہو رہا ہے اسی طرح ہم بھی سنسار روپی برکش کے رس ہیں۔ ہم سے دیاپ رہو جگ سار وستھا اور جنگم میں انیک روپ دھارن کرکے

ہم ہی لیلا کر رہے ہیں جس کو ۔ ہم تو جانتے ہیں اور کوئی نہیں جانتا ہے

سخن سنج بھگوان پھر یوں ہوئے ۔ کہ سن اے قوی دست پیارے مرے
یہ اعلےٰ سخن پھر بتاتا ہوں میں ۔ بھلائی کا رستہ دکھاتا ہوں میں
ہوئے دیوتا مہرشی جس قدر ۔ میری ابتدا سے ہیں سب بے خبر
مجھی سے ہے سب دیوتاؤں کی بود ۔ ملا مجھ سے ہر مہرشی کو وجود

دوہا ۔ اج اناد جگدیش پُن ۔ موکو لکھے جو کوئی
سب سے گیانی وہ بڑو ۔ پاپن ڈارت دھوئی (۱۰ - 3)

بھاوارتھ ۔ جو مجھے اجنما نادی اور لوکوں کا مہان ایشور جانتا ہے وہ منشوں میں گیانوان پرش سب پرکار کے پاپوں سے مکت ہو جاتا ہے ۔
(شرح) گوسائیں تلسی داس جی نے کہا تھا "دیا دھرم کا مول ہے پاپ مول ابھمان" یعنی پاپ کا مول (جڑ) ابھمان ہے ۔ ابھمان سے مراد دیہہ آتم بدھی ہے ۔ یعنی اپنے آپ کو شریر محض ہی ماننا اسی کو اگیان کہتے ہیں ۔ لہذا اگیان ہی سارے پاپوں کی جڑ ہے ۔ اسی آشے کو سوامی رام نے اس طرح پرگٹ کیا ہے

پاپ کیا ہے ۔ گناہ کتنے ہیں ۔ داخل جہل سارے فتنے ہیں
آتما جسم ہی کو ٹھہرانا ۔ بوٹا پاپوں کا یہ ہے لگوانا

مطلب یہ کہ جسم کو آتما ماننا سب سے بڑا پاپ ہے ۔ یا تمام گناہوں کا یہی بیج ہے ۔ سارے گناہ اگیان سے ہی پیدا ہوتے ہیں ۔

اسی لئے بھگوان ارجن سے کہہ رہے ہیں کہ جو لوگ مجھ پر برہم سروپ کو محض ایک جسم سمجھتے ہیں وہ بہت بڑی غلطی کرتے ہیں اور اپنے آپ (آتما) کو بھی اگر وہ ایک شریر ہی مانتے ہیں تو وہ اگیانی مورکھ سارے پاپوں کی جڑ اگیان کو ہی اپنے ہردے میں لگا رہے
ہے اگیان

ہیں جس سے خلاصی بڑی محال ہوگی۔ اپنے آپ کو شریر ماننا کیونکر پاپ ہے۔ اگر تم یہ شنکا
کرو تو میں اور زیادہ واضح کرتا ہوں۔ سنو اپنے کو اور کا اور ماننا ہی اگیان ہے۔ ٹھیک ٹھیک
نہ جاننے کو اگیان کہتے ہیں۔ اس اگیان کی وجہ سے ہی منش میں دیہ آتم بدھی (میں دیہہ ہوں)
پیدا ہوتی ہے۔ جب اپنے کو شریر مان لیا تو پھر لامحدود سے محدود ہوگیا۔ پورن سے اپورن
ہوگیا۔ شریر کی خامیوں اور کمیوں کو اپنی کمیاں اور ضروریات محسوس کرنے لگا اور ان کمزوریوں
کو دُور کرنے کیلئے اچھا اور واسنا اُٹھنے لگیں۔ جن سے من باہر مکھ ہوکر وشیوں میں بھرمن کرنے
لگا۔ کہیں کہیں وشیوں کی پراپتی میں سکھ بھوگ کر ان کے راگ میں گرفتار ہوگیا اور اپنے آپ
کو بھول کر ساری عمر انہی بھوگوں کی پراپتی کیلئے تگ و دو کرتا ہوا راگ دویش کے چکر میں پڑ کر
اتم پت ہی رہتا ہوا شریر کو ناش کر دیا۔ ساری آیو میں پل بھر کا سکھ یا چین اس کو نصیب نہیں
ہوا۔ اپنے آپ کو سکھی کرنے کیلئے دوسروں کے سکھوں پر ڈاکہ ڈالا۔ بھائی بندوں کے حقوق کی
پرواہ نہ کی۔ آنکھوں پر خود غرضی کی پٹی باندھ کر بہت ساز و سامان اکٹھا کیا۔ گویا یہ سب پاپ کی
گٹھری ہی باندھ لی۔ اور جب انت کا سمے آیا تو مرتیو شیا پر انوبھو ہوا۔ یہ سب یہاں ہی رہ
جاویں گے۔ میں اکیلا ہی جا رہا ہوں۔ جب ساری زندگی کی کرتوت فلم بن کر آنکھوں کے
سامنے ناچنے لگی تو اس وقت اندر ہی اندر کف افسوس ملنے لگا۔ آنسو بہانے لگا۔ گلا رک گیا
اور اسی پیچ و تاب میں دم نکل گیا۔ یہ ایک عام سنساری کا نقشہ زندگی ہے۔ جو کہ پاپ مے
ہے اسی واسطے بھگوان نے اگیان کو پاپوں کی جڑ کہا ہے۔

انھوں نے کہا۔ اے ارجن۔ جو منش تجھے شریر ماتر نہ جان کر پرم ستّا چیتن جوت۔
جو نت ہے جس کا کبھی جنم نہیں ہوتا۔ موت کی کبھی جو موت ہے۔ جس کا آد۔ مدھ اور انت
کوئی نہیں ہے۔ اس لئے جس کو ویدوں نے انادی اور اننت کہا ہے اور تمام برہمنڈ کا
لوک کا مالک (آدی کارن)۔ ایشوروں کا ایشور (پرمیشور) مانتے ہیں۔ وہی ٹھیک ٹھیک
جانتے ہیں۔ وہی منشوں میں سریشٹھ گیانی ہیں۔ انھوں نے میرے سروپ گیان کو پراپت

کرکے گویا تمام پاپوں کی جڑ اگیان کو ناش ہی کر دیا ہے۔ پاپ اُن کو چھو تک نہیں سکتے۔
اس لئے اے متر تو بھی مجھے ایسا ہی جاننے کا یتن کر۔

اس دیگیانک یگ میں جہاں علم کی روشنی میں منشوں کی عقل کی آنکھیں چوندھیا رہی ہیں۔ کچھ پڑھے لکھے اس سادہ سی سچائی کو سمجھ نہیں پاتے۔ کہ گیانی کیونکر پاپوں کو ترجاتا ہے اور ہندو شاستروں کے ان واکوں پر مذاق اُڑاتے ہیں۔ سنسکاری نہ ہونے کی وجہ سے شردھاہین ہو کر ٹھیک ٹھیک نہیں دیکھتے۔ بُدھی میں سنشے اور ویریہ بھرے ہوئے ہیں اسلئے ان کو اس گیان کو حاصل کرنے کا ادھکار حاصل نہیں ہوا۔ فی الحال وہ واسناؤں کے پتلے بھوگوں کے رس لینے میں مصروف ہیں اور بھنورے کی طرح اپنے ناش کے نمت ہی یتن کر رہے ہے۔ جس طرح بھنورا کنول پھول کے اندر گھس کر رس لینے میں اس قدر غرق ہو جاتا ہے کہ رات ہو گئی ہے۔ کمل بند ہو جائے گا۔ اُسے باہر اُڑ جانا چاہئے۔ ان تمام باتوں سے بے خبر وہ دشٹے سمپٹ وہیں رات بھر قید رہتا ہے۔ اور جب ہاتھی پانی پینے آتے ہیں تو کملوں کو بھی توڑتے کھاتے روندتے چلے جاتے ہیں۔ پھولوں کے ساتھ وہ بدقسمت بھنورا بھی مارا جاتا ہے۔ جیوؤں کی کیسی قابل رحم دشا ہے۔ اسی لئے بھگوان نے کہا ہے

سمجھتا ہے مجھ کو جو بے ابتدا جنم سے بری شاہِ ارض و سما
فریب نظر سے وہی پاک ہے گناہوں سے آزاد و بیباک ہے

دوہا۔ بُدھی گیان شم دم چھما۔ اویا کلتا ستیہ ہوئی
سکھ دُکھ بھاو ابھاو بھے اور نا بھے جو ہوئی (4 - 10)
تشٹی اہنسا دان تپ سم جس اجس سجان
جیوؤں کو سب بھاو یہ موتے ہوت سمان (5 - 10)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ بُدھی۔ تتو گیان۔ موڑ دشا سے رہت ہونا (اموڑھتا۔ اسموہ)

اندریہ سنیم من کا شانت کرنا (اُپ شم) کھشما ۔ سکھ دکھ اُتپتی پرلے بھَے اور ابھے۔ اہنسا ۔ سمتا ۔ تشٹی دان ۔ تپ ۔ یش اور اپ یش یہ نانا بھاؤ سرو بھوت پرانیوں میں مجھ سے ہی ہوتے ہیں ۔

(شرح) بھگوان نے اپنے آپ کو اجنما اور انادی کہکر ارجن کی درشٹی دیہہ سے اوپر اُٹھادی ۔ اپنے آپ کو ایک سوکشم نراکار نروکار شکتی ظاہر کیا ۔ جس سے ارجن کو لطافت کا کچھ تصوّر ہونے لگا ۔ لیکن اس شکتی کو کیونکر جانا جائے ۔ کیسے سمجھا جائے یہ ایک بڑی بھاری الجھن تھی ۔ ستھول شریر دھاری ارجن بہتیر بُدھی ہوتا ہوا بھی بڑا سرل واقع ہوا ہے ۔ وہ بڑا سادہ ہے ۔ سرلتا کو سنسکرت میں آرجو کہتے ہیں ۔ ارجن سرلتا کا نمونہ ہے ۔ اس لئے اس کا ارجن نام ہے ۔ وہ سوکشم شکتی کو سمجھنے کیلئے اپنی روزمرہ کے جیون پر نظر دوڑانے لگا ۔ اور یوں وچار کرنے لگا ۔ اگر بھگوان یہ شریر نہیں تو کیا انتہ کرن میں بُدھ اتیادی ہیں ۔ یا اندریاں ہیں ۔ وہ کسی نشچے پر نہیں پہنچا تھا کہ بھگوان نے یوں کہنا شروع کیا ۔

اے ارجن ۔ منشوں میں جو نشچے کرنے کی شکتی ہے ۔ جس سے انسان نیک و بد کا فیصلہ کرتا ہے ۔ جس سے ست است میں مفید اور مضر میں دوست دشمن میں سردی گرمی میں تمیز کرتا ہے ۔ جس کی مدد سے وہ اپنے آپ کو جانتا ہے دوسروں کو جانتا ہے اور گیان کے مطابق ایک خاص قسم کے برتاؤ کا فیصلہ کرتا ہے ۔ وہ شکتی بُدھی کہلاتی ہے اُسے تو اے دوست میری شکتی سمجھ ۔ میں ہی بُدھی روپ ہوکر وہاں کام کرتا ہوں ۔ انسان کے اندر جو جنم سے ہی بیج گیان ہے ۔ جاننا جس کا سروپ ہے ۔ جو جاگرت سوپن سوشپتی تینوں اوستھاؤں میں ورتمان بھوت اور بھوشیت تینوں کال میں برابر قائم رہتا ہے وہ علم نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ ۔ سدا ایک رس رہتا ہے ۔ جاگرت اوستھا میں جس سے منش جاگرت جاگرت کی وستوؤں کو جانتا ہے ۔ سوپن میں سوپن سنسار کو جانتا ہے ۔ سوشپتی میں جہاں من بُدھی وغیرہ نہیں ہوتے اس وقت بھی اپنے نج کے آرام کو اور اگیان کو جانتا ہے ۔ ایسا جو جاننا ہے ۔ جو منش کا ذاتی

خاصہ ہے۔ کبھی جدا نہیں ہوتا۔ اے ارجن یہی گیان ہے۔ اور یہ کبھی میرا ہی سروپ ہے۔ میں ہی ہوں۔

اسموہ یا اموڑھتا۔ موہ اتھوا اگیان سے رہت یا موڑھ دشا کا نہ ہونا۔ اسموہ یا اموڑھتا کہلاتا ہے۔ ارجن۔ تم نے انوبھو کیا ہوگا۔ کہ پر استھتی کے انوسار یا اپنے وچاروں کے آدھار پر کچھ انوکھے بھاؤ منش کے اندر اُتپن ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی راگ دویش کی برتیاں ہوتی ہیں تو کبھی ہرش اور شوک کی برتیاں آموجود ہوتی ہیں۔ کبھی کام اور کبھی کرودھ کا دورہ ہوتا ہے اور کبھی لوبھ اور موہ آکر تنگ کرتے ہیں۔ کبھی آدمی پر ایک موڑھ دشا وارد ہوتی ہے۔ جبکہ کچھ کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ اور اپنا بھلا بُرا کچھ سوجھتا نہیں اکثر اس وقت پرانی کہتا ہے۔ مجھے کچھ سوجھتا نہیں کہ میں کیا کروں۔ سمسیا بڑی کٹھن ہے۔ اے ارجن۔ تم نے بھی تو دھنش بان پھینک دیا تھا اور موڑھ دشا کو پراپت ہو کر اپنا کرتویہ بھول بیٹھے تھے اور پھر میری شرن اختیار کر لی تھی۔ کیا تم کو یاد ہے۔ وچار کرو۔ بھیا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ کبھی سندر سوچھ جل سے پُر سرتا (ندی) کو بہتے دیکھا ہے۔ کہیں کہیں دھارا کا پرواہ بڑا شور و غل مچاتا ہوا آگے بڑھتا ہے اور کہیں بڑا سندر اور سہاونا باریک آواز سنائی دیتا ہے۔ جیسے کوئی مستانہ وار گا رہا ہو اور کہیں بالکل آواز سنائی نہیں دیتی۔ برہم پوری کے پاس گنگا کا پرواہ بالکل خموشی کا عالم لئے ہوئے چلتا ہے۔ لکشمن جھولا کے پاس شیر کی طرح گرجتا ہوتی ہے۔ اور تربینی گھاٹ پر میٹھا راگ اوم کی دھونی سنائی دیتی ہے۔ اسی ایک ندی میں یہ بھید کیوں کر ہوتا ہے۔ کھوج کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں پانی گہرا ہوتا ہے۔ اور راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ وہاں پرواہ بھی شانت ہے۔ جہاں پانی کم گہرا ہے اور رکاوٹ (پتھر چٹان وغیرہ) زیادہ ہے وہاں پرواہ شور و غل کرتا ہے اور جہاں جل بھی کم ہے اور رکاوٹ بھی معمولی ہے وہاں آواز بھی دھیمی ہوتی ہے۔ اے ارجن بعینہ یہی حال آدمی کے دل کا ہے جس کا

ہردیہ بہت گمبھیر ہے مزاج سنجیدہ ہے۔ بُدھی تیبر ہے۔ وچار ایک ہی پرکار سے ایک خاص رَو میں بہتے ہیں۔ متضاد وچار اُتپن نہیں ہوتے۔ بُدھا کی رُکاوٹ راستے میں حائل نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ شانت ہردے والے ہیں۔ وہی سدا موڑھ دشا سے رہت ہیں۔ اسموہ یا اموڑھتا کیلئے ایسے لوگوں کا دھیان کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ جن کے وچاروں میں کچھ نہ کچھ تضاد (اختلاف) ہوتا ہے اسی کے انوسار ان کے اندر اشانتی۔ دُبدھا اور موڑھتا بھی ہوتی ہے۔ بھگوان کہتے ہیں۔ منشوں میں اموڑھتا کا بھاؤ بھی مجھ سے ہے۔

اے ارجن۔ اندریوں کے نگرہ کو دم اور من کو سنکلپ وکلپ سے روکنے کو شم کہتے ہیں۔ دونوں کا آپس میں گھنا سمبندھ ہے۔ جہاں ایک جاتا ہے وہاں دوسرا بھی جا موجود ہوتا ہے۔ اس لئے منش کو ان میں سے کسی ایک کا آشرہ لے لینا چاہیئے اور وچار پوربک ابھیاس کرتے رہنا چاہیئے۔ من اور اندریوں کو روکنے کا مطلب انھیں ناکارہ کرنے کا ہرگز نہیں۔ بلکہ ان پر قابو پانا ہے۔ تاکہ ہم مالک کی حیثیت سے بروقت کام لے سکیں۔ گیان میں ادھکار دلانے کے لئے ان دونو سادھنوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ ان کے آشرے آدمی دیوتا ہو جاتا ہے۔ اسلئے طالبان حق۔ ان دونو کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ بھگوان نے کہا کہ جن کو شم دم حاصل ہوتے ہیں وہ میری وجہ سے ہوتے ہیں۔

اے پانڈو پتر ارجن۔ کھشما بھی دیوی سمپتی کا ایک اُتم انش ہے۔ معاف کر دینے کو کھشما کہتے ہیں۔ اس شبھ گن سے منش دشمنوں کو جیت سکتا ہے۔ نفرت کے جذبہ کو محبت میں تبدیل کر سکتا ہے۔ منش کو وہ شکتی عطا کرتا ہے۔ جس سے ابھے پد کی پراپتی ہے۔ وشو ویاپی پریم کا منش پاتر بن جاتا ہے۔ ہردے اُدار اور وشال ہو جاتا ہے۔ کھشما بھی دو پرکار کی ہے۔ ایک کمزور کی اور دوسرے

طاقتور کی۔ کمزور آدمی اگر اپنے سے زیادہ طاقت والے کا قصور معاف کر دے تو کوئی بڑائی نہیں۔ لیکن طاقتور اگر کمزور کا کوئی قصور در گذر کر دے۔ اُسے معاف کر دے تو یہ اس کی بڑائی ہے۔ معاف کرنا کمزوری نہیں۔ بہادری ہے کھما وان کا مانسک اور آتمک بل بڑھتے جاتے ہیں۔ بدلہ لینا کمزوری ہے۔ معاف کرنا دلیری کی نشانی ہے۔ اے ارجن۔ منشوں کے اندر کھشما کا بھاؤ بھی مجھی سے ہے۔

اس پرکار سکھ دکھ اور اتپتی پرلے کے بھاؤ بھی مجھ سے ہی ہوتے ہیں۔ گویا انکا کارن میں ہی ہوں۔ مطلوب و مرغوب شے کی پراپتی سے سکھ اور اپراپتی سے دُکھ کی برتی پیدا ہوتی ہے۔ ایک ایک سیکنڈ میں اسنکھ جیووں کی اُتپتی ہوتی ہے۔ انیک جیو پرلے کو پراپت ہوتے ہیں۔ سوانس کے آنے جانے میں۔ سونے اور جاگنے میں اُتپتی اور پرلے ہو رہی ہے۔ چھن چھن میں تمام بھوت پرانی (شریر) تبدیل ہو رہے اور کچھ عرصے میں بالکل نئے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہر وقت اُتپتی اور پرلے دونو کارکنان ہیں۔ بھگوان کہتے ہیں کہ دُکھ اور سکھ کے بھاؤ اور اُتپتی پرلے بھی مجھ سے ہو رہے ہیں۔

بھے اور ابھے کی دو برتیاں بھی پرانیوں میں باری باری اُٹھتی رہتی ہیں جب کوئی نامرغوب اور غیر مطلوب شے آکر پراپت ہو تو بھے کی برتی اُٹھتی ہے۔ بلی کو دیکھ کر چوہے بھاگ جاتے ہیں اور جب بلی غیر حاضر ہوتی ہے تو خوب کھیلتے ہیں۔ رستہ چلتے چلتے سڑک پر سانپ کو پھن پھیلائے دیکھ کر فوراً بھے کی برتی اُٹھتی ہے۔ لیکن اگر وہی ہمیں دیکھ کر کہیں ایک طرف چلا جاوے تو پھر ابھے کی برتی آموجود ہوتی ہے۔ یہ دونو بھاؤ بھی بھگوان کہتے ہیں مجھ سے ہی اُتپن ہوتے ہیں۔

من وچن اور کرم کر کے کسی جاندار کو ایذا نہ پہنچانا اہنسا کہلاتا ہے۔ دوسروں کا اہت چنتن ہنسا ہے۔ زبان سے اپریہ کرور شبد بولنا یا بانی جس سے شرو تا کے

دل کو ٹھیس لگے ہنسا ہے اور کوئی ایسا کام جس سے کسی پرانی کا نقصان ہوتا ہو۔ کسی کو تکلیف یا گزند پہنچتی ہو۔ وہ کام بھی ہنسا ہی ہے۔ ہنسا یعنی ایذارسانی سے بڑھ کر کوئی پاپ نہیں۔ کیونکہ اس سے ہم بہت ہی سکڑ جاتے ہیں۔ ہمارا اپنا آپ سنکچت ہو کر نیچے کی طرف گرنا شروع کرتا ہے اور ایسی پستی میں جا پھنستا ہے جہاں سے کب خلاصی ہوگی اس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اے ارجن۔ اسی انسانی جامہ میں یہ آزادی ہے کہ ہم اپنی منشا سے اچھے کرم کر کے آتم سروپ میں نشٹھ ہوں اور پربرہم سے ایکتا پراپت کر لیں یا اس کے عین الٹ غلط راستہ اختیار کر کے نیچے کی ادھم یونیوں میں گر جاویں۔ لیکن یاد رہے ایک دفعہ گر کر پھر وہاں سے نکلنا اپنے ارادے یا بس کی بات نہیں رہ جاتی۔ بلکہ پھر تو ہاتا پرکرتی کے گرپھ میں رہ کر نئے سرے سے ساری تیاری کرنی ہوگی اور جب منش یونی کی پراپتی کا ادھکار ہوگا۔ تب ہی دوبارہ پھر منش چولا پراپت ہوگا۔ اسی لئے مہاپرش ہر یگ میں یہی پکارتے آرہے ہیں۔ اے مورکھ جیو۔ تو کب تک وشیوں اور واسناؤں کا کیڑا بن کر گندگی میں سرکتا رہیگا۔ یہ سنہرا موقعہ باربار ہاتھ نہیں آئے گا۔ اس لئے ابھی فی الفور اُس ذات نورانی کو جانو اور اُسے جان کر نشنک ہو جاؤ۔

اس کے علاوہ ہنسا (ایذارسانی) کا سب سے بڑا کارن اگیان ہی ہے جب ہم اپنے آپ کو جیوتی سروپ آتما نہیں جانتے۔ بلکہ شریر ماتر ہی سمجھتے ہیں۔ اور دیہہ ابھمان زوروں پر ہوتا ہے تو پھر اپنے کو باقی پرانیوں سے افضل اور برتر خیال کرتے ہیں۔ اپنے جیسا کسی کو نہیں جانتے۔ دُنیا کے تمام سکھ اور سکھدائی پدارتھ۔ بھوگ اور ولاس کے سامان سب اپنے لئے جمع کرنے کا جتن کرتے ہیں اور کسی کو ہمارے ان پدیتنوں میں روکاوٹ ڈالنے کا قصوروار گردانتے ہیں۔ تو فوراً لڑنے مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ کلہہ کلیش اور دُکھ ہوتا ہے۔ اسی واسطے جونہی ہم

اپنے سروپ کو بھول گئے اور دیہہ کو ہی اپنا آپ مان لیا تو بس آپ جان لو کہ ہنسا کی بنیاد رکھی گئی اور یقین جانو کہ جب تک ہم دیہہ ابھمان سے خالی نہیں ہو جاتے ہمارا جیون اہنسا مے نہیں ہو سکتا۔" اہنسا" صرف چند اصولوں کی پابندی سے نہیں بلکہ سوبھاؤ کی پورن تبدیلی سے پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے۔ اہنسا وادی ہونا گویا جیتے جی مرنا ہے۔ اے پیارے۔ خالی جیووں پر دیا کرنا۔ ان کو ناش نہ کرنا۔ اُن کو اَن جل دینا۔ اتنے سے ہی نمش اہنسک نہیں ہو جاتا بلکہ گیانی جس نے اپنے کو آتم سروپ جانا ہے۔ تمام بھوت پرانیوں کو اپنا ہی روپ دیکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ جس کے دشو دیاپی پریم کے دائرے میں سارا برہمنڈ ہی سما جاتا ہے۔ جس کا کوئی غیر نہیں۔ جو سرو بھوتوں کے ہت میں سدا رت رہتا ہے۔ جس کی درشٹی ماتر سے پرانی سکھ مانتے ہیں۔ جن کے سمپرک سے سب کو آنند کی پراپتی ہوتی ہے جو سوئم شانت ہیں۔ اور نت ہردوں کو شانت کرتے ہیں۔ جن کو نہ راگ ہے نہ دویش نہ ہرش ہے نہ شوک جو سدا پرسنّ ہیں۔ اے ارجن۔ وہی گیانی ہی سچے اہنسا وادی ہیں۔ دوسرا نہیں اور ان کے ہردے میں جو اہنسا کا بھاؤ ہے وہ بھی مجھ سے ہی ہے۔ یعنی اس کا آدھار میں ہی ہوں۔ یہ نشچے کر کے جانو۔

اے ارجن۔ جن کے ہردے میں اہنسا کا پرویش ہو جاتا ہے۔ وہاں سمتا کی دیوی بھی آکر دشرام کرتی ہے۔ کیونکہ جہاں غیریت دور ہوئی۔ بھید بھاؤ نشٹ ہوا۔ وہاں پریم محبت۔ اخوت۔ مساوات اپنے آپ ہی پیدا ہو آتے ہیں۔ سمتا کے معنی مساوات اور برابری کے ہیں۔ لیکن ارجن۔ جس سمتا کا ہم ذکر چھیڑ رہے ہیں یہ اوپر اُوپر شریروں کی یا شریروں کے دھرموں کی برابری کی نہیں۔ کیونکہ جیسا تم دیکھ رہے ہو۔ ایشور سرشٹی کے اندر اس قسم کی سمتا ممکن نہیں ہے۔ سرشٹی نانا تو (کثرت) کا اکھاڑہ ہے اور بازار کثرت میں رونق صرف بھید بھاؤ۔ گوناگوں کے رنگوں سے ہے۔ جس طرح کسی باغیچہ میں صرف ایک ہی قسم کے درخت یا پھول لگائے جاویں تو وہ اتنا دلکش اور سہاونا معلوم نہیں ہوتا جتنا کہ وہ باغ

جس میں رنگا رنگ کے پھول ہوں۔ ہر قسم کے درخت ہوں۔ کہیں فوارے ہوں۔ کہیں نہریں ہوں۔ کہیں بیٹھنے کے لئے بنچ ہوں۔ اور کہیں راگ رنگ ہوتا ہو۔ اسی طرح بھگوان کے اس اننت اور ادبھت باغیچہ میں بھی کثرت یا نانا توہی باعثِ رونق ہے۔ اسی لئے کہا ہے کہ شریروں یا ان کے دھرم میں سمتا نہیں ہو سکتی۔ ہاں اس کثرت کا ادھشٹان اور آشرہ ایک واحد وجود ہے۔ اسی کو وحدہٗ لاشریک کہا ہے۔ سنسکرت میں ایکمیو ادوتیم کہتے ہیں۔ ایک اور ادوتیہ ہے۔ یعنی وہ چیتن یا برہم ستا جو سب کا آدھار ہے جس کو ست پرشوں نے "برہم ستیم سرب آدھار" کہا ہے۔ وہی اس تبدیلی یکت سنسار میں ست دستو ہے جو سدا قائم ہے۔ جس سے یہ سب ہے۔ جس میں یہ قائم ہے اور جس میں یہ سب لین ہو جاتا ہے۔ وہ ستا سب کے گھٹ میں آتم روپ کر کے ویاپک ہے۔ اسی کو اپنا آپ جاننا۔ اس میں قائم ہونا۔ اور دیگر سب کائنات کو اپنا ہی روپ سمجھنا یہ سچی سمتا کا سروپ ہے۔ اسی سمتا میں قائم ہونے سے کام کرودھ آدی وکاروں سے خلاصی ملتی ہے۔ اسی سے دویت نشٹ ہوتا ہے۔ اسی سے راگ دویش ہرش شوک آدی تمام دوندوں سے اوپر اُٹھنا حاصل ہوتا ہے۔ دُکھ سکھ سے پرے ایک الوکِم آنند کی پراپتی ہوتی ہے۔ اے ارجن۔ ایسی اوتم ستھتی ہی سمتا نام سے کہی گئی ہے۔ اس کو تو تم میرا نج سروپ ہی سمجھو۔ میں ہی سم روپ سے ویاپک ہوں۔ سمتا میں نشٹھ ہونا گویا مجھے ہی پراپت کرنا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ جن کو سمتا پد کی پراپتی ہوئی ہے۔

اے پریمی۔ اب تم یہ جانو کہ جہاں اہنسا اور سمتا روپی دو دیویاں اکٹھی ہو جاتی ہیں تو وہاں تشٹی روپی مہادیوی کا واس ضرور ہوتا ہے۔ تشٹی ترپتی یا پرسنتا کو کہتے ہیں۔ جب منش سنتشٹ ہوتا ہے اس کی ترپت دشا سے کتنی پرسنتا جھلکتی ہے۔ جانکار لوگ ہی بتا سکتے ہیں۔ ترپتی کیونکر پراپت ہوتی ہے۔ ارجن۔ اپنی روزمرہ کی زندگی پر نظر دوڑاؤ۔ جب تمہیں بھوک یا پیاس لگتی ہے۔ یا کوئی اور اچھا تپن ہوتی ہے تو من اچل دشا سے نکل کر چنچل ہو جاتا ہے۔ اندریاں چلائمان ہوتی ہیں اور سارے شریر میں ایک پریشانی سی آموجود ہوتی ہے اور جونہی

کھانا یا پانی مل جاوے جس سے بھوک اور پیاس دُور ہو جاویں یا اچھا پورن ہو جاوے تو
اس وقت سے لیکر دوسری اچھا کے پرگٹ ہونے تک کی جو دشا ہے اس کو ترپتی یا تشٹی
کہتے ہیں۔ وہی پرسنتا ہے۔ اے ارجن۔ تو نے کبھی اپنے شریر کے اندر ہر وقت جاری رہنے
والے تماشے کو دیکھا ہے۔ من کو ہی لے لو۔ کیونکر ایک کے بعد ایک خیال اُٹھتا ہے۔ اپنا ظہور
دکھلا کر بیٹھ جاتا ہے۔ پھر دوسرا نکلتا ہے۔ جب ایک خیال بیٹھ گیا ہو اور دوسرا ابھی اٹھا نہ
ہو۔ اس کے درمیان والی دشا کا انوبھو کرو۔ اور کہو۔ کیا اس وقت ترپتی اور پرسنتا نہیں
ہوتی۔ جاگرت اوستھا ختم ہو چکی ہو اور سوپن اوستھا ابھی اُتپن نہ ہوئی۔ ایسی مدھ کی دشا کو
جانو۔ کتنا آرام ہوتا ہے۔ کتنی ترپتی اور پرسنتا کی ستھتی ہے۔ یوگی لوگ اسی کو یوگ ندرا بھی
کہتے ہیں۔ اے ارجن۔ اب تو تم کو پتہ لگ گیا ہو گا کہ تشٹی کیا وستو ہے۔ لیکن اس کی پراپتی
کیونکر ہوتی ہے۔ وہ بھی سنو جب منش دیہہ ابھمان سے رہت ہوتا ہے۔ دوسروں کو سکھ دینا
اس کی سوبھاوک کریا ہو جاتی ہے۔ اپنے لئے کوئی چاہ باقی نہیں اور کوئی خواہش نہیں رکھتا
تمام واسناؤں کا تیاگ کر دیتا ہے۔ جو بن آوے وہی اچھا" مانتا ہے۔ پراپت میں سنتشٹ اور
اپراپت کی اچھا نہیں کرتا۔ تمام دوندوں میں ایک رس رہتا ہے۔ چلائمان نہیں ہوتا۔ ایسا
بے خواہش وچاروان پرش ہی سچی تشٹی کو پراپت ہوتا ہے۔ اور اے ارجن یہ تشٹی بھی میرا ہی
سروپ ہے۔ میں ہی پرسنتا کا روپ دھارن کرتا ہوں۔ منش میں یہ سب بھاو میں ہی ہوں
یا مجھ سے ہی ہیں۔

اے پانڈو سر لیشٹ۔ اب تم دان کے بارے میں ہماری رائے سنو۔ منشوں میں دان
کی ورتی کا اُتپن ہونا بہت اُتم گن ہے۔ اگیان وش منش لوبھ کے چکر میں پھنس جاتا ہے۔
اور اپنے دھن جائداد اتیادی سے بہت پیار بڑھا لیتا ہے۔ حتٰے کہ دھن میں اس کی جان ہی
ایک روپتا کو پراپت ہو جاتی ہے اور یدی کرم چکر سے وہ دھن ناش ہو جاوے تو اس کی
جُدائی سہن نہ کر کے وہ لوبھی منش مرتیو کے مکھ میں چلا جاتا ہے۔ اس لوبھ روپی وکار کو ہٹانے

کیلئے دان ورتی ایک اُتم سادھن ہے۔ آہستہ آہستہ منش دھن کا تیاگ کرنا سیکھتا ہے۔ جس سے اس کا لوبھ کم ہوتا جاتا ہے اور لوبھ کے چکر میں آکر جن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اب منش ان سے اس حد تک آزاد ہو جاتا ہے۔ جتنا اس کا موہ یا لوبھ کم ہوا ہے۔

جب دان دیا جاتا ہے تو منش (دانا) دوسرے لوگوں کے سمپرک میں آتا ہے۔ جن کو دیتا ہے۔ ان سے ایک رشتہ سا قائم ہو جاتا ہے۔ کم از کم ان میں وہ دلچسپی لینے لگتا ہے۔ اس میں اب دیا (رحمدلی) کا مادہ جاگرت ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جتنا زیادہ دان دیتا ہے اتنا زیادہ دیاوان یا رحمدل ہو جاتا ہے۔ دیا کا بھاؤ اُس کو سیوا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اب وہ خالی دان نہیں کرتا ہے۔ بلکہ دیا پوردک سیوا کرتا ہے۔ اور سیوا سادھن کو اپنا کر سب دُکھی جیون کے دُکھ کو اپنا سمجھتا ہے اور دُور کرنے کا جتن کرتا ہے۔ اور اس طرح تمام بھوت پرانیوں سے ایکتا کو پراپت ہوتا ہے۔ یہاں پہنچکر اس کی پرگتی کی یہ دشا ہوتی ہے کہ وہ سب جگہ اپنے پربھو پریتم کے درشن کرتا ہے۔ اپنا ہی روپ دیکھتا ہے۔ ان کی سیوا کر کے نت پرسن رہتا ہے۔ ہرش شوک آدی دوند اس کے دل میں راہ نہیں پا سکتے۔ وہ اُن جان میں ہی سمتا ید کو پا لیتا ہے۔

دان کی اتنی مہما ہے۔ ارجن۔ لوگ مذاق کرتے ہیں۔ لیکن دان کے مہتو کو نہیں سمجھتے۔ اعتراض کرتے ہیں۔ پاتر اور اپاتر کے بھید بھاؤ پر جھگڑا کرتے ہیں۔ لیکن جن کو دیتا ہے۔ دین دکھیوں کی پیڑا کو دُور کرتا ہے۔ وہ تو اپنے پربھو کی سیوا جان کر ہی دیتے ہیں وہی اس دان درتی سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ دوسرے نہیں۔ ویسے اے بھائی۔ دان کے کئی بھید ہیں۔ دھن کا دان۔ ان وستر کا دان۔ ودیا کا دان اور برہم ودیا کا دان۔ یا بلحاظ گن۔ ستوگ دان۔ راجسک دان اور تامسک دان یہ سب باتیں اے پیارے تمھیں پرسنگ انوسار پھر سنائیں گے۔ اسوقت تم اتنا ہی جان لو۔ کہ دان کی درتی جو منشوں میں شبھ کرموں سے اُتپن ہوتی ہے۔ وہ مجھ سے ہی ہے۔ میں ہی وہاں کارکنان ہوں۔ ایسا سمجھو۔

اے ارجن۔ تپ کیا ہے۔ یہ بھی جان لو کسی اشٹ پدارتھ کی پراپتی کے واسطے پکا ارادہ کرکے اس کے سادھنوں میں تت پرتا سے جُٹ جانا۔ سرگرمی سے جی اور جان ایک کر دینا۔ تپ کا سروپ ہے۔ ایک زمیندار (کسان) زمین سے اناج پیدا کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ پیداوار ہو۔ وہ کوشش کرکے زمین اور بیج کے متعلق پوری پوری واقفیت حاصل کرتا ہے۔ اور وہ تمام سادھن جو اس کی اشٹ پورتی میں سہائک ہو سکتے ہیں۔ ان کو جاننے کا یتن کرتا ہے اور پھر کام میں پوری تندہی سے لگ جاتا ہے۔ کھانا پینا سونا آرام سب ماند پڑ جاتے ہیں۔ اس کے دماغ پر ایک ہی خواہش سوار ہے۔ کسی طرح کھیتی سے زیادہ سے زیادہ اناج پیدا کر سکے اور دوسرے پڑوسیوں سے مقابلہ میں اول رہے تاکہ نمائش میں انعام حاصل کر پائے۔ کسان کی تمام محنت کو تپ کہا جائے گا۔ اس نے بڑا تپ کیا اس لئے اتنا اناج اس کو ملا ہے۔ یہی لوگ کہیں گے۔ اسی طرح ادھیاتمک جگت میں بھی تپ کے معنی اپنے آپ کو تپانا یا سادھن میں تت پرتا سے لگنا ہے۔ اور ہر پرکار کی تکلیف کو برداشت کرنا ہے۔ مثلاً ہم کو زیادہ باتیں کرنے کی عادت ہے۔ ہم نہ چاہتے ہوئے بھی بولنے لگ جاتے ہیں۔ جب ایک بار گفتگو شروع کرتے ہیں تو اس کا انت نہیں آنے پاتا۔ اس کو ایک روگ جان کر زبان پر قابو پانے کے لئے ہم مون برت کرتے ہیں۔ ایک مقررہ عرصہ تک بالکل مون رہتے ہیں۔ اشارے بھی نہیں کرتے۔ لکھ کر بھی اپنے بھاؤ پرگٹ نہیں کرتے۔ بالکل کاٹھ مون ہو جاتے ہیں اور مقررہ میعاد کے بعد برت سماپت ہو جاتا ہے تو پھر ہم کو کم بولنے کا ایک ابھیاس سا ہو جاتا ہے۔ ہمارا یہ کاٹھ مون تپ کہا جائے گا۔ منشوں میں اس قسم کے تپ کرنے کی ورتی اکثر پیدا ہوتی رہتی ہے۔ مگر اے ارجن۔ اس کو بھی تو مجھ سے ہی اُتپن ہوا جان۔ اسی طرح یش اور اپ یش یعنی کیرتی اور نندا کے بھاؤ بھی مجھ سے ہی ہوتے ہیں ؎

مجھی سے ہے سکھ دکھ دلیری ہراس — خرد علم قلب حقیقت شناس
صداقت سکوں ضبط عفو و کرم — مجھی سے وجود اور مجھی سے عدم

ہنسا قناعت دلِ پر سکوں　　ریاض و سخا نام نیک و زبوں
غرض جانداروں میں جو ہیں صفات　　ہے ان سب کا منبع مری ذات پاک

دوہا۔ ساتوں رشی اور چار منی۔ مو ہی تے اُدپوت
سب لوکن میں پھر رہیں۔ ان ہی کے پوت (6 - 15)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ سات مہرشی۔ چار منی اور چودہ منو۔ مجھ میں بھاؤ رکھنے والے میرے ہی من سے اُتپن ہوئے ہیں۔ جن کی پرجا (سنتان) سارے سنسار میں موجود ہے۔

(شرح) بھگوان نے سب سے پہلے ارجن کو یہ بتلایا کہ وہ محض ایک شریر نہیں ہیں بلکہ ہر منش میں اُتپن ہونے والے سوکشم بھاؤ از قسم شم دم۔ کشما۔ دیا۔ سکھ دُکھ جنم مرن۔ بُرے اچھے اتیادی ان سے ہی ہو۔۔۔یں۔ گویا ان کی ہستی بھگوان سے ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ سورج ایک بہت بڑا اگنی ۔۔۔ اور روشنی کا مرکز ہے۔ اس سے اسنکھیا ان گنت کرنیں ہر دم نکل رہی ہیں۔ جو اس کی گرمی اور روشنی کو ہر جا پہنچاتی ہیں۔ جس طرح سورج کہہ سکتا ہے کہ سب کرنیں مجھ سے ہی ہیں۔ اسی طرح برہم ستا سے کرنوں کی طرح نکلنے والی یہ بھاؤ روپ برتیاں ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ اور بھگوان نے ارجن کو ان برتیوں کو اپنے سے نکلا ہوا بتایا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ بھگوان نے ارجن کو یہ سمجھانے کی چیشٹا کی ہے کہ میں نہ تو شریر ہوں اور نہ ہی یہ مختلف برتیاں یا بھاؤ۔ بلکہ میں وہ کوٹستھ چیتن ستا ہوں۔ جس کے آشرے یہ سب بمانند کرنوں کے ظاہر ہوتے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر سوکشم برتیاں بھگوان سے نکلتی ہیں تو یہ ستھول پدارتھ (ستھاور اور جنگم) یہ کیا ہیں۔ اور کہاں سے اُتپن ہوتے ہیں۔ اس کے جواب میں بھگوان یوں کہتے ہیں۔ اے ارجن۔ سرشٹی کے آد میں جو سات مہرشی بھرگو واششٹ انگرہ آدی اور چار منی سنک سنندن سنت کمار اور چودہ منو جو ہر کلپ کے ہر ایک منو منتر کے آد میں پرگٹ ہوتے

ہیں۔ اور جن کی سنتان اب سارے سنسار میں پھیلی ہوئی ہے۔ یہ سب میرے ہی من (خیال) سے پیدا ہوتے ہیں۔ من یا خیال سے اُتپتی کیونکر ہو سکتی ہے اس کی سب سے اچھی مثال سوپن اوستھا کی ہے۔ جب آدمی کا ستھول شریر آرام کرتا ہے۔ سوکشم شریر اور اندریاں باقاعدہ کام کر رہی ہوتی ہیں۔ اس وقت الو بھو روپ ستّا کے آشرے من کی کلپنا سے سوپن کا سنسار کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہاں سب اشیا پیدا ہو جاتی ہیں اور بدیہی ست معلوم ہوتی ہیں۔ سوپن کا منش اس میں ویسا ہی ویوہار کرتا ہے جیسا کہ جاگرں میں کرتا ہے۔ اگر سوپن میں پرتیتی ہو جاوے کہ یہ سوپن ہے تو پھر وہ سوپن قائم نہیں رہتا ہے۔ وہی الو بھو ستا جو ایک شریر کے اندر ایک چھوٹے سے من سے ایک خیالی سرشٹی رچ دینے کا آشرہ یا ادھشٹان کا کام کرتی ہے۔ وہی الو بھو ستا جو سارے برہمنڈ میں اوت پروت ہے۔ وہ سمشٹی من (ہرنیہ گربھ) سے کیا کچھ رچنا نہیں کرا سکتی۔ چونکہ ہمارے سمیت سارے پرانی اور پدارتھ اسی ایک خیال سے اُتپن ہوئے ہیں۔ اس لئے ایک دوسرے کو ست پرتیت کرتے ہیں۔ خیالی نہیں جانتے ورنہ دراصل جیسا بھگوان نے کہا ہے۔ یہ سب بھگوان کے من سے ہو رہا ہے اور اگر اسی وقت ہم کو یہ بودھ ہو جاوے کہ یہ سب خیالی ہے۔ ست نہیں۔ تو اس کا روپ ہی فوراً تبدیل ہو جاوے اسلئے بھگوان نے ارجن کو کہا ہے

وہ ساتوں معزز رشی نامدار — نو اور وہ چاروں قدیمی کمار
جہاں والے سب جن سے پیدا ہوئے — وہ میرے ہی من سے ہویدا ہوئے

دوہا۔ میری یوگ وبھوت کو۔ تت جان جو نیت
نشچے لیوے یوگ سو۔ رہت جو یاہی بیت (10 - 7)

بھاوارتھ۔ جو منش میری وبھوتی روپی یوگ اور میرے سروپ کو تتو سے جان لیتا ہے۔ وہ یقیناً نشچل بھاؤ سے اس یوگ میں جڑ جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔

(شرح) اس ادھیائے کا نام بھی وبھوتی یوگ ہے۔ چونکہ اس میں بھگوان اپنی وبھوتیوں یعنی مظہر (جائے اظہار) یا وہ اشیا جہاں اور جن میں وہ زیادہ پرگٹ ہوتے ہیں۔ جنکو دیکھ کر بھگوان کی ستا کا انومان کیا جا سکتا ہے اور جن کو جانکر ان کے قریب تر ہونے کے سادھنوں اُپاسنا وغیرہ کو اپنایا جا سکتا ہے۔ ان کا تذکرہ دسویں ادھیائے میں ہونے جا رہا ہے۔ اس لئے بھگوان وبھوتی یوگ کی مہما بتلا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا۔ اے ارجن۔ میرے سروپ کو اور میری وبھوتیوں (مظہرات) کو تتو سے یعنی ان کی حقیقت اور اصلیت کو جو جان لیتا ہے وہ یقیناً میری پراپتی کی خاطر پھر اننیہ بھاؤ سے کسی وبھوتی کی اُپاسنا میں لگ جاتا ہے۔ اور مجھ سے یوگ حاصل کر لیتا ہے۔ اس میں شک نہیں کرنا چاہیئے۔

بھگوان نے اپنے سروپ کو پہلے ادھیاؤں میں کافی مفصل بیان کیا ہے۔ وہ شدھ سچدانند برہم ہیں۔ کیول اور ادوتیہ ہیں۔ سرشٹی ان کا چمتکار محض ہے۔ وہ وبھو اور ویاپک ہیں۔ سبھی روپ انہی کے ہیں چیتن میں چیتن اور جڑ میں جڑ وہی ہیں۔ اس طرح سے ہر رنگ اور ہر روپ میں ان کو دیکھنا اور پہچاننا ہی ان کو تتو سے جاننا اور ان کی سچی پوجا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان — عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان
تنہا نہ اُسے اپنے دلِ تنگ میں پہچان — ہر باغ میں ہر دشت میں ہر سنگ میں پہچان
بے رنگ میں با رنگ میں نیرنگ میں پہچان — ہر تال میں ہر راگ میں ہر آہنگ میں پہچان
نت روم میں اور ہند میں اور زنگ میں پہچان — عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

بس عاشق ہو کر اپنے دلبر کو ہر رنگ میں پہچان لینا ہی وبھوتی یوگ کا کھیل ہے۔ یہی اس کی مہما ہے جس کو بھگوان جتلانا چاہتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے ہردیہ کے اندر بھگوان کے درشن کئے ہیں۔ ان کیلئے بھی یہ ضروری بتلایا گیا ہے کہ وہ اب باہر وشال مندر میں بھی

بھگوان کی انیک مورتیوں میں وراٹ بھگوان کے درشن کریں۔ اسی لیئے انھوں نے ارجن سے کہا ؎

جو قوت مرے یوگ کی جان لے — حقیقت مظاہر کی پہچان لے
وہ قائم رہے یوگ پر بالیقیں — توازن ہے اس میں تنزل نہیں

دوہا۔ میں ہوں ایشور جگت کو۔ سب کچھ مو سے ہوئی
گیانونت مو ہے جان کے۔ مو ہے سیوت سوئی (۱۰ - ۸)

بھاوارتھ۔ میں ہی اس ساری سرشٹی کی رچنا کا کارن ہوں اور سب کچھ مجھ میں ہی برتتا ہے۔ بدھیمان لوگ مجھ کو تتو سے جانکر بھاؤک وشا کو پراپت ہوکر میرا بھجن کرتے ہیں۔

(شرح) اے ارجن۔ میں تمھیں بتا چکا ہوں کہ تمام بھوت پرانی میری مایا سے اُتپن ہوتے ہیں۔ اور دراصل میں اس شرشٹی کا پتا ماتا اتھوا دادا ہوں۔ سب کا آدی کارن میں ہوں۔ سب کچھ مجھ سے اُتپن ہوتا ہے اور مجھ میں ہی قائم ہے۔ اس سنسار میں جتنے پرانی اتھوا پدارتھ ہیں ان سب میں تم پرتھوی جل اگنی اور وایو کو ہی ملا جلا ہوا مختلف روپوں میں پاوگے۔ پرتھوی جل کا کاریہ جل روپ ہی ہے۔ اگر آپ جل کو ایک جگہ اکٹھا کر کے رکھیں تو تھوڑے عرصہ کے بعد اس میں اپنے آپ جالا وغیرہ پیدا ہو جائے گا۔ میل جمع ہونے لگیگی۔ پھر اُسی میل اور جالے سے کچھ جرم یا کیڑے پیدا ہوں گے۔ یہانتک کہ اگر پانی سماپت ہو جاوے تو بھی کچھ نہ کچھ میل باقی رہ جاتی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی سے پرتھوی کی اُتپتی ہوتی ہے۔ دیگر جس طرح پانی ہی منجمد ہو کر برف ہو جاتا ہے اسی طرح باقی بھی جتنے پتلے پدارتھ ہیں وہ جم کر ٹھوس ہو جاتے ہیں۔ پتلی حالت میں وہی جل روپ ہیں۔ ٹھوس اوستھا میں وہ پرتھوی روپ ہو جاتے ہیں۔

مثلاً مونگ پھلی کا تیل جم کر بناسپتی گھی تیار ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ پسینہ سے جوئیں پیدا ہوتی ہیں۔ پیشاب وغیرہ سے کئی کیڑے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بھی جل سے پرتھوی کی اُتپتی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اسی طرح جل اگنی کا کاریہ اگنی روپ ہے۔ جب بہت گرمی تپتی ہے تو بارش آجاتی ہے۔ جب ہمیں گرمی لگتی ہے تو پسینہ بہنے لگتا ہے۔ موم بتی جب جلتی ہے تو پرتھوی روپ ٹھوس موم پتلی جل روپ ہوتی ہے۔ اگنی کے ساتھ مل کر وہ اگنی روپ ہو جاتی ہے اور اس طرح جلتے جلتے گیس یعنی وایو میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس طرح پرتھوی جل جل اگنی اور اگنی وایو میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ اسی واسطے یہ ایک دوسرے کے کارن کاریہ کہے جاتے ہیں۔ اگنی وایو سروپ ہے۔ کیونکہ اگنی وایو کا کاریہ ہے۔ جب تک وایو نہ ہو اگنی جل ہی نہیں سکتی۔ آگ کو اگر ڈھک دیں تو فوراً بجھ جاتی ہے۔ آگ (گرمی) کافی سے زیادہ کم ہو جاوے تو پانی جی نہیں سکتا۔ برف بن جاتا ہے۔ اور اگر گرمی بالکل نہ ہو تو پانی کی ہستی بھی ختم ہو جاوے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ یہ سارا سنسار وایو روپ ہے۔ اور وایو آکاش کا کاریہ آکاش سروپ ہے اور آکاش سوکشم چیتن کا خاصہ ہے۔ اس لئے سارا سنسار آکاش سروپ یا دوسرے معنوں میں چیتن سروپ ہے۔ اس طرح سے سمجھاتے ہوئے بھگوان نے ارجن سے کہا کہ میں اس جگت کا ادھی پتی آدکارن ہوں اور سب کچھ مجھ سے ہی اُتپن ہوتا ہے۔ بدھیمان دھیر گیانی لوگ جب اس طرح میرے تتو سروپ کا ساکشات کرتے ہیں تو اُن کے پریم بھاؤ پرچنڈ ہو آتے ہیں۔ ان کی بھاؤ پورن دشا اُنمت پرشوں جیسی ہوتی ہے۔ اس طرح وہ میرے سروپ میں رت اور مست رہکر میرا کھلی پکار بھجن کرتے ہیں ؎

مری ذات ہے منبع کائنات	مجھی سے ہوا ارتقائے حیات
یقیں اس پہ رکھتے ہیں جو اہل ہوش	کریں میری بھگتی بجوش و خروش

دوہا۔ پران چت مو میں دھرت پرسپر دیت۔ میرے چرترن کہت نت مان توشی سکھ میت
سیوت مو کو تے سدا بھگتی یوگ کے بھائے۔ بھلی بدھ وہ لیت ہیں رہت سو مو میں آئے
تم اگیان کو دُور کر۔ دیاونت وہ ہونت۔ کرت جوتن کے ہیہ میں گیان دیپ اُدیوت

(۱۵- ۹ تا ۱۱)

بھاوارتھ۔ وہ سدا میرے میں من والے۔ مجھے پران ارپن کرنیوالے۔ میرے چرتروں کی چرچا کرتے ہوئے پرسپر بودھ (گیان) کو بڑھاتے ہوئے۔ میرا ہی کتھن کرتے ہوئے سدا سنتشٹ ہوتے ہیں۔ اور سدا ہی مجھ میں رمن کرتے ہیں۔

ان سدا ہی دھیان میں یکت اور پریم پوروک بھجنے والوں کو میں وہ تو گیان روپ یوگ دیتا ہوں جس سے وہ مجھ ہی کو پراپت ہوتے ہیں اور اے ارجن۔ ان پر انوگرہ کرنے کیلئے ہی میں خود ان کے انتہ کرن میں ایکی بھاؤ سے قائم ہو کر اگیان سے اُتپن اندھکار کو پرکاش سے گیان روپی دیپک سے ناش کر دیتا ہوں۔

(شرح) جس طرح بھگوان سو یم اننت ہیں۔ اسی طرح ان کے سمرن بھجن اور پراپتی کے سادھن بھی انیک ہیں۔ اگر ایک ہی راستہ ہوتا اور ایک ہی قسم کے سادھن بھگوان کی پراپتی میں سہائک ہوتے تو وہ بھگوان اننت نہ ہو کر سانت یعنی انت والے اپری چھن (لامحدود) نہ ہو کر پری چھن (محدود) ہوتے۔ نِرگار کی بجائے وکاروان ثابت ہوتے۔ جو لوگ صرف اپنے ہی مت پنتھ اور راستے کو ٹھیک اور باقی تمام راستوں کو غلط قرار دیدیتے ہیں۔ وہ بڑی بھاری بھول کرتے ہیں۔ وہ اپنے بھگوان کو تو چھوٹا بنا دیتے ہیں۔ دُنیا میں منافرت اور جھگڑے کا بیج بوتے ہیں۔ اپنے مت کی تنگ نظری اور تنگ ظرفی کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ وہ قانون قدرت کی طرف نگاہ نہیں کرتے اور نہ اسے سمجھنے کا یتن کرتے ہیں۔ قانون ارتقائے حیات کے مطابق تمام جڑ اور چیتن پدارتھ ایک مسلسل چکر پر ہیں۔ اور دن بدن ترقی پر ہیں۔ نیچے کی منزلیں طے کرتے ہوئے اوپر جا رہے۔ جمادات سے نباتات۔ نباتات سے حیوانات اور حیوانات سے انسان اور انسان

دیوتا وغیرہ۔ اس طرح آواگون کا چکر چل رہا ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے راستے پر ٹھیک جا رہا ہے۔ ایشور سوئم چیتن۔ عین علم۔ عین نور۔ عین زندگی ہے۔ وہ سب کے اندر براجمان ہوکر راہبری کر رہا ہے یہ تمام کائنات اتفاقیہ پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ ایک معقول قانون کے ماتحت ظاہر ہوئی ہے اور تمام کارروائی کمال دانشوری سے پایہ تکمیل تک پہنچ رہی ہے جس کے پوری طرح جاننے میں عقل عقلا دنگ ہے۔ انہی قوانین قدرت کو جانتے ہوئے اور اُن پر پوری طرح عمل پیرا ہوکر ہندوؤں نے کبھی تبلیغ کا کام نہیں کیا۔ اپنی ہندوستانی تہذیب اور وچار دھارا کا پرچار کیا ہے لیکن دوسروں کے مذہب تبدیل کرنا اپنا مقصد کبھی نہیں رکھا۔ یہ تو جملہ معترضہ ہوگیا۔ مطلب کی بات یہ ہے کہ ایشور پراپتی کے انیک راہ ہیں اور بھگوان یہاں ان میں چند ایک کا ذکر کرتے ہیں۔

انھوں نے کہا۔ اے ارجن۔ ایک وہ لوگ ہیں۔ جو سدا من سے میرا دھیان دھرتے ہیں۔ اس لئے میں ان کو "مجھ میں من والا" کہہ کر پکارتا ہوں۔ کیا تو سمجھتا ہے۔ وہ کون پرش ہیں۔ جو اس نیکتی میں شامل ہو سکتے ہیں۔ سنو۔ جتنے مانسک جپ۔ مانسک پوجا کرنے والے ہیں۔ وہ سدا اپنے من کو مجھ میں لگائے رکھتے ہیں۔ اور وہ دھیان یوگی۔ نادیوگی۔ شبدیوگی۔ راج یوگی وغیرہ سب کے سب اپنے من کو مجھ میں غرق کرتے رہتے ہیں۔ ایک اور قسم کے یوگی جو پرانا یام اپیادی کرتے ہیں۔ پران میں اپان اور اپان میں پران کوئے کرتے ہیں۔ اس طرح وہ گویا اپنے پرانوں کو ہی میرے ارپن کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی میرا بھجن کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ سرل بدھی بھگت لوگ ہیں۔ جو آپس میں مل بیٹھتے ہیں۔ اور میرے پریم میں ڈوبے ہوئے وہ میری چرتروں گنوں اور لیلاؤں کی چرچا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو سناتے ہیں اور اس میں اتی آنند مانتے ہیں۔ اس پرکار وہ نت پرتی میری کتھائیں کہتے کہتے ایک دوسرے کے گیان کو (ادھیاتمک گیان) بڑھاتے ہیں۔ جس سے ان کو تشٹی۔ دیا پرسنتا کی پراپتی ہوتی ہے اور اس پرسنتا اور آنند کے کارن وہ سدا ہی مجھ میں رمن کرنے والے ہوتے ہیں۔ ایسے پرش مجھ ایشور کو اپنا آتما جانکر آتمارامی ہوتے ہیں۔

اے ارجن۔ اس طرح جو نت ہی میرے دھیان میں لگے رہتے ہیں اور شردھا اور پریم سے میرا سمرن اور بھجن کرتے ہیں۔ ان کو میں اپنا تتو گیان (علم حقیقت) عطا کرتا ہوں۔ یعنی وہ میرے سروپ گیان کو حاصل کرنے کے ادھکاری ہو جاتے ہیں اور اس کو آپ سے آپ حاصل کر لیتے ہیں۔ کیونکہ سورج تو نت ہی پرکاشمان ہے صرف بادلوں سے ڈھک جاتا ہے جس سے روشنی اور درشن سے ہم ونچت ہو جاتے ہیں اور اگر بادلوں کو ہوا اُڑا لے جاوے تو سورج کے درشن اپنے آپ ہو جاتے ہیں۔ ایشور پرماتما سے بے مُکھ ہو کر جب ہم شریر کی پوجا میں لگ جاتے ہیں تو ایشور کے درشن اور روشنی سے محروم ہوتے ہیں اور اگر مندرجہ بالا سادھنوں میں سے کسی ایک پر عمل پیرا ہو کر ایشور میں نت ہی اپنے من کو لگا دیں تو شریر کا موہ۔ شریر کا ادھیاس۔ شریر درشٹی سب دُور ہو جاویں گے۔ جس سے آتم ساکشاتکار اپنے آپ ہو گا۔ ایسے سادھنوں سے سمپن جگیاسوؤں کو بھگوان تتو گیان کا پرساد دیتے ہیں۔ کوئی مت سمجھو کہ ایک دم مفت میں بھگوان منش پر کرپالو ہو کر گیان دان کر دیتے ہیں۔ ادھکار کے بغیر اس سنسار میں کچھ بھی نہیں ملتا۔ اس لئے اے ارجن۔ پہلے ادھکار پیدا کرنا چاہئے۔ اِچھا کرنے کی ضرورت نہیں۔ ادھکار کے انوسار وستو کی پراپتی لازمی ہے۔ بھگوان کا یہ تتو گیان روپی پرساد کیونکر ملتا ہے۔ سنو۔ اے ارجن۔ میں اپنے بھگتوں کے انتہ کرن میں پرگٹ ہوتا ہوں اور ان کی من اور بُدھی سے ایکتا کر لیتا ہوں جس سے اگیان سے اُتپن اندھکار کو میں گیان روپی دیپک کے پرکاش سے دُور کرتا ہوں اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ میں ان کو آتم روپ میں درشن دیتا ہوں۔ جس سے وہ کرتیہ کرتیہ ہو جاتے ہیں۔ ے

مجھی میں ہیں من کو جمائے ہوئے — ہیں پران اپنے مجھ میں لگائے ہوئے
وہ کرتے ہیں آپس میں پر نور دل — مرے ذکر سے شاد و مسرور دل
وہ رہتے ہیں یکدم مرے ذوق سے — وہ کرتے ہیں پوجا مری شوق سے
میں دیتا ہوں ان وہ دانش کا یوگ — کہ ہو جاتے ہیں واصل وہ لوگ

جو رحم ان کی حالت پہ کھاتا ہوں میں — تو گھر ان کے دل میں بناتا ہوں میں
دکھاتا ہوں ان کو ہدایت کا نور — اندھیرا جہالت کا ہو جس سے دور

دوہا۔ پرم برہم پوتر تم پرمانند کو دھام ۔ اناشی اج پُرکھ ہو آد دیو تو ہے نام
سب دکھی ایہہ بدھ کہت ہیں نارد دیول جان ۔ بیاس استی تم ہی کہت تاتے لینے مان
جو کچھ موسو کہت تم مانت ہوں ست بھائے ۔ دانو دیو نہ جانے ہیں۔ تم پرسے گٹے کو ڈائے
آپن پو آپن لکھو تم پُرکھو تم دیو ۔ بھوت بھاون جگت پتے او دیون دیو
نج وبھوت موسو کہو پر بھو جی چیت کو لائے ۔ جو وبھوت سری کرشن جی رہی جگت میں چھائے
دھیان تہارو کرت پر بھ کیسے جانوں توہے ۔ کون پدارتھ میں لکھوں سو سمجھا دو موہے
جو وبھوتی آپنی موسو کہیئے دیو ۔ موکو ترپت نہ ہوت ہے۔ سُنت امی رس لیو
(10 - 12 تا 18)

بھاوارتھ۔ ارجن نے کہا۔ بھگون۔ آپ پربرہم۔ پرم دھام۔ اور پرم پوتر ہیں۔ آپ کو سب رشی لوگ سناتن دویہ پُرش دیووں کے آدی دیو اجنما اور سرو ویاپی کہتے ہیں۔ اسی طرح دیورشی نارد۔ استی اور دیول رشی اور مہرشی دیاسم، دسوئم آپ بھی مجھے ایسا ہی بتا رہے ہو۔ ہے کیشو۔ جو کچھ بھی میرے پرتی آپ کہتے ہیں میں اُسے ستیہ مانتا ہوں۔ آپ کے لیلامے سروپ کو نہ دانو جانتے ہیں۔ اور نہ دیوتا ہی جان پاتے ہیں۔

اے بھوتوں کے اُتپتی کرتا۔ بھوتوں کے ایشور (مالک) دیووں کے دیو۔ جگت پتی۔ ہے پُرشوتم۔ آپ سوئم ہی اپنے آپ کو جانتے ہیں۔ اس لئے ہے بھگون۔ آپ سوئم ہی اپنی دویہ وبھوتیوں کو سب پرکار سے بتلانے کے قابل ہو۔ جن وبھوتیوں کے ذریعہ اس سارے سنسار میں آپ چھائے ہوئے ہیں۔

ہے یوگیشور۔ میں کیونکر آپ کا دھیان کرتا ہوا آپ کو جانوں۔ آپ کن کن بھاووں سے چنتن کئے جا سکتے ہیں۔ ہے یوگیشور۔ اپنی یوگ شکتی کو اور اپنی وبھوتی کو پھر وستار سے

کہیں۔ کیونکہ آپ کے امرت سمان وچنوں کو سنتے ہوئے میری ترپتی نہیں ہوتی۔

(شرح) بھگوان شری کرشن کا رہسیہ بھرا دیا کھیان سنکر ارجن نے کہا۔ بھگون میں خوب جان گیا کہ آپ شریر ماتر پری چھن وستو نہیں ہیں بلکہ اس شریر کے اندر نہیں نہیں سب شریروں کے اندر جو سوکشم ستا ہے۔ جس سے یہ شریر جیوت ہے۔ جس کی چیتنتا سے یہ چیتن ہے۔ جو شکتی نراکار۔ نروکار۔ اکھنڈ اور ایک رس ہے۔ امل وِمل اور نرمل ہے جس کا نہ آدی ہے نہ مدھ ہے نہ انت ہے۔ جو دیش اور ویاپک ہے۔ جسے من بُدھی جاننے میں عاجز ہیں۔ جس سے من سوچتا ہے اور بُدھی نرنے کرتی ہے۔ جو سب سے پرے ہے جس سے پرے کچھ نہیں۔ وہ شکتی آپ ہیں۔ اسی لئے آپ کو پرم برہم پرم دھام اور پرم پوتر کہتے ہیں۔ اے مہاراج۔ آپ ہی سب سے پرانے دیو ہیں اور تمام شریر بھوت پرانی وکار وان ہیں اور تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ ایک آپ ہی ہیں۔ جو ویسے کے ویسے ہیں۔ اس لئے آپ سب کے آد اور سب سے پرانے ہیں اس واسطے رشی لوگ آپ کو سناتن کہتے ہیں۔ دیوؤں کے آدی دیو کہتے ہیں۔ شریر روپی پُوریوں کو آباد کرنیوالے آپ ہی ایک پُرش ہیں۔ آپ کے سوائے دوسرا کوئی پُرش اس سارے سنسار میں نہیں۔ اس لئے آپ دویہ پُرش ہیں۔ بھگوں یہ میں ہی نہیں کہتا بلکہ تمام رشی مُنی نارد۔ دیول ویاس اور اسِتی سب یہی کہتے ہیں اور سوئم آپ خود بھی مجھے اپنا سروپ یہی بتلا رہے ہیں۔ اس لئے اے کیشو۔ آپ جو کچھ بھی مجھے اپنے متعلق بتا رہے ہیں۔ میں اُسے بالکل ست مانتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ آپ کا ست سروپ جانا نہیں جاسکتا۔ کیا دیوتا اور کیا دانو آپ کے ست سروپ کو جاننے سے لاچار رہے ہیں۔ اے بھگون۔ اے جگت پتی۔ بھوتیشور بھوت بھاون (بھوت پرانی کے اُتپتی کرتا) آپ ہی گیاتا ہو۔ آپ ہی گیان ہو آپ ہی گئے ہو۔ آپ ہی اپنے کو جاننے یوگیہ ہو اور کوئی آپ کو جان نہیں سکتا۔ جس طرح انگ اپنے انگی کو (جس کا انگ ہے) نہیں جاسکتا۔ جس طرح چمٹا ان ہاتھوں کو نہیں پکڑ سکتا۔ جن میں وہ خود پکڑا ہوا ہے اسی طرح کوئی بھوت پرانی کوئی منش دیو یا دانو آپ کو پورن روپ سے

چونکہ آپ ہی اپنے آپ کو جان سکنے میں سمرتھ ہیں اس لئے اپنی وبھوتیوں کو بھی
جان نہیں سکتا۔ چونکہ آپ ہی اپنے آپ کو جان سکنے میں سمرتھ ہیں اس لئے اپنی وبھوتیوں کو بھی
آپ ہی مجھے اچھی طرح بتلا سکتے ہیں۔ آپ وہ تمام وبھوتیاں میرے پرتی ظاہر کرنیکی کرپا کریں۔
جن کے ذریعہ الو بھو ہوسکے کہ آپ کیونکر اس سارے سنسار میں اوت پروت ہیں۔

اے بھگون میں آپ کے امرت روپی وچنوں کو سنتا ہوا ترپت نہیں ہو رہا ہوں۔ میں
چاہتا ہوں کہ میں اس وچنامرت کا پان کرتا ہی چلا جاؤں۔ میں ابودھ تھا۔ غلط فہمی کا شکار
ہو گیا تھا۔ میری بدھی ڈانواڈول ہو رہی تھی۔ جس وقت آپ نے میری دستگیری کی۔ میرے
شکوک رفع کئے۔ ست وستو کا گیان پردان کیا۔ پریم پوروک میری غلط فہمی کو دور کیا۔ اپنی شرن
میں آئے ہوئے مجھ دین کو آشرہ دیا۔ اے پربھو۔ میں آپ کے پریم میں مگدھ ہو رہا ہوں۔ میں چاہتا
ہوں۔ آپ مجھ سے ہرگز دور نہ ہوں۔ ہمارا آپس کا ملاپ ہر دم بنا رہے۔ میں نت آپ کا دھیان اور
اور چنتن کیا کروں۔ لیکن اے سوامی۔ میں نہیں جان پایا۔ آپ کے اس نج سروپ کا دھیان کیونکر
کیا جا سکتا ہے۔ کن کن روپوں میں آپ کا چنتن کیا جا سکتا ہے۔ اس واسطے میں ہاتھ جوڑ کر بنتی
کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی وہ تمام وبھوتیاں بتلانے کی کرپا کریں۔ جن کے دھیان اور چنتن دوارہ
میں آپ کو یتھارتھ روپ سے جان جاؤں۔ آپ کے سروپ سے ایکتا کو پراپت ہو کر آپ ہی میں
نے ہو جاؤں۔ میری یہ پرارتھنا ہے کہ آپ اپنی یوگ شکتی اور وبھوتیوں کو وستار سے کہیں۔

ارجن کے اس سوال سے آپ جان سکتے ہیں کہ گیتا کیونکر آہستہ آہستہ اتم اور مدھیم شرینی
کے سادھکوں کے ادھکار کے انوسار اپدیش دیتے ہوئے ارجن کے بہانے کنشٹ ادھکاریوں
کیلئے اپاسنا کا استھول پرکار کیا ہو سکتا ہے۔ جتلانے جا رہی ہے۔ وہ بھگوان جو گیان سروپ ہیں
ایک اور ادویت ہیں۔ شدھ اور شانت سروپ ہیں۔ وہی بھگوان گھٹ گھٹ میں ویاپک ہیں۔
انہی کا یہ سب ظہورہ ہے۔ نہیں۔ وہی یہ سب کچھ ہیں۔ ان نانا روپوں میں اس ایک بہو روپیے کو
کیونکر جانا اور پہچانا جا سکتا ہے۔ کن کن روپوں میں اُن کا دھیان اور چنتن کیا جاوے۔ جس کے
طفیل ان بھگوان کے شدھ سروپ کے درشن ہو سکیں۔ یہی مسئلہ اس وقت ارجن نے

بھگوان شری کرشن کے سامنے رکھا ہے۔ ہم کو اپنے ہردیہ مندر میں ہی بھگوان کے درشن کر کے بیٹھ نہیں جانا ہے بلکہ ہم کو تو سرشٹی کے کن کن میں ان کے ساکشات درشن کرنا سیکھنا چاہئیے۔ تمام کائنات میں کیا جمادات۔ نباتات۔ حیوانات اور انسان سب میں بھگوان کا کونسا سروپ اپاسنا کے قابل ہے۔ جس طرح مثال مشہور ہے۔ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔ اسی طرح ہر کھانی میں بڑی سے بڑی اور سوکشم سے سوکشم شے کو لے لیں۔ بطور نمونہ مشتے از خروارے۔ باقی دیگر اشیا سب اسی زمرے میں آ جاویں گی۔ جب ہمالیہ کو شوجی سے اوپما دیدیں کہ یہی بھگوان شنکر کا شریر ہے۔ تو کیا سارا عالم جمادات اس کے اندر نہیں آجائیگا۔ یا جب پیپل بھگوان کا سروپ ہے تو باقی ساری بنسپتی کیا بھگوان کا سروپ نہ ہو جاویگی۔ اُپاسنا۔ دھیان یا چنتن کا مطلب صرف اپنے نشانہ کو ایک شے مقررہ پر باندھنا ہے۔ جب ایک شے پر دھیان مرکوز ہو جاتا ہے اور اس سے نشچہ پکا ہو جاتا ہے تو اس سے اگلا انوبھو اپنے آپ ہی ہونے لگتا ہے۔ ایک پیپل کی پوجا کرتے کرتے ساری بنسپتی بھگوان کا روپ نظر آنے لگے تو تعجب ہی کیا ہے۔ عالم جمادات میں سے پتھر کی پوجا کرتے کرتے کیا دھنا جاٹ کو پتھر میں بھگوان نہیں دکھائی دئے تھے۔ تیرتھ یاترا کرتے ہوئے ندی میں بھگوان کا درشن کرنے والے سنت ایکناتھ کو کیا گدھے میں بھگوان دکھائی نہیں دئے تھے۔ سنت کبیر نے رامداس کے یگیہ میں کیا بھینس میں بھگوان کے درشن نہیں کئے تھے۔ یہ سب پرتیک اُپاسنا کا ہی تو پھل تھا۔ قانون جو پہلے تھا وہ اب بھی ہے۔ اب بھی جو سچے دل سے پرتیک اُپاسنا کریں گے وہ بھگوان کے درشن مختلف وبھوتیوں دوارہ کریں گے۔

اس مادہ واد کے زمانے میں جب ادھیاتمک ودیا کا تقریباً لوپ ہی ہو چکا ہے اور عام لوگ تقریباً بے بہرہ ہوتے ہوئے بھی ہندو دھرم شاستروں کی ان مندرجہ بالا اُپاسنا پدھتیوں پر مذاق اُڑاتے ہیں اور ان کو محض گپ سمجھ کر لاپرواہی

کرتے ہیں۔ خود منکر ہوتے ہیں اور دوسروں کو انکار کا راستہ دکھلاتے ہیں۔ ان کی حالت قابل رحم ہے۔ کیونکہ بیچارے نادان ہیں۔ جانتے نہیں۔ ان کی حرکات قابل معافی ہیں۔ وقت کی ٹھوکریں کھاکر خود بخود رستے پر آجاویں گے۔ جو بینا ہیں جن کی چشم باطن وا ہیں ان کی شہادت قابل اعتبار ہوسکتی ہے۔ دوسروں کی نہیں۔

جو لوگ گیان مارگ۔ کرم یوگ اور دھیان یوگ کو اپنانے سے عاجز ہیں۔ ان کے لئے سب سے سہل مارگ بھگوان پرتیک اپاسنا کے ستھول روپ میں تبا رہے ہیں۔ جس طرح چھوٹے بچے تختی پر پہلے موٹے موٹے اکشر لکھتے ہیں۔ پہلی کتاب میں موٹے موٹے اکشر پڑھتے ہیں۔ اور جب ان کو موٹے اکشروں کی جان پہچان اچھی طرح ہوجاتی ہے۔ پھر وہ باریک اکشروں کو اپنے آپ ہی پڑھنے اور لکھنے لگتے ہیں۔ بالکل اسی طرح ستھول روپ میں بنائی جانیوالی یہ اُپاسنا موٹے اکشروں کے پڑھنے کے برابر ہے۔ جب بھگوان کا ستھول روپ بُدھی میں بیٹھ جائیگا تو اُن کا سوکشم سروپ شدھ بُدھ گیان سروپ چھوٹے اکشروں کی طرح خود بخود سمجھ میں آنے لگے گا۔ یہ ہے مُدعا۔ جو ہمارے پوروج رشی منیوں نے سامنے رکھکر مورتی پوجا ہیں اور تلسی کی پوجا۔ گائے کی پوجا۔ ندی۔ بن اور گری (پہاڑ) کی پوجا کا رواج دیا تھا۔ ان موٹے اکشرون کو پڑھکر ہی چھوٹے اکشروں والے آتما پرماتما کو جاننا آسان ہوجاتا ہے۔ اسی آشے کو لیکر بھگوان بھی ارجن کو اپنی وبھوتیاں بتاویں گے۔ ارجن نے کیا پوچھا ہے۔ ایکبار پھر سنیئے۔

تو عالی خدا تیرا عالی مقام	وہ ہستی ہے تو جس کی عظمت مدام
تو معبود اول تیری پاک ذات	جنم سے بری مالکِ کائنات
اسی طرح لیں آپ کے پاک نام	است ویاس دیول رشی بھی تمام
یہی دیو نارد بتائیں صفات	یہی آپ اپنی سنائیں صفات
غرض آپ نے جو بتایا مجھے	یقیں کیشو بھگوان آیا مجھے

نہ سمجھا کوئی آپ کی شان کو
کوئی دیوتا ہو کہ شیطان ہو

جگت کے پتی خالق و کبیر یا
سبھی دیوتاؤں کے ہو دیوتا

پرشوتم اونچی ہے بات آپ کی
اگر بات جانے۔ تو ذات آپ کی

کریں آپ مجھ پہ مکمل عیاں
جلال مقدس کا واضح نشاں

جہاں فیض سے جس کے معمور ہے
زمین و زماں جس سے پرنور ہے

بتا دیجئے میرے یوگی ذرا
ملے دھیان سے کیسے گیان آپ کا

کروں کن مظاہر میں جم کر خیال
کہ کھل جائے مجھ پر حقیقت کا حال

ذرا یوگ اپنا بیاں کیجئے
جلال اپنا بھگون عیاں کیجئے

کہ باتیں وہ امرت سی ہیں آپ کی
طبیعت نہیں سیر ہوتی کبھی

(دل محمد)

دوہا۔ ارجن تو سوں کہت ہوں۔ نج وبھوت وستار
نکھ نکھ جو سو کہت ہوں۔ ہئے کے درگن نہار (۱۵ - ۱۹)

بھاوارتھ۔ شری کرشن نے کہا۔ اے کرو سریشٹ۔ میں ابھی دویہ وبھوتیوں کو جو مکھ ہیں۔ تمہارے سامنے کہونگا۔ کیونکہ وستار کا انت نہیں ہے۔

(شرح) ارجن کے پرارتھنا کرنے پر بھگوان نے جھٹ سے یوں کہنا آرنبھ کر دیا۔ اے ارجن۔ یوں تو میں جیسے اننت اور اسیم ہوں اسی طرح میری وبھوتیوں اور وستار کا بھی کوئی ٹھکانا نہیں۔ یعنی وہ بھی اننت ہیں۔ وہ تمام کہنے سننے اتھوا جاننے میں نہیں آسکتی۔ کیونکہ اگر سب کو جان لیا جائے تو وہ پھر انت والی ہو جاویں گی۔ اور ان وبھوتیوں کے سوامی بھگوان بھی اننت نہ رہ کر انت والے ہو جاویں گے۔ جو کہ ست نہیں۔ اسلئے بھگوان نے سب سے پہلے ارجن کو یہی بتایا کہ میں تمہارے پرتی اپنی بڑی بڑی وبھوتیوں کا کتھن کرونگا۔ اس لئے تو ہوشیار ہو کر سن ہ

ہوئے سن کے بھگوان یوں لب کشا　　ہیں ارجن مرے وصف لا انتہا
جلال اپنا کچھ کچھ بتاتا ہوں میں　　صفات نمایاں دکھاتا ہوں میں

دوہا۔ سب جیوول کے ہردے میں۔ موہے آتما جان
آدانت ار مدھ ہوں۔ موہے سب میں مان　　(۱۰ - 20)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ میں سب جیوول کے ہردے میں قائم سب کا آتما ہوں۔ اور سمپورن بھوتوں کا آد۔ انت اور مدھ بھی میں ہی ہوں۔

(شرح) بھگوان نے سب سے پہلی اپنی وبھوتی آتم روپ میں بتلائی۔ انھوں نے کہا۔ اے ارجن۔ میں سب دیہہ دھاریوں کے ہردیہ کے اندر آتم روپ سے ستھت ہوں۔ دیہہ دھاری جو بار بار "میں" "میں" پکارتے ہیں۔ وہ دراصل میں ہوں۔ لیکن وہ غلطی سے مجھے اپنی میں کا مفہوم نہ جان کر اپنے آپ کو شریر اور تچھ۔ الپگیہ اور جیو جانتے ہیں۔ اس لئے شریر کے دُکھ سکھ سے دُکھی ہوتے ہیں۔ دراصل ان کا سچا اپنا آپ میں ہی ہوں۔ جیووں کی اپنی کوئی ستا نہیں۔ وہ تو خواہ مخواہ ملین اہنکار کی وجہ سے بیچ میں بھرم کی وجہ سے آموجود سے ہوتے ہیں اور شریر آدی بھی جو کہ بھوتوں کے کاریہ ہیں وہ بھی کہیں مجھ سے باہر دُور اور غیر نہیں ہیں۔ وہ بھی میری ذات میں متصوّر ہیں۔ وہ سب مجھ سے اُتپن ہوئے ہیں۔ میرے آشرے اور میرے اندر ہی قائم رہتے ہیں اور مجھی میں لین ہوتے ہیں۔ جس طرح برتن اُتپتی سے پہلے مٹی کے اندر ہی ہوتے ہیں۔ مٹی سے اُتپن ہوتے ہیں اور مٹی کے آشرے مٹی کے اندر ہی قائم رہتے ہیں۔ مٹی کو نکال لیں تو برتن کہیں معلوم نہیں ہوتا۔ کیا تھا اور کیا ہوا۔ اور جب برتن ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں تو پھر جو آد تھا وہی انت کو ہوا۔ مٹی میں کہنے کو لین ہو جاتے ہیں۔ جس طرح برتنوں کا آد مدھ اور انت مٹی ہے اسی طرح بھگوان کہتے ہیں۔ ان تمام بھوتوں کا آد۔ مدھ اور انت میں ہی ہوں۔ اور تمام شریر جو کہ بھوتوں کے کاریہ ہیں وہ بھی بھوتوں کے انترگت مجھ سے ہیں۔ مجھ میں ہیں اور مجھی میں لین ہوتے ہیں۔

اے ارجن۔ اب تو تم کو سمجھ لینا واجب ہے کہ ہر پرانی میں دو اشیا کا باہم ملکر کام کرنا ضروری ہے۔ مادہ اور رُوح۔ بھوت سموداۓ اور آتم شکتی جو کاریہ سدھی دونوں کے ملاپ سے ہو رہی ہے وہ اکیلے میں کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن پھر بھی یہ دو نہیں۔ ان کو جُدا جُدا دیکھتے ہوئے بھی جُدا نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ جیسا کہ میں نے ابھی تمھیں بتلایا ہے کہ آتم روپ سے میں سوکشم اور چیتن ہوں تو بھوت روپ سے میں ہی ستھول اور جڑ ہوں۔ اس طرح تمام چراچر سوکشم ستھول ستھاور جنگم سنسار میرا ہی روپ ہے۔ ہاں یہ غلطی نہ کر بیٹھنا کہیں مجھے صرف اتنا ہی سمجھ لو۔ میں یہ بھی ہوں اور اس سے بہت پرے بھی ہوں۔ میں تم کو صرف اپنی خاص خاص وبھوتیاں یا صفات الٰہی بتا رہا ہوں۔ اس لئے اس وقت تم اتنا ہی جان لو کہ سب جیووں کے اندر آتم روپ سے میں ہی قائم ہوں اور سارے بھوتوں کا آدانت اور مدھ بھی میں ہوں ؎

سن ارجن ہوں میں آتما بالیقیں جو ہے جانداروں کے دل میں مکیں
میں ہوں مثل جاں اہل جاں میں نہاں میں اول میں آخر میں ہوں درمیاں

دوہا۔ آدِتن میں بشن ہوں۔ جوتن میں روی دیکھ
بائین میں مریچی ہوں۔ نکھترن میں ششی لیکھ (10 - 21)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ آدتیوں میں سے میں وشنو ہوں اور جوتیوں میں سورج ہوں۔ اور وایو دیوتاؤں میں مریچی نام کا وایو دیوتا ہوں اور نکشتروں میں چندرما ہوں۔

(شرح) سب بھوتوں کا آدانت اور مدھ اور سرب جیووں کا آتما اپنے کو بتلا کر اب بھگوان اپنی وہ وبھوتیاں بیان کر رہے ہیں۔ جن میں ان کا دھیان کیا جا سکتا ہے۔ اِدتی کے گھر پیدا ہونے سے بھگوان وشنو کو آدتیہ کر کے بیان کر رہے ہیں۔ بھگوان کشپ اور ادتی سے جتنے پتر ہوئے ان سب سے اوتم پُرش وشنو کو بھگوان اپنا سروپ بتا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وشنو ستوگن کے دیوتا ہیں۔ برہما رجوگن اور شوجی تموگن کے دیوتا ہیں۔ چونکہ تمام گنوں میں ستوگن پردھان ہے۔

اس لئے بھگوان اپنے کو ستوگن کا دیوتا وشنو بتا رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے۔ جن کو بھگوان کو پراپت کرنا ہو۔ وہ جہاں بھگوان وشنو کا سمرن دھیان آدی کریں۔ وہ اپنے جیون میں ستوگن کو بڑھا دیں۔ جتنا ستوگن بڑھے گا۔ اتنی ہی بھگوان کی قربت حاصل ہوگی۔

روشنیوں میں بھگوان سورج دیو ہیں۔ جتنے ستارے روشنی والے معلوم ہو سکے ہیں۔ ان سب میں زیادہ روشنی اور تیج کا بھنڈار سورج ہی ہے۔ سورج ہی سے ساری دُنیا کے کاروبار چلتے ہیں۔ جیون بھی سورج سے ملتا ہے۔ سورج ہی اُتپتی کرتا ہے۔ سب کے جیون دھارن کرتا ہے اور ناش بھی کرتا ہے۔ بھگوان کی تمام شکتیاں اس میں موجود ہیں۔ اس سے لئے بھگوان کے اُپاسک سورج دیو کا دھیان دھریں۔ بھگوان کو جو ترئے کہا ہے عین نور۔ پرکاش سروپ اور سورج پرکاش کا پونج ٹھہرے۔ اس طرح ان کا پرکاش روپ سے دھیان کرتے کرتے سادھک برہم لین اوستھا کو پراپت ہو جاتا ہے۔

اسی طرح انچاس پرکار کی وایو کے دیوتا ہیں۔ جن میں مریچی نام کا وایو دیوتا ادھک بل شالی ہے اس واسطے بھگوان اپنے کو مریچی بتلا رہے ہیں اور سیاروں میں سب سے زیادہ روشنی اور شیتلتا دینے والا چندرما بھی بھگوان کہتے ہیں۔ میں ہی ہوں۔ سادھکوں کو جو سروپ زیادہ مرغوب ہو وہی اُپاسنا کیلئے اشٹ دیو کے روپ میں گرہن کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ یاد رہے۔ بھگوان نے سب سے پہلے یہ گھوشنا کر دی ہے کہ وہ سب میں سب کچھ ہیں۔ آتم سروپ سے وہی براجمان ہیں۔ بھوتوں کے آد مدھ اور انت بھی وہی ہیں۔ یعنی ان کے سوائے کچھ ہے ہی نہیں۔ لیکن پھر بھی جب تک اپنے سروپ کو بھولا ہوا جیو اپنے کو الگ جیو جانتا ہے اور بھگوان کو پانا چاہتا ہے تو وہ اپنی شردھا سے بھگوان کو کہیں سے بھی پرگٹ کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر جائی سرودیاپک سرو روپ ہیں۔ اس طرح بھگوان نے کہا ہے

ہے آدتیوں میں میرا وشنو خطاب ۔ میں اشیائے پر نور میں آفتاب

مرتبچہ ہوں وایوں کے اندر ہوں میں ۔ منازل میں تاروں کی چندر ہوں میں

دوہا۔ سام وید ہوں ویدوں بیں۔ اندر امرگن ماہیں
جیون میں ہوں چیتنا۔ من اندرین نرنائیں (15 - 22)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ ویدوں میں سام وید ہوں۔ دیوتاؤں میں اندر ہوں۔ اندریوں میں من ہوں اور بھوت پرانیوں میں گیان شکتی یا جیون شکتی ہوں۔

(شرح) اے ارجن۔ تم جانتے ہو۔ وید چار ہیں۔ ان کو بالترتیب رگ وید۔ سام وید یجروید اور اتھروید کہتے ہیں۔ عام طور پر ان تمام ویدوں میں ادھیاتمک گیان سے سمبندھت اُپاسناؤں منش سماج کی وردھی کے لئے اُپیوگی یگ آدی کے منتروں ورن آشرم کے کرم اور دھرم کے نیم اور ایشور اور اُس کی اننت وبھوتیوں کی مہما اور اُستتی درج ہے۔ منش ماتر کو اشبھ سے ہٹا کر شبھ سکام کرموں میں لگا کر آہستہ آہستہ یگ یاگ اُپاسنا آدی میں سے گذار کر انت میں گیان کی سکھ سروپ بگیا (باغیچہ) میں لاکر کھڑا کر دینا وید کا ایک ماتر دھییے ہے۔ ویسے تو وید کے تمام منتر ہی ایک خاص ڈھنگ سے اُچارن کئے جاتے ہیں۔ ورنہ وہ پھلی بھوت نہیں ہوتے۔ ایسا ہم کو بزرگوں نے بتایا ہے۔ جنہوں نے ویدوں کا اچھی طرح ادھیین کیا ہے۔ لیکن سام وید میں ایک خاص خوبی ہے کہ وہ راگ ودیا کا بھی بھنڈار مانا جاتا ہے۔ اس وید کے منتروں کو ایک خاص پدھتی سے گایا جاتا ہے۔ اس کو پرانے زمانے میں سام گان کہتے تھے اور جہاں جہاں سام گان ہوتا تھا۔ وہاں دیوتا لوگ تو مگدھ ہو کر حاضر ہوتے تھے اور منشوں کو ور دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ پرتھوی منڈل کے واتاورن اور ارد گرد پر کرتی پر ایک خاص قسم کا اثر ہوتا تھا۔ جس کے زیر کوئی اسبھیہ (غیر مہذب) کریا نہیں ہو سکتی تھی۔ ناگہانی آفتیں انسان پہ وارد نہیں ہوتی تھیں۔ آنند اور شانتی کا دور دورہ رہتا تھا۔ سام وید کی اس مہتا کو مدِ نظر رکھ کر بھگوان نے کہا۔ ارجن ویدوں میں سام وید میں ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ باقی وید میں نہیں ہوں۔ وہ بھی میرا ہی ظہور ہے۔ لیکن چونکہ

میں اپنی خاص چیدہ وبھوتیاں آپ کو بتلا رہا ہوں۔ اس لئے تم مجھے ویدوں میں سام وید جانو۔ اب دیولوک کی تمام آبادی ہی دیوتاؤں کی ہے۔ ان کا کوئی انت ہی نہیں۔ ان بے شمار دیوتاؤں میں سب سے بڑی شان وشوکت والا دیوتا اندر ہے جو اُن کا راجہ ہے اس لئے دیوتاؤں میں تم مجھے اندر سمجھو اس کے علاوہ شریر کے اندر ہاتھوں کے اندر جو دیوتا موجود ہے۔ کیونکہ تمام اندریوں کا ایک ایک ادھشٹاتری دیوتا ہے۔ جیسے آنکھ کا سوریہ ناک کا اشونی کمار۔ ہاتھوں کا اندر دیوتا ہے۔ ہاتھوں کے ذریعہ محنت ہوتی ہے اس کی بدولت کھانے پینے کا سامان آتا ہے۔ انہی ہاتھوں سے وہ پکایا جاتا ہے۔ اور پھر انہی ہاتھوں کے ذریعہ کھایا جاتا ہے جس سے سارے شریر کو تمام اندریوں کے دوسرے دیوتاؤں کو تشٹی اور پشٹی ملتی ہے۔ اس وجہ سے بھی اِندر کو باقی دیوتاؤں پر بڑائی حاصل ہے۔ لہذا اے ارجن۔ دیوؤں میں اندر میں ہوں۔

منش شریر کے اندر دس اندریاں ہیں۔ پانچ تو گیان اندریاں ہیں۔ جن سے باہر اندر کا گیان ملتا رہتا ہے اور پانچ کرم اندریاں ہیں۔ جو گیان کے مطابق عمل کرتی ہیں۔ کرم اندریوں سے گیان اندریاں افضل ہیں اور سوکشم ہیں۔ لیکن ان سب کو نگرانی میں رکھ کر کام لینے والا من ہے۔ مثلاً گیان اندریوں میں کیمرے کے شیشے کی طرح اپنے آپ عکس اُترتے رہتے ہیں۔ لیکن جب تک من ان کے ساتھ شامل نہ ہو وہ عکس یا فوٹو نامکمل ہوتا ہے۔ من کے ساتھ ہونے سے کام بھی کام کہلاتے ہیں ورنہ وہ کام ہی نہیں ہوتے جس طرح پاگل آدمی کی کسی کریا کو کوئی کام نہیں سمجھا جاتا ہے۔ گویا اندریاں من روپی بڑھئی کے اوزار ہیں اس لئے اے ارجن۔ اندریوں میں تم مجھے من سمجھو۔ میں اندریوں کا راجہ ہوں۔ میں ہی منشوں کے من میں بیٹھ کر یا من کا روپ دھارن کر کے اندریوں کو کام میں لگا رہا ہوں اور اُن کے کام کی دیکھ بھال کر رہا ہوں یاد رہے۔ من بذات خود بھی ایک اندری ہے اور اس کو بعض جگہ گیارہویں اندری کہا گیا ہے۔ اس لئے بھگوان نے من کو اندریوں کے انترگت رکھ کر

ہی ایسا وچن کہا ہے۔

تمام بھوت پرانیوں میں دو اشیا بھن بھن پرتیت ہوتی ہیں۔ ایک تو پنچ بھوت آتمک شریر ہے۔ اور دوسری چیتنا یا جیون شکتی ہے۔ کیا ذی روح وغیر ذی روح تمام جڑ چیتن یا ستھاور جنگم کا یہی حال ہے۔ چیتن کی چیتنا کی کمی بیشی سے جڑ چیتن اور ستھاور جنگم کا بھید ہو رہا ہے ورنہ درحقیقت کوئی شے بھی غیر ذی روح یا جڑ نہیں ہے۔ درخت کی جس ٹہنی سے چیتنا گم ہوتی ہے وہ خشک ہو جاتی ہے۔ انسانی جسم کے جس انگ سے یہ چیتنا ہٹ جاوے وہی سوکھ جاتا ہے۔ یا مردہ ہو جاتا ہے اور چیتنا کا اظہار جب بالکل نہیں ہوتا۔ تو شریر ناکارہ ہو جاتا ہے۔ درخت سوکھ جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہستی مطلق کا تمام نظارہ اور کثرت کا یہ بے انت اکھاڑہ صرف جیون شکتی یا چیتنا پر نربھر ہے۔ یہ تمام شریر اکھوا بھوت پرانی جیون شکتی کے مظہر ہی نہیں بلکہ اظہار بھی ہیں۔ وہی شکتی ستھول روپ میں شریر اور سوکشم میں شکتی بن جاتی ہے۔ .... وہی پرکرتی ہے وہی پرش ہے۔ وہی قدرت ہے۔ وہی قادر ہے۔ وہی مفرد ہے وہی مرکب ہے ستھول وستو جو مرکب قدرت پرکرتی وغیرہ ہیں۔ یہ تبدیل ہوتی ہیں۔ وکار وان پدید ہوتی ہیں اور سوکشم نروکار ایک رس رہتی ہے۔ اس لئے سوکشم ستھول سے اشرف ہے۔ لہذا اے دوست۔ اس تمام سنسار میں جسم اور جان کے ملاپ میں مجھے جان (جیون شکتی) جان۔ میں چیتنا ہوں۔ جس کی وجہ سے تمام حرکت ہو رہی ہے۔ حرکت ہی زندگی ہے سہ

سمجھ مجھ کو ویدوں میں تو وید سام	میرا دیوتاؤں میں واسو ہے نام
حسّوں میں ہوں من مجھ کو پہچان تو	تو جان اہل جاں کی مجھے جان تو

دوہا۔ رُدرن میں شنکر جو ہوں۔ یکش میں دھنیش
پاوک ہوں وسوں میں۔ شیل سمیر سو دیش (23-10)

بھاوارتھ۔ گیارہ رُدروں میں شنکر ہوں۔ یکشوں میں دھن کا مالک کوبیر ہوں۔ آٹھ دستوؤں میں اگنی میں ہوں۔ پربتوں میں سمیرو پربت میں ہوں۔
(شرح) رُدر کے معنی رُلانے والے ہیں۔ شاستر میں گیارہ رُدر تبلائے جاتے ہیں۔ ان میں شنکر بھگوان ہیں پردھان۔ وہ سرشٹی کے سنگھار کرنیوالے کہے جاتے ہیں۔ اسی لئے وہ رُدر پتی مہادیو نام پاتے ہیں۔ رُدر بھی بھگوان کا ہی روپ ہیں۔ لیکن اُپاسنا کے واسطے شنکر کو مُکھ بتلایا ہے۔ راکشس اور یکش منشوں کی شرنیاں ہیں۔ راکشس اگرچہ عام منشوں میں شریرک شکتی میں زیادہ بل شالی ہیں۔ لیکن ان کا جیون امریادت ہونے سے بُدھی بل کم ہوتا ہے۔ آچار وچار میں کمی رکھتے ہیں۔ ورد چن کے مت الوسار شریر ماتر ہی اپنے کو جانتے ہیں۔ کھان پان میں بھکشیہ ابھکشیہ کا بھید نہیں رکھتے۔ خوب کھاتے پیتے ہیں۔ بھوگ ولاس میں مست رہتے ہیں۔ رات کے اندھیرے میں لوٹ مار کرتے ہیں۔ جان سے مار ڈالنا جن کے لئے معمولی کرتب ہے۔ ایسے اسبھیہ لوگ ہی راکھشس یا نشاچر ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو عام منشوں سے بُدھی بل میں بڑھے ہوئے ہیں۔ مانسک شکتیاں جن کی زیادہ پربل ہیں۔ جن شکتیوں کے سامنے سادھارن لوگ چکت ہو جاتے ہیں ایسے لوگ دیو یونی میں کہے جاتے ہیں۔ دیو یونی کی ایک شرینی یکش لوگ ہیں۔ ادبھت یوگ شکتیوں کے مالک ہیں۔ پرکرتی پر بھی کسی حد تک ان کا ادھکار ہو جاتا ہے۔ ایسے یکشوں میں بھگوان اپنے کو کوبیر بتلایا جو دھن کا دیوتا ہے یا دیوتاؤں کا ساہوکار کہا جاتا ہے۔
وسو کے معنی آبادیاں ہیں وہ سیارے جن میں آبادیاں ہیں۔ وسو دیوتا

کہلاتی ہیں۔ پرتھوی جل اگنی اور وایو بھی وسو دیوتا ہیں۔ چندرما۔ منگل اور شکر بھی وسو کہے جاتے ہیں۔ چونکہ تمام زندگی حرارت سے ہوتی ہے۔ جب تک شریر گرم ہے کہتے ہیں زندہ ہے۔ اگر شریر بالکل سرد ہو جاوے گرمی بالکل نہ رہے تو شریر مردہ کہا جاتا ہے۔ اس لئے حرارت ہی زندگی ہے۔ اور اگنی کا گن حرارت ہے۔ اس لئے تمام وسوؤں میں اگنی پردھان ہے۔ اسی لئے بھگوان نے اپنے کو اگنی کہا ہے۔ اگنی کو دیوتاؤں کا مکھ کہا جاتا ہے۔ تمام ہون۔ یگیہ آدی میں اگنی ہی مکھ کارک ہے۔ لہذا بھگوان کی اُپاسنا کے لئے اگنی بھی ایک پرتیک ہے۔

برف سے ڈھکی ہوئی پہاڑی چوٹیوں میں سمیرو پربت میں ہوں بھگوان نے ایسا کہا ہے۔ ہمارا سب سے اونچا پہاڑ ہمالیہ ہے اور اس کی کئی چوٹیاں بارہ مہینے برفوں سے لدی رہتی ہیں جب صبح شام سوریہ دیو کا پرکاش برف کی شفاف سطح پر عکس ریز ہوتا ہے۔ تو غالباً برف کی تمام چوٹیاں زردی مائل دکھائی دیتی ہیں جو سونے کی چمک سے ملتی جلتی ہیں۔ اسی لئے ہمارے رشیوں نے شاعرانہ انداز میں ان چوٹیوں کو سمیرو (سونے کا) پربت کہا ہے۔ اس سمیرو پربت کی شوبھا کو تمام ہندو شاستروں میں گایا گیا ہے۔ اس لئے بھگوان نے پربتوں میں اپنے کو ہم وان (ہمالیہ) کی سنہری چوٹیوں سے ایک روپ بتلایا ہے۔ بھگوان شو کے اُپاسک پربتوں کو ہی ان کا پرتیک مان کر پوجا کرتے ہیں۔ ۱۲ لنگ مختلف پہاڑوں کی بارہ چوٹیاں ہیں امرناتھ۔ کیدارناتھ۔ بدری ناتھ اتیادی اسی پرانی پرتھا کو دکھاتے ہیں جو آج تک چلی آرہی ہے۔ گو اس کا صحیح سروپ جنتا کے ذہن سے گم ہو چکا ہے۔ آؤ ذرا دھیان کریں۔ آسام کے کونے سے کشمیر تک جو اتنا بڑا پربت راج ہمالیہ ہے وہی شو ہے۔ تمام جنگل اور بنستھلی ان کی جٹائیں ہیں۔ ورشا کے روپ میں سدا ہی سے گنگا میا ان کی جٹاؤں میں اوتیرن ہوتی ہے بڑے بڑے خوفناک جانور۔ درندے۔ اژدہا سانپ وغیرہ ان شوجی کے بھوشن ہیں۔ ان کے شریر کو لپیٹے ہوئے ہیں۔ شری بھوانی پاربتی پرکرتی کے روپ میں سدا ان کی گود میں کھیلتی ہے

وہی ان کے آشرے یا ادھشٹان ہیں۔ ایسے جو شوجی ہمالیہ روپ سے براجمان ہیں۔ وہ نت سمادھی میں لین رہتے ہیں۔ اڈول اور اچل ستھت ہیں۔ پرکرتی ان کے آگے پیچھے ہزار قسم کے ناز ونخرے کرتی ہے۔ اُن کو سمادھی سے اُٹھانے کا یتن کرتی ہے لیکن ان کی سمادھی اکھنڈ ہے۔ ایسے شوجی کا ہم دھیان کرتے ہیں۔ انہی کو مکھ رکھ کر بھگوان شری کرشن بھی شیل پتھروں میں اپنے کو سمیرو پربت بتلا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا ہے

میں رِدروں کے اندر ہوں شنکر دلیر	جو ہیں راکشس یکش ان میں کوبیر
تو وسووں میں اگنی مجھے تو سمجھ	سب اونچے پہاڑوں میں میرو سمجھ

دوہا۔ دیو پروہت مکھ جو ہے۔ مو ہے برہسپت جان
کھوٹ مکھ سیناپتن میں۔ سر میں ساگر مان (10 - 24)

بھاوارتھ۔ اے ارجن دیوتاؤں کا جو مکھ پروہت برہسپتی ہے وہ میں ہوں سیناپتیوں میں میں سوامی کارتک ہوں اور پانی کے ذخیروں میں مجھے سمندر جان۔

(شرح) برہسپتی چونکہ دیوتاؤں کے پروہت اور گرو ہیں تو یقینی طور پر وہ باقی تمام پروہتوں سے افضل ہیں۔ ودیا اور گنوں میں بھی ضرور بڑھے ہوئے ہیں۔ دھرم اور کرم کے وشئے میں جو دوسروں کی رہنمائی کر سکے اور بوقت مشکل صلاح دے سکے۔ وہی پروہت ہوتا ہے۔ اس لئے اے ارجن۔ تو مجھے پروہتوں میں سے برہسپتی جی میں دیکھ۔ تمام دنیا کے جتنے سیناپتی ہیں۔ ان میں سب سے بہتر شوجی کے پُتر سوامی کارتک کو جان اور پانی کے جتنے ذخیرے تمہارے ذہن اور خیال میں آ سکتے ہیں ان سب میں تو مجھے سمندر ہی جان ہماری سرشٹی میں پانیوں کا سب سے بڑا ذخیرہ سمندر ہے۔ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ سرشٹی کے تمام پانیوں کا سرت اور آشرہ سمندر ہے تو بیجا نہ ہوگا۔ یہیں سے پانی سورج دیوتا کی کرنوں کے ذریعہ بھاپ بن کر ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر اوپر آسمانوں میں اُڑ جاتا ہے اور وہاں بادل اور بجلی کا روپ دھارن کرتا ہے اور وہاں سے

سارے بھومنڈل پر چھا جاتا ہے اور مینہ بن کر پانی برساتا ہے۔ وہی پانی ندی نالوں کا روپ دھارن کرتا ہے چشموں کے راہ باہر دھرتی پر پھوٹ کر نکلتا ہے۔ کوئیں اور باولیاں اسی پانی کیلئے بنائی جاتی ہیں۔ تمام بھوت پرانیوں کو جیون دھارن کرنے میں مددگار ہوتا۔ ان تمام روپوں میں گویا سمندر ہی ورتمان ہو رہا ہے۔ جس طرح بھگوان آتم روپ سے سب جگہ ورتمان ہیں۔ اسی طرح سمندر بھی پانی کے تمام سفر میں ہر مرحلہ پر موجود رہتا ہے۔

سمندر کے کنارے اگر آپ تھوڑی دیر بیٹھ کر ملاحظہ کریں۔ تو آپ کو اس جل ندھی کی مہانتا کا کچھ انوبھو ہوگا۔ بلا روک لہروں پر لہروں کا اٹھنا۔ پانی کے نیچے سے گڑگڑاہٹ کی مسلسل آواز۔ پانی کا ہر لمحہ بہت تیزی سے چنچل گتی پر رہنا۔ یہ سب دیکھ کر منش چکت ہو جاتا ہے سوائے اپنے ساحلی زمین کے کوئی کنارہ دکھائی نہیں دیتا۔ جب جوار بھاٹا آتا ہے تو میلوں تک کا علاقہ پانی کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ کتنا ہیبت ناک ہے۔ یہ درشیہ۔ اس سمندر کے اندر کس قدر ہیبت ناک جانور مگرمچھ مچھلیاں وغیرہ بھرے رہتے ہیں۔ ایسی مچھلیاں جن کے ٹکرانے سے بڑے بڑے بھاری جہاز پھٹ جاتے ہیں۔ جن کی ایک ایک ہڈی سے کئی کرسیاں اور سٹول بن جاتے ہیں۔ جن کا وزن ٹنوں میں ہوتا ہے۔ اس کی گہرائی کا کوئی اندازہ نہیں ہوتا اس سمندر میں ایک نرالی دنیا ہی آباد ہے۔ جس کا پورا پورا گیان ابھی منش کو نہیں ہوا۔

اے پرانی۔ اس سمندر میں جو کہ شان و شوکت میں رعب داب اور چال ڈھال میں کسی شہنشاہ سے کم نہیں ہے۔ پرماتما کو دیکھ۔ بھگوان ہی سمندر کے روپ میں براجمان ہیں۔ اس لئے بھگوان شری کرشن نے ارجن سے کہا ہے

جو پروہت ہیں ان میں برہسپت ہوں میں ۔۔۔ سن ارجن کہ سرکردہ پروہت ہوں میں
سکندا ہل شنکر کے اندر کہو ۔۔۔ تو جھیلوں کے اندر سمندر کہو

دوہا۔ مہرشن میں بھرگو ہوں ۔ بانی میں اونکار
یگیہ میں جپ یگیہ ہوں ۔ استھاور میں ہم دھار (10 - 25)

بھاوارتھ ۔ مہرشیوں میں بھرگو اور وچنوں میں ایک اکشر اونکار ہوں۔ یگیوں میں جپ یگیہ ہوں اور ستھر رہنے والوں میں ہمالیہ ہوں۔

(شرح) اے ارجن ۔ برہماجی کے مانس پتروں میں ایک مہرشی بھرگو تھے۔ جن کو سداہی اپنے سروپ میں نشچے تھا اور وہ نت مکت ہوئے ہیں۔ ان کو لوک لوکانتروں میں ادھکار تھا۔ انھوں نے ایکبار بھگوان وشنو کی چھاتی میں لات دے ماری تھی۔ اور بھگوان نے ان کے پاؤں کو دبایا تھا کہ کہیں ان کو کشٹ ہوا ہوگا اور ان کے پاؤں کا نشان اپنی چھاتی پر دھارن کئے رہتے ہیں۔ ایسے شکتی شالی تمام دو دیاؤں میں ہیں۔ مہرشی بھرگو میں تو میرا ہی درشن کر۔ اور جس قدر شبد اور وچن ہیں۔ تمام بانی کا آدسروت ایک اکشر "اوم" ہے۔ اوم ہی برہم ہے۔ اوم ہی وراٹ ہے اوم ہی ہرنیہ گربھ ہے اوم ہی ایشور ہے۔ اوم سے ہی یہ کچھ ہوا ہے۔ چاروں ویدوں کی اُتپتی اوم سے ہے۔ اوم ہی پرماتما کا پیارا نام ہے۔ ایسا جو اوم ہے وہ میرا ہی سروپ ہے۔ انیک پرکار کے یگیہ ویدوں اور شاستروں میں کہے گئے ہیں اور اُن کے الگ پھل ہیں۔ لیکن ان تمام یگیوں میں جپ یگیہ وشیش گنوں والا ہے۔ جپ یگیہ وہ یگیہ ہے۔ جس میں بہت سے لوگ مل کر کسی خاص منتر کا جپ کرتے ہیں اور ایک خاص مقدار میں پورا ہو چکنے پر ہون کیا جاتا ہے اور انت میں برہمنوں سادھوؤں اور نادہندگان یا دردر نارائن کو بھوجن کھلایا جاتا ہے جہاں بھوجن سے منشوں کے اندر جٹھر اگنی کی ترپتی ہوتی اور انتر آتما پرسن ہوتا ہے وہاں اگنی کو آہوتیوں دوارا اور بھاؤپورن اُچارن کئے ہوئے منتروں سے ترپت اور پرسن کیا جاتا ہے۔ اس اگنی کے ذریعہ تمام پر پنچ کے بھوت پرانیوں میں پرسنتا کا سنچار سمجھا جاتا ہے۔ وشو شانتی اور کلیان میں وہ منتر جپ یگیہ بہت حد تک سہائک ہوتا ہے۔ جہاں منتر جپ کرنیوالوں کا منوبل بڑھتا ہے۔ ان کے سنکلپ

سنکلپ میں انوپم شکتی آتی ہے اور جب وہ پورن شردھا اور ست بھاؤ ناسے پرماتما کا دھیان کرتے ہوئے سنکلپ کرتے ہیں اور منتر اوچارن کرتے ہیں تو اُن کے وہ سنکلپ ضرور پورن ہوتے ہیں۔ ایسی ہی نیتی ہے۔ یہی قاعدہ قدرت ہے۔ جہاں باقی یگیوں کے پھل تچھ انت ہیں۔ اس یگیہ کا پھل اتم اور نت ہے۔ چرستھائی ہے اس لئے بھگوان کہتے ہیں کہ یگیوں میں جپ یگیہ میں ہوں۔

دُنیا میں ایسی اشیا کم ہیں۔ جو ایک جگہ پر قائم رہتی ہیں۔ اور جو تھوڑی نظر آتی ہیں۔ بنسپتی آدی۔ وہ بہت جلدی اپنی روپ ریکھا تبدیل کر لیتی ہیں۔ لہٰذا اُن کو چر کال تک ستھر رہنے والی نہیں سکتے۔ پربت البتہ کافی دیر تک ستھر رہتے ہیں اور اُن کو اڈول اچل کہہ سکتے ہیں۔ ان تمام شکھروں میں ہمالیہ ہی سب سے اونچا اور بڑا مانا گیا ہے۔ اقبال نے اسی کی جانب اشارہ کرکے کہا تھا

پربت وہ سب سے اونچا ہمسایہ آسماں کا وہ سنتری ہمارا۔ وہ پاسباں ہمارا

بھگوان کہتے ہیں۔ اے ارجن۔ اچل اور ستھر وستوؤں میں تو مجھے ہمالیہ میں دیکھ۔ ذرا کلپنا کریں کہ تین ہزار میل لمبا اور ۳۰ ہزار فیٹ اونچی چوٹیوں والا ہمارا یہ سنتری کیونکہ اپنی شان میں مست کھڑا ہے۔ یگوں کے یگ بیت گئے۔ یہ نت نئے سے نئے روپ دھارن کرتا ہے۔ لیکن اچل ہے۔ اپنی جگہ پہ ستھر ہے۔ دولت کے کتنے خزانے اس کے اندر پوشیدہ ہیں۔ جنگلات کی دولت۔ جانوروں کی دولت۔ معدنیات کی دولت۔ ندیوں نالوں چشموں کی دولت دھن دھان آدی کی دولت۔ رشی مہرشی لوگوں کی تپسیا کا داتا وَرن لئے ہوئے اس کی شانتی دینے والی وادیوں بھی عجیب دولت ہے۔ اس طرح یہ بھارت ورش کیلئے یہ ہمالیہ سدا سے ہی پوجنیہ چلا آیا ہے۔ ہندو دھرم شاستروں میں رشیوں اور منیوں نے اس گری راج ہمالیہ کے بہت گن گائے ہیں۔ بھگوان شری کرشن اگر اسے اپنا سروپ بتلا رہے ہیں تو تعجب کی کیا بات ہے۔ اس بات کا انوبھو صرف وہی مہا انوبھاؤ کر سکتے ہیں۔ جو کبھی گھر سے نکل کر بدری ناتھ کدار ناتھ گنگوتری اور یمنوتری کی یاترا کو گئے ہوں۔ جنھوں نے قادر کی قدرت کو۔ ایشور کی پرکرتی کو سین سینریوں میں پراکرتک درشیوں میں۔ ندیوں میں چشموں میں تالابوں میں اور وادیوں میں

مطالعہ کیا ہے اور اس قانون کو محسوس کیا ہے جو ہر جاندار اور بے جان میں عمل پذیر ہو رہا ہے۔
اسی لئے بھگوان نے کہا ہے کہ سب سے پہلے مجھے ان بڑی بڑی وبھوتیوں میں دیکھو۔ میں اونکار
ہوں ہمالیہ ہوں۔ بھرگو ہوں۔ سمندر ہوں۔ سمیرو پربت ہوں۔ اگنی ہوں۔ شنکر ہوں۔ رُدر
ہوں وغیرہ۔ جب ہم ان میں بھگوان کو دیکھنے لگ جاویں گے تو پھر سب چھوٹی موٹی چیزوں میں
بھی بھگوان کا درشن ہونے لگے گا۔ اسی لئے انھوں نے ارجن سے کہا ؎

بھرگو یعنی رشیوں کا سردار ہوں — سخن میں سخن صرف اونکار ہوں
یگوں میں ہوں جپ یگ نرالا ہوں میں — جو محکم ہیں ان میں ہمالا ہوں میں

دوہا۔ برکھن میں پیپل ہوں ۔ رِکھن میں نارد دیو
گندھربن میں چتررتھ۔ سدھ کپل مو بھیو (۱۰۔ 26)

بھاوارتھ۔ سب برکشوں میں پیپل ہوں۔ دیورشوں میں نارد منی ہوں۔ گندھربوں
میں چتررتھ اور سدھوں میں کپل منی ہوں۔

(شرح) درختوں میں پیپل کا درخت ایک خاص درجہ رکھتا ہے۔ ہندو شاستروں میں اس کو برہما
کہا گیا ہے۔ اور ملشوں پر ہر روز پیپل کو پانی دینا دھرم کا ایک انگ رکھا گیا ہے۔ اس وشال
برکش کی طرف ذرا دھیان کریں۔ کتنے چھوٹے سے بیج میں سے کس قدر بڑا درخت پیدا ہوتا
ہے۔ اس کی اونچائی۔ اس کا پھیلاؤ ہزاروں چرندوں اور پرندوں کو خوراک دیتا ہے رہنے کو
استھان دیتا ہے۔ دھوپ سے تھکے ماندوں کو سایہ دیتا ہے۔ بیماروں کو صاف شدھ ہوا دیتا
ہے۔ اس کی جڑیں۔ پتے دواؤں کے کام آتے ہیں۔ اتنے گنوں والا یہ درخت نہیں۔ ساکشات
پرمیشور ہی مورتی مان ہو کر کھڑا ہوا ہے۔ چپ چاپ نشکام سیوا کا اُپدیش دے رہا ہے۔
زبانی جمع خرچ سے نہیں بلکہ اپنے عملی جیون سے۔ جو اُسے پتھر مارتے ہیں۔ اس کی شاخیں اور اپنے
کاٹتے ہیں اور جو اُسے پانی دیتے ہیں۔ سب کو ایک جیسا ہی سایہ اور آرام دیتا ہے۔ اس کا سارا

جیون دوسروں کے لئے ہے وہ اپنے لئے نہیں جیتا۔ بلکہ اس کا جلینا یگیہ روپ ہے اور بھگوان نے سوئم اپنے کو ادھی یگیہ بتایا ہے۔ اسلئے اب وہ کہتے ہیں کہ درختوں میں پیپل ہوں۔ اے لوگو۔ پیپل میں پرماتما دیکھنا سیکھو۔

دیو رشی ناردمنی کو کون نہیں جانتا۔ پریا بھگتی کے سوتروں کے رچتا۔ بھگوان نارائن کے اننیہ بھگت وینا ہاتھ میں لئے ترلوکی کا مگن کرنے والے۔ جگیاسوؤں کو سوکشم روپ سے مدد کرنیوالے۔ جہاں بھگوان کا گن انوادگا یا جارہا ہو۔ بھگون نام کا کیرتن ہوتا ہو۔ وہاں موجود رہنے والے۔ چوبیسوں گھنٹے بھگوان کے نام کا جپ چلانے والے ناردمنی تمام دیو رشیوں میں مانئیہ ہیں۔ شریر سے الگ دکھائی دیتے ہیں۔ ورنہ پربھو کے پریم میں ارت ہونے سے وہ پربھوتے ہی ہیں۔ اس لئے بھگوان نے دیو رشیوں میں اپنے کو نارد بتایا ہے۔

اسی طرح گندھربوں کا راجہ چتررتھ اپنی جاتی میں مہان پُرش ہے۔ اسلئے بھگوان ہی چتررتھ کے روپ میں موجود ہوتے ہیں۔ جتنے سدھ پُرش آجتک ہوئے ہیں ان میں کپل منی کا نام سب سے اوپر ہے کیونکہ یہ جنم سے ہی سدھ تھے اور بال اوستھا میں ہی انھوں نے اپنی ماتا کو اُپدیش دیا تھا۔ انھوں نے ہی اپنے انوبھو دوارہ سانکھ شاستر کی رچنا کی تھی۔ اسی سانکھ کے فلسفہ پر ویدانت کی نیو (آثار) رکھی گئی ہے۔ ایسے مہان وکتا۔ مہان درشٹا۔ مہان دارشنک آچاریہ اور سدھ کو بھگوان اپنا روپ بتا رہے ہیں۔ اس طرح جہاں گن وشیش آپکو دکھائی دیں وہاں آپ بھگوان کی وبھوتی کو انوبھو کرنے کی کوشش کریں۔ اے ارجن۔ یاد رکھیں ہی سب میں سب کچھ ہوں۔ سرور روپو ہم سے

درختوں میں پیپل کا ہوں میں درخت ، میں رشیوں میں نارد ہوں اے نیکبخت
ہوں گندھرب لوگوں میں چترتھ میں ، کپل ہوں منی ان میں جو سدھ ہیں

فرد ہا۔ رشیوں میں اُچی سروا۔ گج ایراوت مان
میں ہی نرپ ہوں نرن میں۔ پوکھت سب کے کام (27 - 10)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ گھوڑوں میں تو مجھے اُچی سروا جان اور ہاتھیوں میں ایراوت ہاتھی۔ منشوں میں تو مجھے راجہ سمجھ۔

(شرح) مطلب صاف ہے۔ اُچی شروا گھوڑا امرت سے اُتپن ہوا اس لئے اس کی مہانتا ہے اور ایراوت اندر (دیوتاؤں کے راجہ) کا ہاتھی ہے۔ اس لئے یہ بھی مہان ہے۔ منشوں میں راجہ کو تو بڑائی حاصل ہے۔ یہ سب کو ظاہر ہے ؎

میں گھوڑوں میں ہوں اندر کا اسپ نر	جو امرت کے منتھن سے آیا نظر
میں فیلوں کے اندر ہوں اندر کا فیل	جو انساں ہیں ان میں شہ بے عدیل

دوہا۔ ہتھیارن میں بجر ہوں۔ کام دھینو گائے
کام پر جاپتی مانجھ ہوں۔ باسک سرپن رائے (۱۰ - 28)

بھاوارتھ۔ اے ارجن شستروں میں بجر ہوں۔ گایوں میں کام دھینو ہوں سنتان اُتپتی کے ہتو کام دیو ہوں اور سرپوں میں ان کا راجہ باسکی ہوں۔

(شرح) مطلب واضح ہے۔ بجر اندر کا ہتھیار ہے جس سے پہاڑ بھی چورن ہو جاتے ہیں۔ کام دھینو گئو یا اندر کے پاس کہی جاتی ہے یا مہرشی واشسٹ کے پاس تھی جس کو وشوامتر لے جانا چاہتے تھے۔ اس گئو سے نہ صرف دُور کی بلکہ ہر شے ضروریہ کی پراپتی کہی جاتی ہے ؎

میں آلات جنگی میں برق تپاں	میں گایوں میں ہوں کام دھک بیگماں
شہنشاہ ناگوں کا میں واسکی	ہوں کندرپ جس سے ہوں پیدا سبھی

دوہا۔ ناگن مانجھ انت ہوں۔ ورن جو ہوں جل جنت
پترن میں ہوں اریما۔ جم ہوں سنجم ونت (۱۰ - 29)

بھاوارتھ۔ میں ناگوں میں شیش ناگ جل جنتوؤں میں ورن دیوتا پتروں میں ان کا ادھی پتی اریما اور شاسن کرنیوالوں میں یم راج ہوں۔

(شرح) پہلے سریوں میں اپنے واسکی سروپ بتایا۔ اب اپنے کو شیش ناگ بتا رہے ہیں۔ شیش ناگ کی شیا پر بھگوان وشنو کشیر ساگر میں آرام کرتے ہیں۔ چونکہ جل کا دیوتا ورن ہے اس لئے تمام جل چروں کا ادھی ناتک بھی ورن ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے بھگوان اپنے کو جل چروں میں ورن بتا رہے ہیں۔ پتروں میں پتر لوک کا ادھی ناتک اریما سب سے بڑا اسمردھی والا پتر یشور ہے۔ اسلئے بھگوان ہی اریما نام کے پتر ہیں۔ اور وہی کال روپ میں شاسن چلا رہے ہیں۔

میں ناگوں میں ہوں شیش لاانتہا	میں جل باہوں میں ورن دیوتا
مہا پتروں میں ہوں اریا ذی حشم	میں دُنیا کے فرمانرواؤں میں یم

دو با۔ دتین میں پر ہلاد ہوں۔ پر برن یا کو کال
سنگھ جو ہوں سبھی مرگن میں۔ گرڑ پنکھن آل (30-10)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ میں دتیوں میں پر ہلاد ہوں۔ گنتی کرنیوالوں میں سمے (کال) ہوں پشوؤں میں شیر ہوں اور پکشیوں میں گرڑ ہوں۔

(شرح) دتیوں کا راجہ پر ہلاد شبھ گنوں سے سمپن اور وشنو بھگت تھا۔ دیت جاتی میں اُتپن ہو کر وہ دیت نہیں۔ اس لئے بھگوان ہی دیت راج پر ہلاد تھے اور کال یا وقت کے بغیر کوئی حساب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بھگوان ہی سمے کا روپ دھارن کرتے مرگ راج سنگھ سارے پشو سماج کا راجہ مانا جاتا ہے۔ سب سے زیادہ طاقتور اور دبدبہ والا۔ جنگل کا بادشاہ ہے۔ بھگوان کہتے ہیں۔ جانوروں میں شیر میں ہوں۔

پرندوں میں بھگوان وشنو کا واہن گرڑ بھی بھگوان ہی ہیں سے

میں دتیاؤں میں پرہلاد ہوں — میں وقت ان میں رکھیں جو گنتی کا گُن
میں شیر ببر سبھا درندوں میں ہوں — تو وشنو کا شاہیں پرندوں میں ہوں

دوہا۔ پوترن میں پون ہوں۔ ششتر دھارین میں رام
جل جنتن میں مگر ہوں۔ گنگا ندی ابھی رام (31 - 10)

بھاوارتھ۔ میں پوتر کرنیوالوں میں وایو ہوں۔ ششتر دھاریوں میں رام ہوں
میں مچھلیوں میں مگرمچھ ہوں اور ندیوں میں بھاگیرتھی گنگا ہوں۔
(شرح) دُنیا میں شدھی کے واسطے کئی اشیا ہیں۔ مثلاً ہاتھ صاف کرنے کے واسطے مٹی
برتن صاف کرنے کے واسطے مٹی اور راکھ۔ شریر اور کپڑوں کو صاف کرنے کے واسطے
جل۔ لیکن یہ سب سوتم بھی گاہ بگاہ اشدھ اور ناپاک یا گندے ہو جاتے ہیں لیکن
ہوا ایک ایسا صفائی کنندہ تتو ہے کہ خود نا صاف ہوئے بغیر صفائی کا کام کرتا ہے۔ مٹی
پانی۔ راکھ وغیرہ کو بھی ہوا صاف کر دیتی ہے اسی لئے اس کو سب سے زیادہ پوتر
کرنیوالا کہا ہے۔ پھر یہ وایو اسنگ ہے۔ کسی کے گن دوش کو گرہن نہیں کرتا۔ جل اور
آچل دونو اوستھا میں سمان گنوں والا رہتا ہے۔ اس لئے بھگوان اپنے کو وایو کہہ رہے
ہیں۔ "میں پوتر کرنیوالوں میں وایو ہوں"۔ آجتک جتنے ششتر دھاری ہوئے ہیں ان میں
شری رام چندر ہوں کیونکہ وہ مریادا پرشوتم تھے۔ انھوں نے ششتر کو بھی مریادہ سے
دھارن کیا ہے اور برتا ہے۔ اسی لئے ششتر دھاریوں میں وہ اُتم ہیں۔ مچھلیوں میں سب
سے بڑا روپ مگرمچھ کا ہے۔ جل میں اپنے علاقہ کا یہ بھی بادشاہ ہے۔ کبھی اس کو پانی میں
تیرتا دیکھو۔ کس قدر نڈر تا سے کس شان اور لاپرواہی سے چلتا ہے اور جب ندی
کنارے ریت پر آکر خوراک کو ہضم کرنیکے واسطے کروٹیں بدلتا ہے۔ یا جب مست

ہو کر پھر جانا چاہتا ہے تو کس قدر مہان معلوم ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو بھگوان کی ہی وبھوتی تو ہے۔ شری بھگوان سوئم ہی مگر کے روپ میں کریا کرتے ہیں۔ گنگا کو ہی دیکھو۔ کس طرح دھوں دھوں کرتی ہوئی چلی جا رہی ہے۔ کتنا وشال روپ ہے اس کا۔ اشنان کرنے والوں کو کیوں کر پاون کرتی ہے۔ رشی مہرشیوں نے اس کے گیت گائے ہیں۔ ہندو جگت کی یہ ماتا ہے۔ بھگوان وشنو کے ساکشات چرنوں سے نکلی ہے۔ بھگوان شِو (ہمالیہ) کی جٹاؤں میں برسوں چکر کاٹتی رہی اور آخر بھاگیرتھ کی تپسیا کے کارن پرتھوی کو پوتر کرنے کے واسطے بھارت بھومی میں پرواہت ہوئی ہے۔ اپنی شیتل دھارا سے سب کو شانت اور شیتل کر رہی ہے۔ بسپتی اور اناج پیدا کرنے میں سہائک ہے۔ اس کے پانی میں وہ گن ہیں جو ساری دُنیا کے کسی دریا یا چشمے کے پانی میں نہیں۔ اس پانی میں نہ کیڑا پڑتا ہے۔ نہ جالا پیدا ہوتا ہے۔ اس کو بند رکھیں یا کھلا رکھیں یہ کبھی خراب نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ تر و تازہ رہتا ہے۔ اسی لئے یہ امرت ہے۔ نام لیتے ہی ہر ہندو کا سر شردھا سے جھک جاتا ہے۔ اسی لئے سوامی رام نے کہا تھا۔ ع ندیاں دی سردار گنگا رانی ہے۔ یا ع گنگا میں تین تھون بلہارے جاؤں۔ واقعی گنگا تمام ندیوں کی سردار ہے۔ اس کو مہارانی گنگا کہتے ہیں۔ بھگوان کی یہ ایک اتویم وبھوتی ہے۔ اس کی پوجا اور ودھی پوربک دھیان کرنے والے یقیناً پاک پوتر اور مکتی کے ادھکاری ہو جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ اس لئے اے ارجن گنگا میں تو مجھے دیکھ۔ میں ہی سوئم امرت روپ سے بہہ رہا ہوں ؎

میں صرصر ہوں ان میں جو ہیں تیز گام ۔۔۔ میں ہوں تیغ و شمشیر والوں میں رام
مجھے مچھلیوں میں مگر جان تو ۔۔۔ تو نہروں میں گنگا مجھے مان تو

دوہا۔ آد انت اور مدھ ہوں۔ سب سرشٹ کو میں ہی
ادھیاتم ودیان میں۔ واد وادِین ماہیں

بھاوارتھ۔ تمام سرشٹیوں کا آدمدھ اورانت میں ہی ہوں۔ تمام ودیاؤں میں آتم ودیا ہوں۔ اور وواد کرنے والوں میں تتو نرنے ارتھ واد میں ہوں۔

(شرح) جس طرح سونا کہہ سکتا ہے کہ تمام زیوروں کا آدمدھ اورانت میں ہوں۔ زیور نہیں بنا تھا تب بھی سونا تھا۔ زیور بن گیا تب بھی سونا ہے اور زیور جب ناش ہوگا تب بھی سونا موجود رہے گا۔ اس طرح سونا زیورات کا آدمدھ اورانت ہے۔ اسی طرح مٹی برتنوں کا اور لوہا اوزاروں کا آدانت اور مدھ ہیں۔ ثابت ہوا کہ اُپادان کارن اپنے کاریہ کا آدمدھ اورانت ہوتا ہے۔ اسی طرح بھگوان بھی جو اس سرشٹی کے مہا کارن ہیں اور علت فاعلی اور علت مادی دونوں ہی ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں۔ اے ارجن ساری سرشٹیوں کا اُپادان کارن میں ہوں۔ یہ سب کچھ مجھی سے ہے۔ اس کا آدانت اور مدھ سب کچھ میں ہوں۔ میرے سوائے یہاں کچھ ہے ہی نہیں۔ سنسار میں آج تک جتنی ودیائیں اُپلبدھ ہیں۔ ان سب میں آتم ودیا سریشٹ ہے جس سے منش کو اپنے سروپ کا گیان ہوتا ہے۔ تمام وہم اور بھرم دُور ہوجاتے ہیں۔ منش اسی جیون میں مکت ہوجاتا ہے۔ ابھئے پد کو پراپت ہوتا ہے۔ اس لئے بھگوان آتم ودیا کو اپنا سروپ بتاتے ہیں۔ دُنیا میں بحث مباحثہ بھی اکثر ہوتے ہیں۔ مختلف مضمون لیکر لوگ واد بواد کرتے ہیں۔ لیکن وادتتو کے نرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ وہی اُتم ہے۔ دوسرا نہیں۔ اس لئے اپنے کو سروپ گیان ارتھ کئے جانے والا واد کہتے ہیں۔ اسی آشے سے اُنھوں نے ارجن سے کہا ؎

میں آغاز و انجام اہل جہاں	جو کچھ درمیاں ہے تو میں درمیاں
میں علموں میں ہوں علم جاں اے عقیل	دلیلوں میں ارجن میں حق کی دلیل

دوہا۔ اکھشر ماںجھ اکارن ہوں۔ دوند سماسن جان
میں ہی اکھشے کال ہوں۔ بدھاتا موکو مان (33-10)

بھاوارتھ۔ اکشروں میں اکار (अ) ہوں۔ اور سماسوں میں دوندسماس ہوں
میں ہی اکھشے (لافانی) کال ہوں اور سنسار کا دھارن پوشن کرنیوالا (ودھاتا) ہوں۔
(شرح) ورن مالا اکار سے شروع ہوتی ہے۔ اکار سب سے مہتو والا اکشر ہے۔ اسلئے یہ
بھی بھگوان کی وبھوتی ہے۔ اوم کا بھی سب سے پہلا اکشر اکار ہوں۔ لفظوں کو ملانے میں جو
کام آوے وہ سماس ہوتے ہیں۔ ان سماسوں میں دوندسماس بھگوان کی وبھوتی
ہیں۔ چونکہ بھگوان آتم روپ سے سب میں براجمان ہیں۔ آتم روپ سے سب کی ایکتا
سدھ کرتے ہیں۔ اسلئے یہ سماس بھی ہیں۔ کال بھی جن کا آشرے لیتا ہے۔ جو کال کے
بھی مہاکال ہیں۔ بھگوان ایسے لافانی کال سروپ ہیں۔ چونکہ سرشٹی کے آدانت اور
مدھ بھگوان سوئم ہیں۔ اسلئے وہی اس کے ودھاتا۔ دھارن کرنیوالے اور پوشن کرنیوالے بھی ہیں۔

جدھر دیکھتا ہوں جہاں دیکھتا ہوں — میں اپنا ہی جلوہ عیاں دیکھتا ہوں

اس طرح بھگوان جلوہ جلالی اور جمالی دونو بیان کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا ہے

الف ہوں سخن جو کرے ابتدا — میں ہوں عطف لفظوں کو دے جو ملا
میں ہوں وقت جس کو فنا ہی نہیں — محافظ ہوں وہ جس کا رُخ ہو کہیں

دوہا۔ جو سب کو سنگھرت ہوں اور اُتپانے ہار
سری کیرتی سمرتی کھما دھرتی بدھ دھار (10 - 34)

بھاوارتھ۔ میں ہی سب کا سنگھار کرنیوالا مرتیو ہوں اور آئندہ ہونیوالے جیووں
کو اُتپن بھی میں ہی کرتا ہوں استریوں میں شری کیرتی سمرتی میدھا اور کشما میں ہوں۔
(شرح) اے ارجن۔ ظاہرا طور پر یہ اُتپتی وناش یا جنم مرن کا جو سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔
ان کا کرتا بھی میں ہوں۔ اُتپن کرنیوالا برہما میں ہی ہوں۔ سنگھار کرنیوالا شو بھی میں ہی ہوں
اُتپتی رجوگن کا رپہ ہے اور سنگھار تموگن کا۔ دونوں گن ایک ہی پرکرتی کے ہیں اور پرکرتی

بھگوان کی ایک شکتی وشیش ہے جو بھگوان سے جدا اپنی کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ لہذا یہ اُتپتی اور وناش کے
دنوں گن بھگوان واسو دیو کے ہی دو روپ ہیں۔ اوصاف حسنہ از قسم کھما (معاف کرنا) شدھ بدھی۔
یش۔ دھن میدھا۔ سمرتی یادداشت یہ سب بھگوان کے ہی روپ ہیں۔ چونکہ ان گنوں کو بانی میں استری
واچک ناموں سے لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ بھگوان نے ان کو استریوں میں گنا ہے۔
ابتک جو کچھ بھگوان نے اپنی وبھوتیاں بتلائی ہیں۔ ان کو یکجا کرنے کرنے سے معلوم ہوگا کہ ایسی
کوئی وستو نہیں۔ جو بھگوان کی وبھوتی نہ ہو۔ گویا بھگوان واسو دیو ہی خود ان سارے روپوں
میں آکر موجود ہوئے ہیں۔ کیا جاندار اور کیا بے جان۔ کیا درشٹا اور کیا درشیہ۔ کیا گن اور کیا دوش۔
کیا دیوا اور کیا اسُر۔ کیا نیک اور کیا بد سب ہی بھگوان کے روپانتر ہیں۔ سوانگی کے سوانگ نٹ ورکی
لیلا ہے۔ جب یہ حال ہے تو پھر آہنکار بیچارے کی کونسی گنجائش رہ جاتی ہے۔ جیو کہاں ہے۔ ایشور اور مایا
کیسی۔ ایک ہی سونا انیک زیوروں میں دکھائی دیتا ہے۔ میں فلاں ولد فلاں ساکن موضع فلاں ذات
فلاں سب کا سب جھوٹ کا پلندہ بنکر رہ جاتا ہے۔ اور یہی گیتا کا منشا اعلیٰ ہے۔ اسی واسطے بھگوان
نے ارجن سے کہا ؎

قضا ہوں جو کرتی ہے سب کو فنا — نئی زندگی کی ہوں میں ابتدا
میں ہوں صنف نازک میں اقبال و نام — سخن حافظہ عفو عقل و قیام

دوہا۔ مہا سام ہوں سام میں۔ ہوں گاتیری چھند
مارگ سیر ہو ماس میں۔ رت بسنت سکھ کند

بھاوارتھ۔ گانے یوگیہ شرتیوں میں برہت سام ہوں اور چھندوں میں گاتیری چھند ہوں
مہینوں میں مارگ شیرش ہوں اور موسموں میں موسم بہار ہوں۔
(شرح) مطلب صاف ہے ؎
میں ساموں میں برہت سام اے ہوشمند — تو چھندوں میں گاتیری کا ہوں میں چھند

بہاروں میں پھولوں کی ہوں میں بہار
مہینوں میں مجھ کو اگھن کہ شمار

دوہا۔ جوآ ہوں سب چھلن میں یہ تجسوین میں تیج
جے اَر اودم ست ہوں۔ ستونتن میں کیج (36 - ۱۰)

بھاوارتھ۔ چھل کرنیوالوں میں جوا ہوں تجسوی پرشوں کا تیج میں ہوں۔ جیتنے والوں کی جیت ہوں۔ نشچہ والوں کا نشچہ ہوں اور ساتوک بھاو والوں کا ستو ہوں۔
(شرح) اس شلوک میں بھگوان نے اپنے کو جوا۔ تیج۔ جیت۔ یقین اور ستوگن بتلایا۔ شاید کسی کو "جُوا" شبد پر اعتراض ہو کہ بھگوان جوا کیوں ہو سکتے ہیں۔ ان سے ہماری یہی پرارتھنا ہے کہ بھگوان اپنے برہم سروپ کرکے سرب روپ ہیں۔ اور دوسری کوئی وستو ہے ہی نہیں۔ اسلئے نیک و بد صرف جیووں کی درشٹی ہے۔ برہم میں نہ کوئی نیک ہے نہ بد۔ تمام شبد تمام ارتھ وہی ہیں۔ ست بھی وہی ہیں۔ جڑ بھی وہی ہیں۔ گیان اگیان۔ پرکاش اندھکار سب کچھ وہی ہیں۔ بلکہ تمام دوند سے پرے ہیں۔ جگیاسو کی محض سمجھ کیلئے اُپدیش ارتھ یہ کلپنا کی گئی ہے کہ وہ چیتن ہیں۔ جڑ نہیں۔ روح ہیں مادہ نہیں۔ آتما ہیں شریر نہیں۔ ازروئے حقیقت کیا جڑ کیا چیتن کیا ست کیا است کیا گیان اور کیا اگیان۔ کیا روح اور کیا مادہ سب ہی ایک شے کے اننت نام ہیں۔ ظہورہ کے اختلاف کی وجہ سے شبدوں میں بھن بھید ہو گیا ہے۔ ارتھ وہی ہے۔ لہذا بھگوان جوا بھی ہیں جوا کھیلنے والے بھی ہیں۔ جیتنے والے بھی وہی ہیں اور ہارتا کون ہے۔ ہارنے والے بھی خود ہی ہیں۔ اسی طرح یقین والوں میں یقین اور ساتوک پرشوں میں ستوگن کا پرکاش بھی ہیں۔ ~~

جُوا ہوں میں ان میں جو چلتے ہیں چال
جلال ان کا جن میں ہے جاہ و جلال
ارادہ بھی ہیں فتح و نصرت بھی میں
جو صادق ہیں۔ ان کی صداقت بھی میں

دوہا۔ یادو کل کرشن ہوں۔ ارجن پانڈو ماہیں
منیوں میں ویاس مُن۔ گنو شکر کو یُن ماہیں

بھاوارتھ۔ یادوکل ہیں میں کرشن ہوں۔ اور پانڈوں میں ارجن ہوں۔ منیوں میں ویاس منی ہوں اور کویوں میں شنکر اُچاریہ ہوں۔

(شرح) اپنے کرشن روپ میں شریر کو ایک وبھوتی بتلایا ہے۔ یہ نہیں کہ میں جو کرشن ہوں اس کی یہ وبھوتیاں ہیں۔ بلکہ میں جو پار برہم پرمیشور ہوں۔ اس کی یہ وبھوتیاں بتلائی جارہی ہیں اور انہی میں سے کرشن روپ ایک وبھوتی ہے۔ وچار وان اس بات کو یہاں نوٹ کریں کہ بھگوان اپنے برہم سروپ میں نشٹھ ہوکر برہم کی وبھوتیوں کا وپاکھیان کر رہے ہے۔ کرشن روپی شریر دھارن کرنے والے یوگیشور کو اپنی ایک وبھوتی بتایا ہے۔ بالکل اسی طرح جسطرح ارجن بھی ایک وبھوتی ہے۔ اور وید ویاس بھی ایک وبھوتی ہیں۔ اور دیتوں کے گورو شنکر اچاریہ بھی بھگوان کی ایک وبھوتی ہے ٥

میں برشنوں میں ہوں واسودیو اے حسنیر — قبیلے میں پانڈو کے ارجن امیر
میں ہوں ویاس ان میں ہیں جتنے منی — ہیں جتنے بھی شاعر ہوں ان میں اشناکوی

دوہا۔ ونڈونت میں دنڈ ہوں۔ جیت ونت میں جیت
گیانی اُن میں گیان ہوں۔ مَون گو ہسیہ رہسیہ نیت (۱۰ - 38)

بھاوارتھ۔ دمن کرنیوالوں کی دمن شکتی یا دنڈ میں ہوں۔ جیتنے والوں کی نیتی میں ہوں گپت رکھنے یوگیہ رہسیوں میں مون ہوں اور گیانیوں کا گیان میں ہوں۔

(شرح) اب بھگوان اپنے کو دمن شکتی۔ بنتی۔ مَون اور گیان تبلاتے ہیں۔ جتنے تیسوی حاکم دمن شکتی کا استعمال کرنیوالے ہیں۔ وہ بغیر اس شکتی کے کامیاب نہیں ہوسکتے ہیں اور اسی طرح بغیر نیتی کے کسی کام میں کامیابی یا جیت نہیں ہوسکتی۔ جہاں رازداری سے کام لینا ہو۔ وہاں مون (خاموشی ایک بہت بڑھیا سادھن ہے۔ زیادہ بولنے آدمی راز نہیں رکھ سکتا۔ اسلئے بانی کا مون بہت ضروری ہے اور گیان کے بغیر کوئی گیانی نہیں ہوسکتا۔ بھگوان جو کہ ویاپ ویاپک بھاؤ سے رہت ہیں سب کچھ ہیں یہ برسرب روپ ہیں۔ جن کے بغیر کچھ موجود نہیں ہوسکتا۔ جہاں بھی جیسا بیوہار کرتے ہیں وہ سب کچھ بھگوان

بیوہار کے انترگت ہے۔ اس لئے بھگوان کا یہ بتلانا کہ ہر شے کی طرح رواں ہیں ہماری آنکھیں کھولنے کے مترادف ہے۔ گیتا بڑے سندر ڈھنگ سے ہم کو آہستہ آہستہ "سروم کھلودم برہم" یہ سب کچھ برہم ہے" کے اونچے شکھر پر لے جا رہی یا ٹھک دچار کریں۔ اتنی وبھوتیاں گننے سے اور مطلب ہی کیا ہے۔ دچار کرتے کرتے جگیاسو کسی وقت تو اس نشچے پر آکر ٹکیگا ہی کہ یہ سب کھانڈ بھگوان کا کھیل ہے جو وہ سوئم ہی کھلاڑی بن کھیل رہے ہیں اور درشٹا بن کر دیکھ رہے ہیں ؎

جو حاکم ہیں میں ان کی تعزیر ہوں　　　جو فاتح ہیں میں ان کی تدبیر ہوں
میں رازوں میں ہوں خامشی پردہ پوش　　　میں ہوں گیان ان کا جو ہیں علم کوش

دوہا۔ سب بھوتن کو بیج جو ۔ ارجن مو کو جان
تھر چر یا سنسار میں ۔ مو بن کچھو نہ آن　　(39 - 10)

بھاوارتھ۔ سب بھوتوں کا بیج (اُتپتی ستھان) اے ارجن تو مجھے ہی سمجھ۔ کیونکہ ایسا کوئی بھی چراچر بھوت نہیں ہے۔ جو مجھ سے رہت ہو۔ یعنی سب کچھ میرا ہی سروپ ہے۔

شرح) بیج سے ہی درخت وغیرہ کی اُتپتی ہوتی ہے۔ اس لئے درخت کی آدی بیج ہے۔ اسی طرح تمام بھوت پرانی جس بیج سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ بھگوان کہتے ہیں۔ میں ہوں۔ اے ارجن۔ یہ تمام ظہورہ لوک لوکانتر چار پرکار کے جیو پرتھوی جل آکاش وایو منڈل وغیرہ سب مجھ سے ہیں۔ ان کا مہاکارن میں ہی ہوں۔ جتنا چراچر چیتن جڑ۔ ستھاور جنگم سنسار ہے اس میں سوائے میرے اور کچھ بھی نہیں سمجھ۔ یو ایسا یقین کر۔ اس سارے دھیائے کا لب لباب یہی ہے۔ دو بن ترا

پربت سب پار برہم ہے۔ آؤ۔ یقین کریں کہ اس سارے وشو منڈل میں سوائے بھگوان واسودیو کے دوسرا کوئی نہیں ہے۔ اور پھر اسی یقین کے مطابق عمل کریں۔ تمام شکوک نکال دیں۔ کیا سارا داتاورن ہی تبدیل نہ ہو جاویگا۔ پھر آپس میں کہیں جھگڑے کلہ کلیش کو کوئی گنجائش رہ جاتی ہے۔ پھر کیا وشو شانتی کے پرچار کرنے کی ضرورت رہے گی۔ تمام مسئلے خود بخود حل نہ ہو جادیں گے۔ آؤ ابھی سے خوب سوچ وچار کریں۔ اور اپنا نشچہ بنالیں کہ سب کچھ برہم ہے۔ یہ آتما برہم ہے۔ میں برہم ہوں۔ تو بھی وہی ہے۔ جس سے آزادی سچی آزادی حاصل ہوگی۔ جیون مکتی کے آنند کا دروازہ کھل جاوے گا۔ نارائن سے نارائن کا میل ہوگا۔ نارائن سے بات چیت ہوگی۔ نارائن سے ہی دیوہار ہوگا۔ پھر کس شے کی کمی رہجاویگی سمردھی ہماری داسی ہوگی۔ جس دیش میں اس قسم کی ودیا ہو جو انسان کو خدا بنادیتی ہے منش کو دیوتا بناتی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں ایشور کو ساکشات منشوں کے ہردے میں لا جھلاتی ہے۔ اس دیش میں بھوکھ دردر۔ بیماری غلامی کیوں کر رہ سکتے ہیں۔ اس لیے آؤ۔ اس برہم ودیا کو اپنائیں اور اپنی سوئی ہوئی قسمتوں کو جگائیں۔ بھارت کے گورو کو پھر اونچا کریں۔ دُنیا کو بتلادیں بھارت میں منش نہیں دیوتا رہتے ہیں

ہوں ارجن ہر اک چیز کا بیج میں کروں خلقِ عالم کی ترویج میں
مگر مجھ سے باہر نہ زنہار ہے ہے ساکن کوئی یا کہ سیّار ہے

دوہا۔ میری دِویہ دبھوت کے انت نہ جانیا جائے
ایہہ تو تھوڑے سے کہیو۔ میں وبھو کے بھائے (۱۰-۴۰)
جو کچھ یا سنسار میں کوُ گن ادھکائی
سو سب میرو تیج ہے نیو تو ہے بتائی (۱۰-۴۱)

بہت کہاں تو سو کہوں ارجن بات بتائی
سب کچھ اپنے انس سوں راکھوں میں ٹھہرائی (10 - 42)

بھاوارتھ۔ اے ارجن۔ میری دویہ وبھوتیوں کا انت نہیں ہے۔ یہ تو میں نے اپنی وبھوتیوں کا وستار سنکھشپ سے کہا ہے۔ اس لئے اس سنسار میں جو جو بھی وبھوتی یکت وستو ہے۔ اس کو تو میرے تیج کے انش سے ہی اُتپن ہوا جان۔ اتھوا اے ارجن۔ بہت جاننے سے کیا پریوجن ہے۔ اس سارے جگت کو میں اپنے ایک انش ماتر سے دھارن کر کے قائم ہوں۔

(شرح) اے ارجن۔ جس طرح میں اننت ہوں۔ آد اور انت سے رہت ہوں اسی طرح میری وبھوتیوں کا بھی انت نہیں ہے اور کسی منش کے واسطے ان کا پوری طرح سے جان لینا بھی ممکن نہیں۔ میں نے صرف تمہاری دل جمعی اور تسلّی کی خاطر اپنی چیدہ چیدہ وبھوتیوں کا اختصار سے بیان کیا ہے۔ میں تمہیں ایک گُر بتاتا ہوں۔ سنو۔ اس سارے سنسار میں جہاں کہیں ایشوریہ یکت۔ شکتی سہت پدارتھ آپ کے درشٹی گوچر ہو۔ آپ اس میں میرا ہی تیج سمجھ لینا۔ جان لو کہ بغیر میری ستا اور شکتی کے کوئی شے پردۂ اظہار پہ ٹھہر نہیں سکتی۔ بہت کہنے سننے سے کوئی پریوجن نہیں۔ کوئی مطلب حل نہیں ہوتا۔ صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ میں سارے برہمنڈ کو اپنے ایک انش ماتر میں دھارن کرتا ہوں۔ خود اپنی مہما میں قائم ہوں۔ یاد رہے کہ ارجن نے سوال کیا تھا۔ بھگوان۔ آپ اپنی وبھوتیوں کو وستار پوروک بتائیں۔ جن کا میں چنتن کر سکوں اور جن کے دھیان دوارہ آپ کا گیان حاصل ہو سکے۔ بھگوان نے ارجن کی خواہش پوری کرنے کے لئے اپنی انیک وبھوتیوں کا دیاکھیان کیا اور انت میں یہ بھی کہا کہ میری وبھوتیوں کا کوئی انت نہیں ہے۔ وہ لا انتہا ہیں۔ اس لئے اُن کا بیان کہاں تک کیا جاوے۔ خلاصہ

مطلب یہ جان لینا چاہئے۔ اس سارے چراچر سنسار میں سوائے میرے نہ کچھ ہے نہ کچھ تھا اور نہ ہوگا۔ اک میں ہی واحد لاشریک موجود ہوں۔ جہاں کہیں بھی تمھیں کوئی وستو ایشوریہ یکت دکھائی دے تم وہاں میرا درشن کرو۔ جانو کہ وہاں میری ستا ہے۔ میری ستا کے ایک معمولی حصہ کے اندر ہی یہ سارا سنسار موجود ہے۔ اس کو اپنے میں دھارن کرتا ہوا بھی میں اپنے آپ میں دائم قائم ہوں ایک رس ہوں۔ کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔ میری ہر صفت بنتی ہے۔ میرا ہر نام شایاں ہے۔

اس لئے اے پیارے۔ تم میری وبھوتیوں کا دھیان کرتے ہوئے ہر وستو میں، ہر جاندار اور بے جان میں میرا ہی درشن کرو۔ میرا ایجن کرو۔ مجھے نمسکار کرو مجھے اپنا پریم دو۔ جو کچھ کرو میری خاطر کرو۔ جب تمام وستوؤں میں تم میرا درشن کروگے تو پھر تم کہاں رہ پاؤ گے۔ من تو شدم۔ تو من شدی والا معاملہ ہو جائے گا۔ تمہارا اپنا آپ بھی سوائے میرے کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمہارا ارجن پن کافور ہو جائے گا۔ تم جو اس وقت اپنے کو کچھ اور کا اور مان رہے ہو وہ تمہارا اجھوٹا ابھمان دُور ہو گا۔ اس وقت ہمارا تمہارا بھید سماپت ہو گا اور تم میرے سروپ میں لین ہو جاؤ گے۔ یہی وہ انتم گتی ہے۔ جس کے لئے تمام کرم دھرم گیان دھیان کیا جاتا ہے۔ جس سے آوا گون کا چکر سماپت ہو جاتا ہے۔ جس سے منش مرتیو سے امرت کو اندھکار سے پرکاش کو اور است سے ست کو پراپت ہوتا ہے۔ لو سنو

ذرا غور کر لے یہاں پرنتپ	مرے پاک جلوے ہیں لاانتہا
جو تھوڑا سا تم سے بیاں کر دیا	نمونہ سا گو یا عیاں کر دیا
نظر آئے قوت کہیں یا جلال	شکوہ تجمل کہ حسن و جمال

سمجھ لے کہ اس میں ہے جلوہ فگن　　مرے بیکراں نور کی اک کرن
نہ تفصیل میں جا کے الجھن بڑھا　　کہ کثرت سے ارجن تجھے کام کیا
ہر اک شمہ ہوا ہے عیاں　　اسی سے ہے معمور سارا جہاں

وبھوتی یوگ نامی دسواں ادھیائے سماپت ہوا ہے۔

نرسنگداس 25 $\frac{9}{60}$

بندھ اور موکش

(۱) جب تک من کچھ چاہتا ہے سوچتا ہے۔ تیاگتا ہے۔ گرہن کرتا ہے۔ کسی میں پرسن اور کسی میں اپرسن ہوتا ہے تب تک بندھ ہے۔

(۲) جب من کچھ نہیں چاہتا نہ سوچتا ہے نہ تیاگتا ہے۔ نہ گرہن کرتا ہے۔ نہ پرسن ہے نہ اپرسن۔ تب ہی موکش ہے۔

(۳) جب تک من کسی وشئے میں آسکت ہے۔ تب تک بندھ ہے جب سب وشیوں سے ورکت ہو۔ تب موکش ہے۔

(۴) جب "میں" نہیں۔ تب موکش ہے۔ جب "میں" ہے تب بندھ ہے۔ ایسا سمجھ کر اُداسین ہو جا۔ نہ کچھ تیاگ کر۔ نہ گرہن کر۔

(اشٹاوکر گیتا)

گیان

(۱) میں آکاش کے سمان انت ہوں. پراکرت جگت گھڑے کے سمان ہے گیان ہے۔ جو ایسا ہو گیا۔ اس کو گرہن تیاگ ادرئے کچھ بھی نہیں۔

(۲) میں بڑے سمندر کی طرح ہوں اور پرپنچ لہروں کے سمان ہے۔ یہ گیان ہے جو ایسا ہو گیا۔ اس کو گرہن تیاگ ادرئے کچھ بھی نہیں۔

(۳) میں سیپ کی طرح ہوں اور جگت کی کلپنا چاندی کے سمان ہے۔ یہ گیان ہے جو ایسا ہو گیا۔ اس کو گرہن تیاگ ادرئے کچھ بھی نہیں۔

(۴) میں ہی سب پرانیوں میں ہوں۔ اس سے جگت مجھ میں ہی ہے۔ یہ گیان ہے۔ جو ایسا ہو گیا۔ اس کو گرہن تیاگ ادرئے کچھ بھی نہیں۔

(اشٹاؤکر گیتا)

———★———